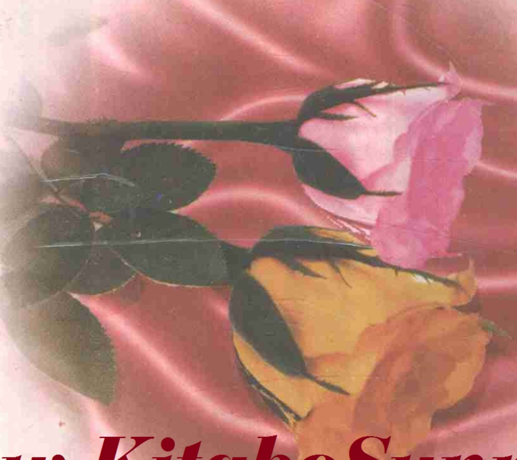

www.KitaboSunnat.com

شادی کے مسائل

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

فضيلة الدكتور. العلامة الشيخ صالح بن غانم السدلان

استاذ دراسات اسلامیہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ الریاض

ترجمہ وتقدیم

مختار احمد ندوی

ناشر الدار السّلفیہ، ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقه الزواج فی ضوء الکتاب والسنة

شادی کے مسائل

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

فضیلة الدکتور. العلامة الشیخ صالح بن غانم السدلان
استاذ دراسات اسلامیہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ الریاض

ترجمہ وتقدیم

مختار احمد ندوی

ناشر

الدار السلفیہ
۱۳، محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، ممبئی۔ ۳

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات الدار السّلفیہ نمبر ۱۵۰

نام کتاب : شادی کے مسائل

تالیف : شیخ صالح بن غانم السدلان

ترجمہ و تقدیم : مختار احمد ندوی

طباعت : بھاوے پرائیویٹ لیمیٹیڈ ممبئی

ناشر : الدار السّلفیہ

تاریخ اشاعت : اگست ۱۹۹۹ء

ملنے کے پتے

دار المعارف

دہلی	ممبئی
۲۶۸۴/بی گلی مسجد کالے خان، کوچہ چیلان، دریاگنج، نئی دہلی۔ ۲ فون: ۳۲۷۷۲۵۳	۱۳، محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی۔ ۳ فون: ۳۷۱۶۲۸۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحات
۱۔	عرض ناشر	۶
۲۔	مؤلف حفظہ اللہ کی شخصیت	۸
۳۔	مقدمہ مؤلف	۱۱
۴	مہر اور اس سے متعلق شرعی احکام	۱۶
۵۔	شوہر پر بیوی کے حقوق	۱۶
۶۔	صداق کا لغوی معنیٰ	۱۶
۷۔	مہر کس چیز سے واجب ہوتی ہے	۱۶
۸۔	مہر کا اصطلاحی معنیٰ	۱۶
۹۔	مہر کی مشروعیت کی حکمت	۱۷
۱۰۔	نکاح میں مہر مقرر کرنے کا حکم	۱۹
۱۱۔	مہر کا حکم	۲۰
۱۲۔	بحث کا خلاصہ	۲۲
۱۳۔	مہر کی انتہائی حد	۲۴
۱۴۔	مہر کی سب سے کم حد کا بیان	۲۵
۱۵۔	مہر میں غلو کرنے کا بیان (تمہید)	۳۸
۱۶۔	مہر میں غلو کے اسباب	۴۴
۱۷۔	مہر کی زیادتی کے منفی نتائج	۴۶
۱۸۔	مہر میں زیادتی کا حکم	۴۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔ حاصل کلام ۵۴
۲۰ وہ اسباب جن کی وجہ سے عورت کو پورا مہر دینا واجب ہوتا ہے ۵۸
۲۱ مہر آدھی دینے کا بیان ٦٦
۲۲۔ عقد سے پہلے مخطوبہ کے ساتھ خلوت کا بیان ۷۳
۲۳۔ وہ اسباب جن کی وجہ سے سارا مہر ساقط ہو جاتا ہے۔ ۷٦
۲۴۔ نقد اور ادھار مہر کا حکم ۷۹
۲۵۔ اس ہدیے کا حکم جو پیشگی طور پر دیے جائیں ۸٦
۲٦۔ شادی کی انگوٹھی اور مردوں اور عورتوں کیلئے اس کا حکم ۸۸
۲۷ نکاح کا اعلان ۹۱
۲۸۔ نکاح کے اعلان کا حکم ۹۱
۲۹۔ نکاح کے اعلان کا مطلب ۹۱
۳۰۔ نکاح کا اعلان کیسے کیا جائے ۹۲
۳۱۔ نکاح میں جائز لھو ولعب ۹٦
۳۲ رقص ۹۹
۳۳ رقص کا حکم ۹۹
۳۴۔ تصویر اور ویڈیو فلم سازی ۱۰۱
۳۵ شادی کا ولیمہ ۱۰۳
۳٦ شادی کی محفلوں میں فضول خرچی کی ممانعت ۱۰۳
۳۷۔ ولیمہ کی تعریف ۱۰۳
۳۸۔ ولیمے کا حکم ۱۰۴
۳۹۔ ولیمہ کا وقت ۱۰۵
۴۰۔ ولیمہ کی مقدار اور اسکی جنس ۱۰٦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۱۔	ولیمہ کی دعوت	۱۰۷
۴۲۔	غیر روزہ داروں کے لئے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے کا حکم	۱۰۹
۴۳۔	روزہ دار کی دعوت قبول کرنے کا حکم	۱۱۱
۴۴۔	ولیمے میں شریک نہ ہونے کے جائز عذر	۱۱۳
۴۵۔	شادی کی محفلوں میں اسراف کرنے کی ممانعت	۱۲۰
۴۶۔	شادی کی مبارکباد اور شوہر کیلئے دعا	۱۲۳
۴۷۔	ہنی مون کی رسم	۱۲۵
۴۸۔	میری رائے کے مطابق تنبیہ وعلاج	۱۲۶
۴۹۔	شب عروسی کے آداب اور زوجین کے درمیان ازدواجی زندگی کا بیان	۱۲۹
۵۰۔	شب عروسی اور بیوی کے پاس جانے کے آداب	۱۲۹
۵۱۔	بیوی کو دودھ یا حلوہ پیش کرنا	۱۲۹
۵۲۔	بیوی کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنا	۱۳۰
۵۳۔	دو رکعت نماز پڑھنا	۱۳۱
۵۴۔	مسواک کرنا	۱۳۱
۵۵۔	ہمبستری سے پہلے دعا پڑھنا	۱۳۲
۵۶۔	تنبیہ	۱۳۲
۵۷۔	میاں بیوی کے حقوق	۱۴۳
۵۸۔	بیوی پر شوہر کے حقوق	۱۴۳
۵۹۔	بیوی پر شوہر کے ضروری حقوق	۱۴۵
۶۰۔	بیوی کے حقوق	۱۵۸
۶۱	مشترک حقوق	۱۶۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

زیر نظر کتاب، فقہ الزواج، فضیلۃ الدکتور، علامہ الشیخ صالح بن غانم السدلان حفظہ اللہ کی تالیف ہے، جو شادی جیسے حساس، مفید اور ضروری موضوع پر ایک نہایت مفید، اور اصلاحی کتاب ہے، جو مسلم معاشرے کی اصلاح کیلئے تریاق کا کام دیگی۔ مسلمان کی خاندانی برتری دراصل اس کے خانگی نظام کی درستگی پر موقوف ہے، خصوصاً میاں بیوی کے تعلقات کی اصلاح اور دائمی مسرت اور مطمئن زندگی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، اگر زوجین اپنے حقوق اور فرائض کو سمجھ جائیں اور اسلام نے انہیں جو خوشگوار زندگی کے آداب بتائے ہیں اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی حیاۃ طیبہ کا جو حقیقی اسوۂ حسنہ ہمارے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں دیا ہے اگر اس پر صدق دل سے عمل کیا جائے۔ تو ہر مسلمان کا گھر جنت نشان بنا رہیگا۔

علامہ دکتور صالح بن غانم السدلان، عالم اسلام کے ایک ممتاز عالم دین فقیہ اور مجتہد داعی الی اللہ اور امت اسلامیہ کے عظیم مصلح ہیں ان کی یہ کتاب مسلمانوں کی خانگی زندگی کی اصلاح کیلئے بہت موثر اور مفید ہے۔ علامہ موصوف جو توحید وسنت کے داعی اور مسلک سلف صالح کے مبلغ اور عامل ہیں انہوں نے اپنی اس کتاب کو قرآن اور احادیث نبویہ ﷺ اور اقوال صحابہ وتابعین سے ایسی مدلل اور واضح کردی ہے کہ کتاب اپنے اس اہم موضوع پر سند بن گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء، خطباء منبر، اور دعوت واصلاح کا کام کرنے والے حضرات کیلئے یہ کتاب ایک قیمتی تحفہ اور علمی دستاویز ہے، اس کا ترجمہ بہت آسان اور عام فہم ہے، کتاب کے تمام ابواب اور مضامین قرآن اور احادیث کے دلائل سے مدلل ہیں۔ یہ بہت مفید اور وقت کے نہایت ضروری مسائل پر مشتمل ہے کتاب اس لائق ہے کہ اسے ہر مسلمان مرد اور عورت بوڑھے اور نوجوان کو پڑھائی اور سنائی جائے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف اور مترجم اور ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی علمی اور اصلاحی کوششوں کو قبول فرمائے، آمین

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السلفیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف حفظہ اللہ کی شخصیت

● آپ کا نام ابو غانم صالح بن غانم عبد اللہ السدلان ہے۔

● آپ القصیم کے شہر بریدہ میں ۱۳۶۲ء میں پیدا ہوئے۔

● آپ نے اپنی علمی زندگی اپنے والد کے پاس حفظ قرآن کریم سے شروع کی۔ آپ کے والد آپ کے سب سے پہلے استاذ ہیں۔ آپ نے ان سے عقیدہ فرائض، حدیث، نحو کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ریاض میں مدرسہ تحفیظ القرآن الکریم میں داخل ہوئے۔

● اس کے بعد المعہد العلمی ریاض میں داخل ہوئے اور وہاں متوسطہ تک تعلیم حاصل کی۔

پھر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض میں ثانویہ تک تعلیم پائی اور وہاں ۱۳۸۱ھ میں فارغ ہو کر نکلے۔

● اور ۱۳۸۶ھ میں آپ نے لیسانس فی الشریعۃ الاسلامیہ کی ڈگری جامعۃ الامام سے حاصل کی۔ اور اسی سال وزارۃ المعارف میں تعلیم و تدریس کے ذریعے اپنی علمی زندگی کی ابتداء کی۔ پھر ۱۳۹۱ھ میں آپ نے "الفقہ المقارن" میں ایم اے کیا آپ کے رسالے کا موضوع تھا "الشروط فی النکاح"۔

● اور ۱۳۹۵ھ میں آپ کلیۃ الشریعۃ میں لیکچرار مقرر ہوئے اور دکتوراہ کی ڈگری الفقہ المقارن میں المعہد العالی للقضاء الریاض سے حاصل کی آپ کے رسالے کا موضوع تھا "النیۃ واثرھا فی الاحکام الشرعیہ۔"

● پھر آپ نے بتدریج ترقی کی کلیۃ الشریعۃ میں استاذ مساعد کی حیثیت سے۔ پھر استاذ مشارک کی حیثیت سے پھر قسم الفقہ میں استاذ کی حیثیت سے۔

حضرت شیخ حفظہ اللہ نے حسب ذیل علماء اور مشایخ سے استفادہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

● اپنے والد الشیخ غانم السدلان سے، آپ نے حفظ قرآن پورا کیا اور دوسرے فنون پڑھے۔

● اور شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ سے آپ نے عقیدہ اور حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور آپ نے شیخ محمد بن ابراہیم سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔ آپ ان کی بابت فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کا قوی علم بڑا عظیم الشان تھا آپ ایک عملی تربیتی اسلوب سے پڑھاتے تھے جس کی بنا پر سعودی عربیہ کے بڑے بڑے علماء آپ سے مستفید ہوئے اور آپ ہی کے پاس سے پڑھ کر نکلے رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

● اور سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے آپ نے عقیدہ اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور یہ سب آپ کے مسجد کے دروس کے ذریعے اور المعہد العالی للقضاء میں بھی آپ نے تعلیم پائی۔

● اور شیخ محمد الامین الشنقیطی رحمہ اللہ سے بھی تعلیم پائی۔ آپ نے ان سے اصول اور تفسیر پڑھی۔

● اور شیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ سے بھی تعلیم پائی آپ نے ان سے تفسیر حدیث، اور اصول پڑھا، اور آپ شیخ عبدالرزاق عفیفی کے طریقہ درس کو بہت پسند کرتے تھے۔ ان کا علمی مطالعہ حشو دزوائد سے پاک تھا اور وہ بہت منظّم اور مرتب طور پر پڑھاتے تھے۔

● اور شیخ مناع القطان سے بھی آپ نے تعلیم پائی آپ نے ان سے دراسات جامعیہ میں استفادہ کیا اور ان سے تفسیر اور اصول تفسیر پڑھی ان کا طرز تعلیم بڑا ہی شاندار اور موہ لینے والا تھا۔

● اور آپنے الشیخ عبدالعزیز بن محمد بن داؤد۔ اور شیخ عبدالعزیز زاحم اور شیخ صالح بن فوزان الفوزان، اور شیخ ناصر الطریم اور شیخ عبداللہ بن جبرین اور شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن قاسم وغیرہم سے بھی تعلیم پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی

کے شرعی مسائل کتاب وسنت کی روشنی میں

جس میں مہر، رخصتی، شادی کی دعوت، میاں بیوی کے حقوق کا بیان ہے، اور شادی میں ہونے والی غلط رسموں اور خلاف شرع باتوں اور بری عادتوں پر تنبیہ کی گئی ہے۔

تالیف

فضیلة الدکتور صالح بن غانم السدلان

استاذ الدراسات العلیا قسم الفقه

جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیه الریاض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۂ مؤلف

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور درود وسلام ہو اس ذات اقدس پر جس کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا اور ان کے آل واصحاب پر اور ان سب لوگوں پر جو ان کے طریقے پر قیامت تک چلے، اما بعد۔

معلوم ہو کہ عورتوں پر ایک طویل زمانہ ایسا گذرا ہے جب ان کی کوئی خاص حیثیت نہیں تھی، اور نہ ان کا حال ہی اچھا تھا، بالکل بے یارومددگار، ہر قسم کے حقوق سے محروم، ذاتی ارادوں کی تکمیل سے بے بس، جنکا نفس کچلا ہوا، جو اپنے معاملات میں دوسروں کی محتاج، اپنے مرتبہ ومقام میں بالکل کمتر درجے کی مالک، جنہیں جس طرح چاہا جائے استعمال کیا جائے، جن کا رومانی شوہر جب چاہے انہیں سولی پر چڑھا سکتا ہے، اور جن کا یونانی شوہر انہیں کوڑے کرکٹ کے برابر سمجھتا ہے۔ اور جنہیں ایک یہودی حقارت کی نگاہ سے دیکھتا اور انہیں ناپاک تصور کرتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ کہ انہیں ایک عیسائی اب تک یہی نہیں سمجھ سکا کہ عورت کے جسم میں روح ہوتی ہے یا یہ بغیر روح کی مخلوق ہے؟ پھر بات یہاں تک پہونچتی ہے کہ لوگ اسے منحوس سمجھتے ہیں بلکہ کچھ لوگ اسے زندہ درگور بھی کرتے ہیں، جیسا کہ جاہل عرب کیا کرتے تھے۔ لیکن ان تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسوسناک باتوں کے بعد جنہیں عورت نے مدتوں سنا اور سہا اور ان حسرت بھری رسموں کے بعد جنکا تلخ گھونٹ عورت نے تاریخ کے مختلف دور میں چکھا۔ اسلام کی روشنی چمکتی ہے اور اسلام عورت کی کرامت اور شرافت کی سچی میزان مقرر کرتا ہے، اور عورت کو ذرہ برابر کمی کئے بغیر اس کے پورے حقوق عطا کرتا ہے۔ اور اس کے کندھے سے ان ذلت آمیز بوجھ کو اتار پھینکتا ہے جو تاریخ کے طویل دور سے اس پر لدے ہوئے تھے۔ اور عورت کے مکمل انسان ہونے کا اعلان کرتا ہے، اور اسے مکمل انسانی حقوق کا حقدار قرار دیتا ہے، اور انہیں صرف شہوت رانی کے فضول تصور سے محفوظ کرتا ہے اور اسے صرف حیوانی جنسی لذت کے حصول کا ذریعہ ہونے کے فتنے سے بچاتا ہے، اور اسے انسانی سماج کی ترقی اور سلامتی میں ایک فعال عنصر بنادیتا ہے۔

اور ان تمام اصلاحی بنیادوں اور اس کے شرعی حقوق میں سے ایک اہم حق یہ ہے کہ عورتوں کو بھی ان کے شوہروں پر بہت سے حقوق حاصل ہیں جیسے کہ شوہروں کو ان کی بیویوں پر بہت سے حقوق حاصل ہیں۔

مہر:- مہر عورت کی خاص ملکیت ہے اور اس کے جملہ حقوق میں سے یہ اہم ترین حق ہے جس سے اس کی عزت افزائی ہوتی ہے، اور جو اس کی شرافت اور سعادت مندی کی علامت ہے۔

اور یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ عورت کوئی پونجی ہے جسے مہر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوض بیچا جاتا ہے، بلکہ مہر تو عورت کی عزت و تکریم کی نشانی ہے، اور اس کی محبت کی دلیل ہے، اور اس کے لطف و پیار کے رشتے کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے اور اس بات کا اعتراف ہے کہ عورت کی فطرت میں متاع دنیا کی رغبت اور زیب و زینت کے اسباب کی حرص موجود ہے اور اس بات کی سچی دلیل ہے کہ شوہر کے دل میں عورت کی جملہ ضروریات اور اس کے حقوق ادا کرنے کا سچا عزم موجود ہے، اور مہر دراصل پہلا عملی قدم ہے عورت کے مزاج کو درست کرنے اور اسے یہ احساس دلانے کیلئے کہ سوسائٹی میں اس کا کتنا مرتبہ و مقام ہے اور وہ سماج میں کتنی پسندیدہ اور مرغوب ہے یہ اور انہیں جیسے بلند حقائق کے سبب اسلام کی پوری تاریخ میں مہر کی اہمیت سادگی اور سہولت کے ساتھ قائم رہی اور یہ ہر زمانے اور ہر سماج میں کسی نہ کسی حیثیت سے باقی رہی۔

لیکن جب ایمان کمزور ہوا۔ اور رسم و رواج کا چلن عام ہوا، اور کچھ لوگوں کے پاس دولت بڑھی اور ان کی جیبیں بھریں، تو نئی تہذیب کی آندھی ایسی چیزوں کو لیکر آئی جنکا اس سے پہلے کوئی وجود بھی نہ تھا۔ اور لوگوں نے ایسی ایسی بدعات اور منکرات کو ایجاد کیا جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا، اور نہ اس کا کسی بنیاد اور عقل سے بھی واسطہ تھا اور ان بدعات اور نئی پیدا کردہ برائیوں میں کچھ ایسی ہیں جن کا تعلق شادی سے پہلے ہونے والی باتوں سے ہیں۔ جیسے، خِطبہٗ شادی کا پیغام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا، اور اپنی منگیتر سے تنہائی میں ملنا، اور شادی کی انگوٹھی پہنانا، اور مہر کا مطالبہ، اور اسے زیادہ سے زیادہ مہنگا بنانا، اور ان کی وجہ سے جو پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں بسا اوقات وہ شادی کے پیغام اور رشتے کو پورا ہی نہیں ہونے دیتیں۔ اور نئی بدعات میں سے کچھ وہ بھی ہیں جن کا تعلق شادی کے وقت سے ہوتا ہے، جیسے شادی ہال میں فضول خرچی کرنا، اور بڑائی اور فخر و غرور کرنا، اور بڑی بڑی دعوتوں کا انتظام کرنا، اور شادی کا پروپیگنڈہ کرنا اور اسی طرح کی دوسری ناگوار اور تباہ کن باتوں پر عمل کرنا جیسے گانے، رقص اور پروپیگنڈہ اور ہنی مون منانا، اور اس کتاب کے پڑھنے والے حضرات اللہ کے فضل و کرم سے اس میں ہر قسم کی باتوں کا ذکر پائیں گے اور کتاب و سنت کی روشنی میں قدیم و جدید اہل علم کے اقوال بھی پائیں گے۔ جو دلائل وحجت سے بھرپور ہوں گے اور ان میں مسئلے کا ترجیحی پہلو بھی پائیں گے اور ان کے دلائل بھی تاکہ کتاب کے اہم مباحث اچھی طرح واضح ہو جائیں۔ اور ان کے فوائد مزید روشن ہو جائیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ کتاب میں مسائل کی ترتیب حسب ذیل ہو۔

(۱) مہر اور اس سے متعلق تمام فقہی مسائل جنہیں پڑھنے والا کتاب میں اس موضوع کے تحت موجود پائے۔

(۲) نکاح کا اعلان، نکاح کا معنی اس کی کیفیت اور اس کے متعلقات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) شادی کا ولیمہ، اور اس سے متعلق رسوم وعادات اور موضوع سے متعلق اور ان کی فقہی تفصیل۔

(۴) شادی کی مبارکباد، اس کی حکمت، کیفیت اور اس سے متعلق جائز اور ناجائز رسومات کا بیان۔

(۵) تنبیہ اور علاج۔

(۶) شب وصال کے آداب اور میاں بیوی کی ازدواجی زندگی۔

(۷) میاں بیوی کے حقوق۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے فوائد کو عام کرے، اور اس کتاب کی اشاعت کو مفید بنائے۔ اور اللہ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔

د۔ صالح بن غانم السدلان

یکم محرم الحرام ۱۴۱۲ھ، الریاض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہر اور اس سے متعلق شرعی احکام

(۱) شوہر پر بیوی کے حقوق:

شوہر پر بیوی کے بہت سے حقوق ہیں جو صحیح طور پر عقد نکاح کے بعد واجب ہوتے ہیں، اور یہ حقوق کچھ مادی ہیں اور کچھ غیر مادی۔ مادی حقوق میں سے پہلا حق، مہر ہے، مہر کے مختلف نام ہیں الصداق، النحلة، الفريضة، الحباء، الأجر، العقر، العلائق، الصدقة، الطول. الخرس، النكاح.

صداق کا لغوی معنیٰ:

مہر کو صداق یعنی عوض کہا جاتا ہے، عوض یعنی بدلہ دوسرا معنیٰ، تکرمة یعنی بیوی کیلئے بخشش۔

مہر کس چیز سے واجب ہوتی ہے؟

مہر ہر اس چیز سے واجب ہوتی ہے جس سے عقد نکاح واجب ہوتا ہے، اقرار کرنے سے یا محبت کرنے سے، یا زبردستی شرمگاہ ضائع کرنے سے، جیسے دودھ پلادینا، یا گواہوں کا رجوع کرلینا ان سب کو صداق یا مہر کہا جاتا ہے۔

مہر کا اصطلاحی معنیٰ:

مہر کا اصطلاحی معنیٰ ہے، نکاح کا بدلہ، خواہ حاکم اس کو نافذ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردے یا عورت مرد آپس میں رضامندی سے فرض کریں۔

مہر کی مشروعیت کی حکمت:

شریعت نے شوہر کے ذمے بیوی کا مہر مقرر کیا ہے تاکہ بیوی کا دل اس کے ذریعے خوش ہو، اور اس کی عزت نفس کا اظہار ہو، اور اس رسم جاہلیت کا خاتمہ ہو جس میں لوگ عورت پر ظلم کرتے تھے اور عورت کے ساتھ بخالت برتتے تھے۔ اور اس کی اہانت کرتے تھے اور اس کا مال ہڑپ کر جاتے تھے۔ مہر بیوی کا ذاتی حق ہے اور اس کی ملکیت ہے، جس میں اس کے سرپرستوں کا کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس کو خرچ کرنے میں بھی خواہ وہ جائز خرچ ہو شرعاً کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں، بیوی کو پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنا مہر کسی کو ہبہ کردے، یا کسی کو قرض دیدے، یا صدقہ کردے، ان تمام جائز تصرفات کا حق صرف بیوی کو حاصل ہے۔ اور اس لئے بھی کہ نکاح کی ملکیت محض نکاح کیلئے مقرر نہیں بلکہ نکاح کے کچھ مقاصد ہیں جو نکاح کی برقراری اس کی ہمیشگی ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں، جو نکاح کے ساتھ مہر کے تعین کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے کہ بسا اوقات میاں بیوی کے درمیان ایسے حالات اور اسباب پیدا ہو سکتے ہیں جن سے شوہر طلاق دینے کیلئے مجبور ہو جائے، مثلاً میاں بیوی کے درمیان وحشت اور سختی پیدا ہو جائے۔ تو اگر نکاح کے ساتھ ہی مہر مقرر نہ ہو جائے تو شوہر اس سختی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحشت کے پیدا ہو جانے پر بلا روک ٹوک عقد نکاح کی ملکیت کو ختم کر سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اوپر مہر کی پابندی کا کوئی خوف نہیں محسوس کریگا۔ ایسی صورت میں نکاح کے پاکیزہ مقاصد حاصل ہی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نکاح کے مقاصد تو میاں بیوی کے درمیان قلبی موافقت کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور یہ قلبی موافقت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب بیوی شوہر کے دل میں پیاری اور شریف ہو، اور یہ عزت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب مال کے ذریعے اس تک پہونچنا آسان ہو۔ کیونکہ شوہر کے نزدیک مال کی اہمیت ہے۔ لہذا جتنا مال کا حصول مشکل ہو گا اس کی قیمت نگاہ میں بڑی ہو گی اور اس کا روکنا مشکل ہو گا۔ اور جتنا مال کا حصول آسان ہو گا اتنا ہی نگاہوں میں اس کا حصول آسان ہو گا اور اس کا روکنا بھی آسان ہو گا۔ اور بیوی شوہر کی نگاہ میں جتنی ذلیل ہو گی بیوی کے دل میں اتنی ہی شوہر کی وحشت بھی پیدا ہو گی، جس کی وجہ سے دونوں کے درمیان پسندیدگی اور محبت پیدا ہی نہیں ہو گی، جس سے نکاح کے حقیقی مقاصد بھی حاصل نہیں ہونگے۔

اور یہ کتنی عجیب بات ہے جو آج اکثر یورپی اور اسلامی ممالک میں رائج ہے کہ عورت کو مہر یا حجلۂ عروسی کی تزئین کیلئے پابند کر دیا جاتا ہے، جو بلاشبہ بالکل خلاف فطرت بات ہے بلکہ انسانی فطرت کے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف ہے اور اس رسم بد میں بہت سی سماجی برائیاں اور اخلاقی نقصانات ہیں۔ جن سے عورت کی توہین اور اس کی ذلت وحقارت ہوتی ہے، جس سے بسااوقات عورت کی زندگی ہی تباہ وبرباد ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ عورت جب اتنا مال جمع کرنے سے مایوس ہو جاتی ہے جو شادی کے عوض وہ اپنے شوہر کو پیش کر سکے، تو مجبوراً وہ اپنا یار اور دوست تلاش کر لیتی ہے یا دوسرے برے راستے اختیار کر لیتی ہے، اور بلاشبہ اس بری رسم میں بڑا فساد ہے اور طرح طرح کی برائیاں ہیں جنکا اثر سوسائٹی اور سماج پر پڑتا ہے اور بہت جلد اس کا آخری انجام پورا ہو جاتا ہے، تو غور کرو کتنا بڑا فرق ہے ان دو مختلف رسموں اور نظریات کے درمیان کہ ایک طرف تو یہ حقیقت کہ عورت اور اس کا مال سب شوہر کی ملکیت ہے اور اس رسم کے درمیان کہ شادی کے ذریعہ حاصل ہونے والا سارا مال خواہ وہ مہر ہو یا تحفے تحائف کم یا زیادہ وہ سب عورت کی ملکیت ہے اور وہ مقصود اور مطلوب اور عزت کی مالک ہے۔

اللہ کا بیحد شکر واحسان ہے جس نے عورت کا رتبہ بلند کیا اور اس کو عزت بخشی جبکہ دنیا نے اسی عورت کو ذلیل کیا اس کو حقیر سمجھا اور قوانین بنا کر اس کے حقوق کو سلب کیا اور اس کی شرافت کا خاتمہ کر ڈالا۔

نکاح میں مہر مقرر کرنے کا حکم

نکاح میں مہر کا مقرر کرنا مسنون ہے، تاکہ مہر کے بارے میں نزاع کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ واحل لکم ماوراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم (النساء ۲۴) ”اور ان حرام عورتوں کے علاوہ تمہارے لئے سب عورتیں حلال ہیں جن کو تم مال خرچ کر کے ان سے نکاح کر لو“

اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا اس مرد کے بارے میں ارشاد ہے جسے ایک عورت نے خود کو پیش کیا تھا التمس ولو خاتما من حدید، [۱]”تم مہر تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی سہی“۔ اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مہر مشروع ہے اس کا نکاح میں مقرر کرنا شرط نہیں۔

مہر کا حکم

مہر عقد نکاح میں نہ تو شرط ہے نہ نکاح کا رکن بلکہ اس کی حیثیت احکام نکاح میں سے ایک حکم کی ہے اور آثار نکاح میں سے ایک اثر کی ہے، اس لئے اگر اس میں کوئی معمولی بھول یا غلطی ہو جائے جسے دور کیا جا سکتا ہے تو اسے معاف کیا گیا ہے اس لئے کہ نکاح کا مقصد زوجین کی ملاقات اور ان کی باہمی لذت اندوزی ہے اس لئے اگر کبھی مہر متعین اور مقرر کئے بغیر نکاح ہو جائے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور ایسی صورت

---

[۱] رواہ البخاری فی صحیحہ رقم (۵۰۷۸) کتاب النکاح باب تزویج المعسر ورواہ مسلم (۱۴۲۵) کتاب النکاح باب الصداق،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں زوجہ کیلئے بالاتفاق مہر مثل واجب ہوتا ہے، [۱] یعنی جتنے مہر کا شوہر یا بیوی کے خاندان میں رواج ہو۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ **لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن اوتفرضوالھن فریضۃ** (البقرہ ۲۳۶)

"اور اگر تم عورتوں کو ان کے پاس جانے اور ان کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو تو تم پر کچھ گناہ نہیں"۔ اس لئے کہ اللہ نے عورت سے صحبت کرنے اور اس کا مہر مقرر کرنے سے پہلے اس کو طلاق دینا جائز قرار دیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر نکاح کا نہ رکن ہے نہ اسکی شرط۔

اور علامہ ابن الجوزیؒ نے "زاد المسیر" میں لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر مقرر کئے بغیر نکاح کرنا جائز ہے اور حدیث میں عقبہ بن عامرؓ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا، کیا تم راضی ہو کہ میں فلاں عورت سے تمہارا نکاح کر دوں؟ اس آدمی نے کہا ہاں، پھر آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا فلاں شخص سے تمہارا نکاح کر دوں؟ اس عورت نے کہا ہاں، چنانچہ ان دونوں کا آپس میں آپ نے نکاح کر دیا، اور اس مرد نے اس سے صحبت بھی کر لی لیکن اس عورت کیلئے نکاح کی کوئی مہر مقرر نہیں کی، جب اس مرد کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح

---

[۱] کشاف القناع ۵/ ۱۴۴، البدائع ج ۲/ ۲۷۴، اور المھذب ۲/ ۵۵ وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں عورت یعنی اس کی بیوی سے کر دیا اور میں نے اس کا کوئی مہر مقرر نہیں کیا اور نہ اسے اب تک کچھ دیا اور اب میں اسے مہر میں خیبر کا اپنا حصہ دیتا ہوں عورت نے وہ حصہ لیکر ایک لاکھ میں بیچ دیا۔[1] اس روایت کے مطابق اگر میاں بیوی نے بغیر مہر کے نکاح کرنے پر اتفاق کر لیا تو جمہور علماء اسلام کے نزدیک نکاح صحیح ہو گیا، البتہ مالکیہ نے اس کے خلاف کہا ہے۔ اور عورت کیلئے واجب قرار دیا ہے کہ صحبت یا مرنے سے پہلے مہر مثل ادا کرے۔ اور مالکیہ نے یہ بھی کہا کہ اگر میاں بیوی نے مہر ختم کر دینے پر اتفاق کر لیا تو ایسا نکاح فاسد ہو گا۔[2]

بحث کا خلاصہ

یعنی نکاح کے وقت مہر کا مقرر کرنا نہ نکاح کی شرط ہے نہ رکن، کیونکہ مہر عقد نکاح میں ایک حکم کی حیثیت رکھتا ہے وہ نکاح کے ضروری احکام کی حیثیت نہیں رکھتی جیسا کہ اس کے بارے میں مفصل دلائل گذر چکے ہیں۔ المغنی میں ہے، عام علماء اور اہل علم کے اقوال کے مطابق نکاح مہر کے مقرر کئے بغیر صحیح ہو جاتا ہے لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نکاح کے وقت مہر کو قطعیت کے ساتھ ذکر کرنے کو ترجیح دی ہے تاکہ نزاع اور جھگڑا ختم ہو جائے۔ اسی طرح شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس

---

[1] رواہ ابوداؤد فی النکاح باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا حتی مات وسندہ حسن ورواہ الحاکم فی المستدرک، ۲/ ۱۸۲ وصححہ ووافقہ الذہبی، [2] بدایۃ المجتہد ج ۲/ ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کو ترجیح دی ہے کہ مہر کو نکاح میں رکن کی حیثیت حاصل ہے اس لئے مہر کا مقرر کرنا فرض ہے یا اس کے فرض ہونے سے سکوت اختیار کیا گیا ہے، اور ایسی صورت میں اس پر مہر مثل مقرر ہو گا۔

امام صاحب موصوف نے یہ بھی کہا اگر کسی نے یہ کہا کہ نکاح میں مہر مقصود نہیں ہے تو اس قول کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ مہر نکاح کا رکن ہے اور جب مہر نکاح کی شرط رکھی جائے تو وہ قیمت کی شرط سے زیادہ تاکیدی چیز مانی جاتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ ان احق الشروط ان توفوا به مااستحللتم به الفروج، (رواہ البخاری) "وہ شرط جس کا پوری کرنا سب سے زیادہ حق ہے وہ مہر ہے جس کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو"۔ اور مال عوض یعنی قیمت کے ذریعے مباح کئے جاتے ہیں اور شرمگاہیں مہر کے ذریعے مباح کی جاتی ہیں اور نکاح مہر کے فرض اور مقرر کرنے کے بغیر منعقد ہوتا ہے، لیکن مہر کے انکار کے ذریعہ نہیں اور عام نکاح جس میں مہر کا ذکر نہ ہو اس میں مہر مثل کا حساب ہوتا ہے، البتہ جو بات کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے وہ یہ کہ نکاح فرض مہر کے بغیر بھی منعقد ہوتا ہے، بغیر مہر یعنی مہر کی مقدار مقرر کئے بغیر منعقد ہوتا ہے کیونکہ نکاح تو مہر کا انکار کرنے پر بھی منعقد ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے قد علمنا مافرضنا علیهم فی ازواجهم وما ملکت ایمانهم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الاحزاب ۵۰) ''ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو مقرر کیا ہے اس کو خوب جانتے ہیں۔

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے اللہ نے یہ بات جائز کردی کہ وہ مہر مقرر کئے بغیر شادی کر سکتے ہیں تو ساری امت کیلئے بھی یہ جائز ہوگا کہ لوگ مہر مقرر کئے بغیر بھی شادی کرلیں اور قرآن نے بھی یہی بات مختلف مقامات پر کہی ہے لہٰذا مقرر مہر کا ہونا ضروری ہے خواہ اس مہر کی فرضیت مذکور ہو یا اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہو۔

اس بنیاد پر مہر کے فرض شدہ حالات تین ہوئے۔

پہلی حالت:۔ مہر کے نہ ہونے پر اتفاق ہونا، ایسا اتفاق جائز نہیں اور نہ ہی مہر کے بغیر نکاح صحیح ہوگا۔

دوسری حالت:۔ عقد نکاح کے ساتھ ہی مہر کے تعین کا ذکر ہونا اور نکاح میں یہی بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور یہی نکاح کو پوری کرنے والی ہے۔

تیسری حالت:۔ عقد نکاح کے وقت مہر کا مقرر نہ کرنا ایسی صورت میں نکاح جائز ہے اور عورت کو مہر مثل ملے گی یا جس پر میاں بیوی اتفاق کرلیں۔

مہر کی انتہائی حد

فقہاء کرام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ مہر کی آخری حد مقرر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وآتیتم احداھن قنطاراً فلاتاخذوا منه شیئا اتأخذونه بهتانا واثما مبینا (النساء۔ ۲۰) ”اور اگر تم ایک عورت چھوڑ کر دوسری عورت کرنی چاہو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ مت لینا بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال واپس لو گے“۔ یہاں آیت میں لفظ ”قنطار“ یعنی بہت سا مال ذکر کرنے سے مہر کی انتہائی اعلیٰ مقدار بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ اس سے صرف مہر کی کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اگر قنطار سے مہر کی سب سے اعلیٰ حد کا مقرر کرنا مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے زیادہ دینے سے منع فرمادیتے۔

مہر کی سب سے کم حد کا بیان

مہر کی سب سے کم مقدار کے بارے میں سب سے مشہور پانچ اقوال ہیں۔

پہلا قول:۔ مہر کی سب سے کم مقدار دس درہم ہے اور یہ حنفیہ کا قول ہے۔

دوسرا قول:۔ یہ ہے کہ مہر کی سب سے کم مقدار تین درہم یا چوتھائی دینار ہے یا ان دونوں کے برابر قیمت کا کوئی سامان جو پاک ہو نجس نہ ہو۔ جو خواہ جائداد کی شکل میں ہو یا شرعاً اس کی مالیت کا اعتبار کیا جاسکتا ہو، یا کوئی سامان یا جائداد ہو جس سے شرعاً فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی کھیل کود کا سامان نہ ہو۔ اور یہ مہر ایسی حالت میں ہو جسے بیوی کو دی جاسکتی ہو جو کسی مقدار قسم اور مدت میں دی جاسکتی ہو، اور ایسا مالکیہ نے کہا ہے۔

تیسرا قول:- مہر اس چیز سے صحیح ہو سکتی ہے جسے مال کہا جاسکے یا جس کی مال کے ذریعے قیمت مقرر کی جاسکتی ہو۔ جب اس کے بارے میں فریقین سے رضامندی حاصل کی جاچکی ہو اور ایسا شافعیہ نے کہا ہے اور اسی کے مطابق حنابلہ اور مالکیہ میں سے ابن وہب اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور اور فقہاء تابعین مدینہ اور حسن بصری اور امام سفیان ثوری اور امام اوزاعی اور سعید بن المسیب وغیرہ۔

چوتھا قول:- مہر اس چیز کے ذریعے صحیح ہو جاتی ہے جسے کوئی چیز کہا جاسکے خواہ وہ گیہوں ہو یا جو اور اس رائے کے قائل علامہ ابن حزم ہیں۔

پانچواں قول:- مہر اس چیز سے صحیح ہو جاتی ہے جس کی حسی یا معنوی قیمت مقرر کی جاسکتی ہو۔

پانچوں اقوال کے دلائل

پہلے قول کے قائلین نے اپنے اس قول کہ مہر کی ادنیٰ حد دس درہم ہے یہ دلیل دی ہے۔

پہلی دلیل:- یہ ہے کہ بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان لایزوج النساء الاالأولیاء ولایزوجن الامن الأکفاء، لامهر اقل من عشرة دراهم۔ "عورتوں کی شادی صرف ان کے ولی ہی کر سکتے ہیں، اور ان کی شادی صرف کفوء ہی سے کر سکتے ہیں"۔ اور مہر دس درہم سے کم نہ ہو۔

اور اس حدیث پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہے لہٰذا اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس کو مبشر بن عبید نے روایت کی ہے جو ضعیف ہیں۔ اور حجاج بن ارطاۃ سے اس کی روایت کی گئی ہے جو مدلس ہیں"

دوسری دلیل:۔ اور بیہقی نے شریک بن داؤد کے واسطے سے داؤد الاودی سے روایت کی ہے جنہوں نے شعبی اور انہوں نے علیؓ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: ادنی مایستحل به الفرج عشرة دراهم "مہر کی سب سے کم مقدار جس سے تم شرمگاہ کو حلال کرتے ہو وہ دس درہم ہے"۔

اور اس قول کو بھی رد کیا گیا ہے اس لئے کہ راوی داؤد الاودی غیر ثقہ ہیں ان کے بارے میں ابن معین نے کہا ہے کہ انکی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

تیسری دلیل:۔ یہ ہے کہ مہر مقرر کرنے میں "شرمگاہ" کی اہمیت کا اظہار کیا گیا ہے اور مطلق مال اس اہمیت کو ظاہر نہیں کرتا ہے اور شریعت نے اس اہمیت کی قیمت کا اندازہ دس درہم لگایا ہے جو چوری کی ادنیٰ حد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس درہم مقرر کیا ہے جو شرمگاہ کو حلال کرنے کی قیمت کے برابر ہے۔ اور اس قول کو رد کیا گیا ہے کہ چوری کی حد کے برابر شرمگاہ کی قیمت کا اندازہ مقرر کرنا غلط ہے۔ کیونکہ نکاح کیلئے شرمگاہ کا مباح کرنا دراصل لذت اور محبت کی بنیاد پر ہے اور چوری کی سزا تو دراصل عضو کو کاٹ دینا ہے۔

اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مہر کو اس سزا پر کیوں قیاس کر کے مقرر کیا جاتا ہے جس میں عضو کو کاٹا جاتا ہے اور نبی ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی جو مہریں مقرر کی تھیں اس پر کیوں نہیں قیاس کیا جاتا، یا اس مقدار پر جو زکاۃ کی فرضیت کیلئے کم سے کم مقدار مقرر کی گئی ہے جو دو سو درہم یا بیس دینار ہے۔ اور دوسرے قول والوں نے اپنے قول کی دلیل کتاب و سنت سے یہ دی ہے پہلے کتاب الٰہی سے دلیل تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ماملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات (النساء ۲۵) "اور جو شخص تم میں سے مومن آزاد عورتوں یعنی بیویوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھے تو مومن لونڈیوں میں سے بھی جو تمہارے قبضے میں ہیں ان سے نکاح کرلے۔

وجہ استدلال:- بیشک اللہ تعالیٰ نے جب لونڈیوں سے شادی کرنے کی حلت میں عدم قدرت کی شرط رکھی تو اس سے یہ بات معلوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی کہ شادی کی قدرت اور بخشش ہر انسان کے بس میں نہیں ہے کیونکہ ”طول“ سے مراد صراحتہ مال مراد ہے اور مال تین درہم سے کم پر نہیں بولا جاتا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ جس کے پاس مال کی اتنی مقدار نہ ہو اس کے لئے شادی کرنا جائز نہیں۔

لیکن اس دلیل پر اعتراض کیا گیا ہے کہ آیت مذکورہ میں ”الطّول“ سے مراد صرف مال نہیں بلکہ اس سے مراد اس سے وسیع تر مفہوم ہے کیونکہ الطّول کا مطلب مال کے علاوہ فضل وکرم معنوی اور مادی وسعت ہے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کسی شریف زادی سے شادی کرنے سے اس لئے بھی عاجز ہو جاتا ہے کہ اگرچہ اس کے پاس مقررہ مہر کے لئے مال رہتا ہے لیکن عورت اس کے باوجود اس سے شادی کرنے سے انکار کرتی ہے کیونکہ وہ مرد کے اخلاق شکل وصورت میں کوئی نقص اور عیب پاتی ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ مہر کی ادائیگی کے باوجود شریف عورت کے دوسرے حقوق کی ادائیگی سے قاصر رہتا ہے جیسے اس کی حیثیت کے مطابق نان ونفقہ کی ادائیگی حسب ونسب کے درمیان مساوات وغیرہ۔ جبکہ لونڈی سے شادی کرنے میں ان حقوق کی ضرورت نہیں اس لئے ”الطّول“ کے نہ ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور احادیث سے استدلال

تو اس سلسلے میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے کپڑوں پر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے عوض ایک عورت سے شادی کی ہے آپ نے فرمایا، اللہ آپ کو برکت دے اب ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کا سہی (بخاری کتاب النکاح باب الولیمہ، ورواہ مسلم فی باب الصداق)

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ (النواۃ) کا وزن اہل مدینہ کے نزدیک چوتھائی دینار کے برابر مانا جاتا ہے۔ (نیل الاوطار للشوکانی ج۶/۱۷۸) لیکن اس حدیث سے استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل نہیں ہے کہ کم سے کم مہر ربع دینار ہے کیونکہ گٹھلی بھر سونے کے وزن کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے کم وزن پر مہر مقرر کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ حدیث میں اس کی کوئی تصریح موجود نہیں ہے۔ تیسرے قول کے قائلین یعنی شوافع اور حنابلہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ مہر ہر اس چیز سے صحیح ہو جاتا ہے جو مال یا مال کی قیمت ہو انہوں نے بھی کتاب و سنت سے استدلال کیا ہے۔

پہلے قرآن:- اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وأحل لكم ماوراء ذٰلكم أن تبتغوا باموالكم (النساء ۲۴) ''اور ان محرمات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ اور عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں اس طرح سے کہ تم مال خرچ کر کے ان سے شادی کر لو"۔ اس آیت سے استدلال کی دلیل یہ ہے کہ آیت میں لفظ "الاموال" مطلق ہے کم اور زیادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔[1] لیکن اس استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس آیت میں قرآن کا مفہوم یہ ہے کہ جس چیز کو مال نہ کہا جائے وہ مہر کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے مہر کی شرط یہ ہے کہ وہ مال ہونا چاہئے اس صورت میں ایک درہم یا دو درہم کو مال نہیں کہا جا سکتا لہٰذا بظاہر اس طرح کا مال مہر نہیں ہو سکتا۔[2]

احادیث سے استدلال

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: **من استحل بدرهم فقد استحل** (فتح الباری) "جس نے ایک درہم میں حلال کیا اس نے حلال کیا" اس حدیث میں ایک راوی یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن ابی کبشہ ہیں جو محدثین کے نزدیک ضعیف مانے جاتے ہیں۔ اور اس استدلال پر ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس حدیث میں عورت کے جسم کے مالک ہونے کی خبر دی گئی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے سوا مہر مقرر ہی نہیں کی جا سکتی۔

(۲) وہ حدیث جسے امام شافعیؒ نے امام مالکؒ اور انہوں نے ابو حازم اور انہوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ

[1] المغنی، ا ابن قدامہ ج ۸/ ۵، [2] احکام القرآن للجصاص ج ۲، ۱۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں آئی اور آپ سے کہا یا رسول اللہ انی قدوھبت نفسی لك فقامت قیاما طویلا فقام رجل فقال یا رسول اللہ زوجنیھا ان لم یکن لك بھاحاجة فقال رسول اللہ ﷺ ھل عندك شئ تصدقھا ایاہ قال ماعندی الاازاری ھذا فقال النبی ﷺ ان اعطیتھا ایاہ جلست لاازارلك فالتمس لھا شیئا. فقال مااجد شیئا فقال التمس ولوخاتما من حدید۔ "میں نے خود کو آپ کیلئے ہبہ کیا یہ کہہ کر وہ دیر تک کھڑی رہی تب ایک شخص نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ اگر آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو تو اسے مجھ سے بیاہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو تم اسے مہر میں دے سکو؟ اس نے جواب دیا میرے پاس میرے اس تہمد کے سوا کچھ نہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اس ازار کو دیدیا تو تمہارے پاس بیٹھنے کیلئے تہمد نہ ہوگا۔ تم اس کے لئے کچھ اور تلاش کرو اس نے جواب دیا میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں آپ نے فرمایا تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔

حدیث سے استدلال:- اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کیلئے اس عورت کی مہر کیلئے لوہے کی ایک انگوٹھی جائز رکھی جس سے ثابت ہوا کہ مہر ہر اس چیز سے صحیح ہو جاتی ہے جس کو مال کہا جا سکے۔[1]

اعتراض:- اس استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ آنحضرت

[1] المحلی ج ۱۱/ ۱۰۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے اس شخص کو فوراً کوئی چیز مہر کیلئے پیش کرنے کو کہا تھا آپ کا مقصد فی الفور مہر کیلئے کوئی چیز پیش کرنا تھا۔ اگر آپ کی منشا یہ ہوتی کہ وہ شخص ایسی کوئی چیز لائے جس سے عقد نکاح صحیح ہو سکے تو آپ مہر کہہ کر لانے کا مطالبہ کرتے تو معلوم ہوا کہ آپ نے اس سے ایسی کوئی چیز نہیں طلب کی تھی جو مہر کیلئے شرعاً صحیح ہو سکے۔ (احکام القرآن للجصاص ج ۲/۸۶)

اس اعتراض کا جواب پچھلی دو دلیلوں کے ذریعہ دیا گیا ہے کہ اوپر کی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے اصطلاحی مہر کیلئے کوئی چیز طلب کی تھی اور یہ بھی کہ عہد نبوی میں آدھی مہر ادا کرنے اور آدھی باقی رکھنے کا رواج بھی نہیں تھا۔

(۳) احادیث سے مہر کے بارے میں یہ تیسری حدیث ہے جسے ترمذی نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنی فزارہ کی ایک عورت نے دو جوتوں کے عوض شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم اپنے نفس اور مال کیلئے دو جوتوں کے عوض راضی ہو؟ اس نے کہا ہاں، تو آپ نے اس نکاح کو جائز قرار دیا (ترمذی کتاب النکاح) کچھ لوگوں نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس سے استدلال کرنا اس لئے جائز نہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ اور اگر صحیح بھی مان لی جائے تو یہ دونوں جوتے قیمت میں دس درہم سے زیادہ ہی ہوں گے اس لئے اس سے مہر کے بارے میں متفقہ مقدار کی مخالفت نہیں ہوتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں ایک چوتھا قول بھی ہے جس کے قائلین کے اس مذکورہ حدیث سہل بن سعد الساعدی سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب اس عورت نے اپنا نفس شادی کیلئے پیش کیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کی پیشکش کرنے والے سے فرمایا" التمس شیئا" یعنی تم کچھ بھی لیکر آؤ۔ اور جب اس مرد نے جواب دیا" ما اجد شیئا" میں کوئی چیز نہیں پاتا تب آپ نے فرمایا تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ تو اس حدیث میں آپ کا فرمانا" التمس شیئا" کوئی چیز تلاش کرو۔ کوئی چیز شامل ہے کسی بھی چیز پر خواہ وہ ایک جو کا دانہ ہی پیش کر دیتا۔ تو معلوم ہوا کہ مہر کیلئے کوئی چیز متعین نہیں لیکن اس استدلال کا بھی جواب دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے التمس شیئا کے بعد، ولو خاتما من حدید کہہ کر یہ اشارہ کیا تھا کہ کم سے کم قیمت کی کوئی چیز پیش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی تو لوہے کی انگوٹھی کی تو کچھ قیمت ہوتی ہے اور وہ جو کے ایک دانے سے بہر حال بہت زیادہ قیمتی ہے۔ (نیل الاوطار)

پانچواں قول:- پانچواں قول یہ ہے کہ مہر ہر اس چیز سے صحیح ہوتی ہے جس کی حسی یا معنوی قیمت ہو اور یہی قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے اور اس کے مطابق تمام دلائل ملتے ہیں اور مشروع مہر کے معنی پر انکا اتفاق ہوتا ہے۔ کیونکہ مہر سے صرف مالی معاوضہ مقصود نہیں ہے بلکہ وہ میاں بیوی کے ملنے کیلئے رغبت اور سچی نیت کی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت ہے لہٰذا مہر عام طور پر مال کے ذریعہ اور ہر اس چیز کے ذریعے جس کی معنوی قیمت ہوتی ہے جبکہ زوجہ اس پر راضی ہو جائے۔

زاد المعاد میں ہے کہ نسائی میں ہے کہ ابو طلحہ انصاریؓ نے ام سلیمؓ کو شادی کا پیغام بھیجا، ام سلیمؓ نے کہا اے ابو طلحہؓ تمہارے جیسے کا پیغام لوٹایا نہیں جاسکتا۔ لیکن تم کافر ہو اور میں مسلمان خاتون ہوں اور میرے لئے حلال نہیں کہ تم سے شادی کروں ہاں اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو یہی میرا مہر ہوگا اس کے علاوہ میں کچھ نہیں مانگوں گی، اس پر حضرت ابو طلحہؓ اسلام لے آئے اور یہی اسلام انکا مہر مقرر ہوا۔ حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ ہم نے ام سلیمؓ کے سوا کسی بھی عورت کے بارے میں کبھی بھی نہیں سنا جو مہر کے بارے میں سب سے زیادہ عزت پائی ہو ابو طلحہ نے ان سے صحبت فرمائی اور ام سلیم کو ان سے بچہ پیدا ہوا۔ یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ مہر کی کم سے کم مقدار کا تقرر نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ایک مٹھی ستو اور لوہے کی انگوٹھی، اور دو جوتوں کو بھی مہر کہا جاتا ہے اور ان اشیاء کے مہر کے ذریعہ زوجین ایک دوسرے کیلئے حلال ہو جاتے ہیں۔

اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ عورت اگر راضی ہو کہ شوہر سے تعلیم حاصل کریگی۔ اور شوہر اسے پورا یا کچھ حصہ قرآن کا حفظ کرادے اور یہی اسکا مہر ہو تو یہ جائز ہے اور قرآن اور علم کے ذریعہ عورت کو جو فائدہ پہونچے یہی اس کا مہر ہے یا جیسے کہ لونڈی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک اس کو آزاد کرنے کو اس کا مہر بنائے اور اس کی آزادی کو اس سے فائدہ اٹھانے کا سبب بنائے اور لونڈی کا مہر اس کی آزادی اور اس کی ذات کا مالک بنادینا قرار دے تو یہ جائز ہے۔ اورام سلیم نے اپنی شادی کیلئے اسی کو اختیار کیا تھا کہ انہوں نے ابوطلحہ کے اسلام سے خود کو فائدہ پہونچایا اور اسلام لانے کی شرط پر اپنا نفس ان کو پیش کیا۔ جو بلاشبہ یہ ام سلیم کو اس مال سے زیادہ پیارا تھا جو شوہر اپنی بیوی کو مہر میں دیتا ہے۔ کیونکہ مہر اصل میں مشروع ہے اور عورت کا حق ہے جس سے وہ پورا فائدہ اٹھاتی ہے۔

لہٰذا جب عورت اپنے مہر میں علم اور دین اور شوہر کے اسلام لانے اور اس کے قرآن پڑھانے سے خوش اور راضی ہو تو یہ سب سے افضل اور مفید اور عظیم الفائدہ مہر ہے۔ لہٰذا مہر کسی عقد نکاح سے خالی نہیں اور تین یا دس درہم مہر مقرر کرنے کا حکم کہاں سے ثابت ہوتا ہے۔ اور ہم نے مہر کی جو تفصیل نص اور قیاس کے ذریعے بیان کی وہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ دونوں قسم کے نکاح حکم اور حکمت میں برابر نہیں ہیں۔ یعنی تعلیم، اسلام اور حفظ قرآن کو مہر بنا کر جو نکاح ہوا اور وہ نکاح جو اس عورت نے نبی صلعم کو اپنا نفس پیش کرکے نکاح کی پیشکش کی تھی اور کسی عورت کا نفس ہبہ کرنا صرف نبی ﷺ ہی کی ذات مبارک کیلئے خاص تھا اور کسی مسلمان کیلئے نہیں کیونکہ اس عورت نے اپنا نفس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر کسی ولی اور مہر کے بغیر پیش کیا تھا جو نبی ﷺ کیلئے خاص استثنائی صورت تھی جو بہر حال آج ہمارے مروجہ شرعی نکاح کے برخلاف ہے۔ کیونکہ ہمارا نکاح مہر اور ولی کے ساتھ ہوتا ہے خواہ اس میں مال کا ذکر نہ ہو کیونکہ عورت اس مقررہ شرط کو مال کا بدل قرار دیتی ہے اور اس کے بعد شوہر کی طرف سے اسے نان و نفقہ ملتا ہے اور خود کو شوہر کیلئے صرف خالی ہبہ کی صورت میں نہیں پیش کرتی جیسے اپنی جائداد میں سے وہ کچھ شوہر کو ہبہ کر رہی ہو سوائے اس ہبہ کے جو اللہ نے صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص کیا ہے یہ تھا مقصود مذکورہ بالا حدیث کا۔ اور اس کے بعض حصوں کے بارے میں ان لوگوں نے مخالفت کی ہے جو کہتے ہیں کہ مہر نہ تو مال ہو سکتی ہے اور نہ کوئی دوسرا نفع اور نہ شوہر کا علم نہ اس کا تعلیم دینا ان میں سے کوئی چیز مہر نہیں ہو سکتی جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ مہر تین درہم سے کم نہیں ہو سکتی جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے۔

اور کچھ لوگوں نے مہر دس درہم کہا ہے جیسے امام ابو حنیفہؒ اور اس بارے میں اور بھی کچھ شاذ اقوال ہیں جس پر نہ کتاب و سنت سے کوئی دلیل ملتی نہ اجماع اور قیاس سے نہ کسی صاحب مذہب کا قول اور جس نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم نے جن احادیث کو ذکر کیا ہے وہ سب نبی ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ذات کے ساتھ خاص ہیں یا یہ کہ وہ سب احادیث منسوخ ہیں۔ یا اہل مدینہ کا عمل ان کے خلاف ہے تو اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں اور اصل حدیث اس کو رد کرتی ہے۔ اور تابعین میں سے اہل مدینہ کے سردار سعید بن المسیب نے اپنی لڑکی کی شادی دو درہم میں کی۔ اور اس پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا بلکہ اس عمل کو سعید بن مسیّب کے مناقب اور فضائل میں شمار کیا گیا۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پانچ درہم کے عوض شادی کی اور نبی ﷺ نے اسے برقرار رکھا۔ اور شارع علیہ السلام کے بغیر مہر کی کوئی حد مقرر کرنے کی کوئی راہ نہیں پائی جاتی۔

مہر میں غلو کرنے کا بیان

اس کے اسباب، نتائج اور حکم

تمہید:۔ مہر عورت کا ایک مقررہ حق ہے جسے شریعت نے عورت کیلئے مقرر کیا ہے تاکہ اس سے عورت کے بارے میں مرد کی رغبت کا اظہار ہو اور یہ محبت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور محبت و پیار کے رشتے کو مضبوط کرنے کا سبب ہے اور یہ واجبی حتمی ہے جس میں مرد کے اختیار کو کچھ دخل نہیں۔ بلکہ یہ دلہن کی عزت افزائی اور اس کی تکریم و اعزاز اور سعادت بخشی ہے۔ اس بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ء اتوا النساء صدقٰتهن نحلة فان طبن لكم عن شيء منه فكلوه هنيئا مرئيا (النساء ٤) ”اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیدیا کرو اور وہ اپنی خوشی سے اس میں سے تم کو کچھ چھوڑ دیں تو اسے ذوق و شوق سے کھاؤ“۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کوئی خرید و فروخت کا سامان ہے جسے بیچا جاتا ہے بلکہ مہر تو اس کی عزت افزائی اور تکریم کی ایک علامت ہے ، اور عورت کی اس فطرت کا اس میں یہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ اس کو ساز و سامان کی بڑی خواہش رہتی ہے اور اپنی زیب و زینت کی بڑی لالچ رہتی ہے اور مہر کی شکل میں شوہر کا مال خرچ کرنا اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ عورت کے نان و نفقہ کی ذمہ داری سنبھال سکتا ہے اور اس کے حقوق ادا کر سکتا ہے اور اسلام نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ مہر کا تقرر دراصل ایک مالی امداد ہے اور محبت کی نشانی ہے یہ کسی طرح عورت کی قیمت نہیں ہے۔ اور اس نے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ مہر میں غلو اور زیادتی نہ کریں کیونکہ نکاح میں مہر فی نفسہ کوئی مقصود نہیں ہے۔ اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کریم خود بہترین نمونہ تھی اور آپ نے اس کے لئے اپنی بہترین مثال بھی پیش کی یہاں تک کہ ان حقائق میں مسلم سماج کے اندر ایک سچا نظریہ قائم ہو گیا۔ اور لوگوں میں نرمی اور آسانی کی روح عام ہو گئی۔

مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ج ۳۲ / ۱۹۲ - ۱۹۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خود نبی ﷺ کا اپنی لڑکیوں کے مہر میں آسانی پیدا فرمانا کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آپ نے عوام الناس کے اندر بھی مہر کے اسی معنی ومفہوم کو باقی رکھنا پسند فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو آپ نے حضرت علی سے فرمایا فاطمہؓ کو کچھ دو تو حضرت علیؓ نے فرمایا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ تو آپ نے فرمایا تمہاری حطمیہ زرہ کہاں ہے تو علیؓ نے کہا وہ تو میرے پاس ہے تو آپ نے فرمایا وہی فاطمہ کو دیدو۔[1]

اور یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ اسلام میں مہر کا اعتبار بالذات مقصود نہیں ہے اور نہ ہی وہ عورت کی قیمت کا مقررہ حصہ ہے بلکہ مشروع امر یہ ہے کہ مہر میں تخفیف کی جائے اور اسے غالی اور مہنگا نہ کیا جائے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ **خیر الصداق ایسرہ**[2] "بہترین مہر وہ ہے جو کم سے کم ہو"

نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے عورت کی سعادت یہ ہے کہ اس کا نکاح آسان ہو اور اس کا مہر کم ہو۔ اور مہر کی زیادتی سے منع کرنے کی حکمت واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو شادی کرنے میں آسانی ہو اور

---

[1] رواہ ابوداؤد (۲۱۲۵) اور (۲۱۲۶) کتاب النکاح باب الرجل یدخل بامرأتہ قبل ان ینقدھا شیئا والنسائی ص۱۲۹۶ ج رقم ۳۳۷۵ کتاب النکاح باب تحلۃ الخلوۃ وسندہ صحیح [2] المستدرک علی الصحیح ج ۲/ ۱۸۲ اخرج الامام احمد فی المسند ۶/ ۷۷۔۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس سے محروم نہ رہیں تاکہ اخلاقی سماجی اور دیگر خرابیاں پیدا نہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہو کہ مہر صرف علامت ہے کسی سامان کی قیمت نہیں ہے اور خاندان کی سعادت، فضول خرچی، تکلف اور مہر میں زیادتی اور اس میں سختی کرنے سے نہیں ہوتی۔

اور ترمذی نے روایت کیا اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے کہ عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ فزارہ کی ایک عورت نے شادی کی صرف دو جوتوں کے مہر کے عوض تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے نفس اور مال کیلئے دو جوتوں کے عوض راضی ہو؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے اس کو نکاح کی اجازت دیدی۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ مہر کے بارے میں نبی ﷺ کے فیصلوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان احادیث کا تقاضا ہے کہ مہر کی کم سے کم حد مقرر نہیں ہے ایک مٹھی ستو اور لوہے کی انگوٹھی اور دو جوتوں کو بھی مہر کہنا صحیح ہے اور ان کے بدلے بھی بیوی حلال ہو جاتی ہے اور یہ حدیثیں اس مسئلے کو بھی بیان کرتی ہیں کہ نکاح میں مہر میں زیادتی کرنا مکروہ ہے اور وہ نکاح کی برکت میں کمی اور اس کی سختی کی دلیل ہے۔ (زاد المعاد ج۵/ ۱۷۸)

اسلام میں اس مادی نظریے کی گنجائش نہیں ہے جو لوگوں کے ایک گروہ پر مسلط ہے جو مہر میں زیادتی کرتے ہیں یہاں تک کہ کچھ لوگ شادی کی مجلس سے جب باہر آتے ہیں تو وہ مہر ہی کی بابت گفتگو کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں کہ اب مہر بڑھتے بڑھتے کتنی خیالی حد تک پہونچ گئی گویا کہ وہ شادی کی مجلس سے نہیں بلکہ کسی ریس کے میدان سے نکلے ہیں۔ عورت کسی طرح شادی کے بازار میں کوئی تجارتی سامان نہیں ہے کہ ہم اس کے بارے میں اس مالی طور طریقے کو استعمال کریں۔ حضرت ابوالعجفاء السلمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ عورتوں کی مہر مقرر کرنے میں مبالغہ مت کرو اگر یہ دنیا میں کوئی عزت کی چیز ہوتی یا اللہ کے نزدیک یہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی بات مانی جاتی تو نبی ﷺ اس بارے میں تم سے زیادہ مستحق تھے۔ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں میں سے کسی کی مہر اور نہ ہی اپنی لڑکیوں میں سے کسی کی مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں مقرر کی۔

اور آدمی جب اپنی عورت کا مہر زیادہ مقرر کرتا ہے تو اس کے دل میں اپنی بیوی سے دشمنی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ کہنے لگتا ہے کہ میں نے تمہارے لئے مشک کی رسی کے برابر مہر باندھ دیا۔ وہ بیوی سے کہنے لگتا ہے کہ یعنی میں نے مہر کے بارے میں اتنا تکلف کیا اور تمہارے لئے میں نے سب کچھ برداشت کرلیا یہاں تک کہ مشک باندھنے کی رسی بھی تم کو دیدی۔ (حاشیہ السندی علی سنن النسائی ج۶/۱۱۸)

ابن عربی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں [1] کہ اوقیہ اہل علم کے نزدیک

---

[1] صحیح الترمذی بشرح ابن العربی ج۵/۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰ درہم کے برابر ہوتا ہے اور بارہ اوقیہ چار سو اسی درہم کے برابر ہوتا ہے یعنی ایک سو سولہ ریال کے برابر بیشک مہر میں غلو کرنا یعنی بے انتہا مہر زیادہ رکھنا، اور فضول خرچی کرنا اور بیکار دکھاوے پر فضول خرچ کرنا، اور بڑائی دکھانا اور دوسروں کی اندھی تقلید کرنا، اور عورت کی مہر پر زیادتی کرنا اور اس کو بیکار دکھاوے پر خرچ کرنا اور وہ بھی اس دور میں جوانوں کو کنوارا اور لڑکیوں کو ناکتخدا چھوڑ کر رکھنا، کس قدر افسوس کی بات ہے اور اگر لوگ اسلام کے مقرر کردہ اصولوں پر چلے ہوتے اور مہر کے مقرر کرنے میں اسکا اعتبار کئے ہوتے اور انہوں نے موجودہ رائج رسومات کی تقلید نہ کی ہوتی اور موجودہ فاسد رواج نے انہیں نہ بہکایا ہوتا تو مسلم خاندان کی بنیاد آج ایسی نہ رہی ہوتی۔ اور شادی کا پیغام دینے والے نوجوانوں پر لڑکی یا اس کے سرپرستوں کی طرف سے مختلف قسم کی شرطیں لگانے اور مطالبات کی کثرت سے ان کے کندھوں کو جھکا دینے، یا خاندانی اور عرف عام کی نامناسب شرائط اور رسومات کے نتیجے میں آج کتنے گھر کنواری لڑکیوں سے بھرے ہوئے ہیں بھلا ہر لڑکی کو ایسا شوہر کہاں ملے گا جو اسے عیش و آرام میں مگن رکھے گا۔ جو کروڑوں روپیوں کا مالک ہوگا جو اپنی دلہن کی محبت کا پیغام پورا کریگا۔ اور سسرال والوں کی خوشی اور پسندیدگی کا حقدار بنے گا۔ اس ذہنیت پر تو بس انا للہ وانا الیہ راجعون ہی پڑھنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ عورت کا مہر جو محض ایک بلند شریف ذریعہ ہے وہ ہر دور میں بہت سادگی اور آسانی کے ساتھ مقرر ہوتی تھی اور وہ ہر دور میں اسی طور پر پائی جاتی تھی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس کا دل چاہتا ہے کہ اس کی لڑکیوں کا مہر رسول اللہ ﷺ کی بچیوں سے زیادہ ہو جو بلا شبہ فضیلت میں اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر تھیں اور جو ہر اعتبار سے دنیا کی تمام عورتوں سے افضل تھیں تو ایسا شخص جاہل اور احمق ہے اور اسی طرح سے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا مہر بھی۔ اور یہ اس شخص کے لئے ہے جو مہر کیلئے پوری قدرت اور مال رکھتا ہو۔ رہا فقیر اور اس جیسا شخص تو اس کے لئے تو یہ مناسب ہی نہیں کہ وہ اپنی عورت کیلئے اتنی مہر مقرر کرے جسے آسانی سے وہ ادا ہی نہ کر سکتا ہو۔[1]

مہر میں غلو کے اسباب:- بہر حال موجودہ عام حالات کے بہت سے اسباب ہیں جن کے منفی نتائج اور بڑے نقصانات ظاہر ہو رہے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) پہلا سبب مال کی کثرت ہے مہر کے مہنگے ہونے کا سب سے بڑا سبب دراصل لوگوں کے پاس دولت کی فراوانی ہے لوگوں کی جیبیں بھری ہوئی ہیں۔ اور ان کے اندر ایسے نئے تمدن کی ہوائیں چل رہی ہیں جنہیں آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

---

[1] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۳۲ر ۱۹۲۔ ۱۹۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) شوہر کے اندر اپنی دولت کے اظہار کا شوق اور اپنی بیوی اور اس کے سرپرستوں کو اپنی مالی حیثیت کے ذریعے انہیں پوری طرح مطمئن کر دینے کا جذبہ۔

(۳) بعض سرپرستوں کا بدترین لالچ میں گرفتار ہونا اور شادی کے مقاصد اور اس کے بنیادی اور اہم مقاصد کا احساس نہ کرنا۔ اور ساتھ ہی جو بڑے بڑے خرچے اور لوازمات شادی کیلئے برداشت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انکا ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ شادی میں کسی کمی کی شکایت نہ کریں۔

(۴) دولت پر سب سے پہلے نظر ڈالنا اور بغیر سوچے سمجھے اس کو ترجیح دینا اور دوسری صفات کو نظر انداز کرنا یہی وجہ ہے کہ صاف ستھرے پرہیزگار کفوء نہیں ملتے جن سے عورت اپنی دنیا اور دین دونوں فائدہ اٹھا سکے۔

(۵) دوسرے کی اندھی تقلید کرنا، یعنی یہ دیکھنا کہ اپنی شادی میں فلاں نے کیا اور کیسا کیا ویسا ہی ہم کو بھی کرنا ہے ویسا نہیں کریں گے تو لوگ نکتہ چینی کریں گے اور لوگوں کی زبانیں پروپیگنڈہ کریں گی۔

(۶) ان معاملات میں عورتوں کے فیصلوں پر عمل کرنا اور انکا انتظامات میں دخل دینا، اور انکے مشوروں پر چلنا اور ان کے مطالبات کو پورا کرنا خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) حجلۂ عروسی کے سجانے میں فخر و غرور سے کام لینا جس کے سبب مہر میں زیادتی اور خرابی پیدا ہوئی ہے یہی وہ اسباب ہیں جو مہر میں زیادتی اور غلو کا سبب بنے ہیں۔

مہر کی زیادتی کے منفی نتائج

مذکورہ بالا رسوم و عادات کی بنا پر اکثر و بیشتر بدترین نتائج اور برے انجام اور زبردست نقصانات کا ظہور ہوتا ہے جن میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) اکثر نوجوانوں کا کنوارا اور لڑکیوں کا کنواری رہ جانا، جو نوجوان شادی کے اخراجات کا مالک نہیں یا تھوڑا بہت اس کے پاس ہو اور خود کو پاکدامن رکھنا چاہتا ہو تو ایسے نوجوانوں کو یا تو غم اور فکر لاحق ہو جاتے ہیں اور وہ شادی کے بغیر ہی رہ جاتے اور وہ محرومی کا تلخ گھونٹ پیتے ہیں یا زندگی بھر کنوارے رہ جائیں اور بیوی کے بغیر زندگی گذار دیں۔ یا پھر وہ قرض لیکر شادی کر لیں، جس قرض کو وہ ادا نہ کر سکیں اور اس حالت میں وہ اور اس کی بیوی فقر اور ذلت کی زندگی گذارتے ہیں اور ایسی شادی بہت جلد ناکام ہو جاتی ہے اور اسکا بندھن ٹوٹ جاتا ہے جو دراصل اللہ کی طرف سے سزا ہوتی ہے جو مہر کی زیادتی کے گناہ اور اسراف اور بڑائی کی بدولت ہوتی ہے۔

(۲) دونوں جنسوں لڑکے اور لڑکی میں اخلاقی فساد پیدا ہوتا ہے جب وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی سے مایوس ہو جاتے ہیں تو اس کا دوسرا بدل تلاش کرتے ہیں۔

(۳) دونوں جنسوں کے نوجوانوں میں نفسیاتی امراض پیدا ہو جاتے ہیں شادی سے محرومی کے سبب غصے اور جذبات کے تصادم کی بنا پر۔

(۴) اکثر لڑکوں کا اپنے والدین کی اطاعت سے نکل جانا اور خاندان کی شریفانہ عادات وروایات کے خلاف سرکشی کرنا۔

(۵) ولی اور سرپرست کا اپنے ماتحت کو اپنے صالح کفوء سے شادی کرنے سے روکنا اور اس کے ساتھ غداری اور خیانت کرنا، محض اس لالچ میں کہ یہ منگیتر زیادہ مہر نہیں دے سکے گا۔ اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے زیادہ مہر ادا کریگا۔ خواہ اس کا دین اور اخلاق کیسا ہی گرا ہوا کیوں نہ ہو، اور عورت کو اس کے پاس کسی بھلائی اور بہتری کی امید نہ ہو۔ اور یہ عمل جہاں ایک خیانت اور حق تلفی ہے وہیں یہ لڑکی کو زبردستی روک لینا اور شادی سے محروم رکھنا بھی ہے کہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ فاسق دین میں ناقص، اور عدل وانصاف سے محروم ہے جب تک کہ اس سے توبہ واستغفار نہ کرلے۔

(۶) شوہر کو اس کی طاقت سے زیادہ پابند کرنا جس کی وجہ سے اس کو اپنی بیوی سے نفرت اور عداوت ہو جائے کیونکہ اس بیوی کی وجہ سے وہ مالی تنگی اور مشکلات کا شکار ہوا ہے اور شادی کا مقصد تو خیر وبرکت سعادت ہے نہ کہ محرومی اور نحوست۔ (الزواج والمهور ۵۷۔۵۸) ومن قضایا الزواج ص ۷۱۔۷۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہر میں زیادتی کا حکم

اوپر کے مضمون میں جب ہم مہر میں غلو کے اسباب اور اس کے دردناک نتائج کو بیان کر چکے تو اب ہم اس بارے میں شریعت کا حکم اور علماء کی رائیں بیان کر رہے ہیں۔ اس مسئلے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔

(۱) مہر کا مہنگی ہونا جائز ہے۔

(۲) مہر کا مہنگی ہونا جائز نہیں۔

(۳) مہر کے بارے میں تفصیل۔

(۱) **پہلا قول**: مہر زیادہ مقرر کرنا جائز ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے و آتیتم احداھن قنطارا فلاتاخذوا منہ شیئاً (سورۃ النساء ۲۰) ''اور اگر ان میں سے کسی کو بہت سامال دے چکے ہو تو اس سے کچھ مت لو۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں، ''اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ مہر میں بہت سامال دینا جائز ہے ابن کثیر (۴۶۶/۱) اور امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہر زیادہ سے زیادہ باندھنی جائز ہے کیونکہ اللہ کسی مباح چیز ہی کی مثال دیتا ہے (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج۵/۹۹) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا: عورتوں کے مہر میں غلو اور زیادتی مت کرو اگر یہ عمل دنیا میں عزت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث اور اللہ کے نزدیک تقویٰ کا ذریعہ ہوتا تو اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے اس پر عمل فرماتے۔ جبکہ آپ نے اپنی بیویوں یا لڑکیوں میں کسی کا مہر ۱۲ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا۔ تب ایک عورت اٹھی اور اس نے کہا اے عمر اللہ تو ہمیں دے رہا ہے اور تم ہمیں محروم کر رہے ہو کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا: وآتیتم احداھن قنطاراً فلاتاخذ وامنه شیئا (النساء ۲۰) ''اور اپنی بیوی میں سے کسی کو اگر تم نے بہت سارا مال دیدیا ہے تو اس میں سے واپس مت لو''۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا اس عورت نے سچ کہا اور عمر سے غلطی ہوئی۔ اور پھر مہر کی زیادتی پر انکار کرنا چھوڑ دیا۔ اور شریعت میں مہر ہبہ اور عطیہ کو کہتے ہیں اس لئے اس کی کوئی متعین مقدار مقرر نہیں۔ اور لوگوں کا عمل اپنی فقیری اور مالداری کے اعتبار سے اس بارے میں مختلف ہے اس لئے شریعت نے مہر کی تعیین ہر شخص کی مالی حالت اور اس کی استطاعت پر چھوڑ دیا ہے (تفسیر آیات الاحکام للصابونی ج۱، ۴۵۳)

(۲) **دوسرا قول**: مہر میں غلو اور زیادتی جائز نہیں۔ اور اس قول کے قائل حضرات نے اس آیت کا جواب دیا ہے جس سے مہر میں غلو کے جواز پر استدلال کیا ہے کہ اس آیت میں حسب ذیل امور کی بنا پر مہر میں غلو کے جواز کی کوئی دلیل نہیں۔

(اول) آیت میں ''القنطار'' یعنی بھاری مقدار کا ذکر محض مبالغے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت کیا گیا ہے گویا یوں فرمایا گیا کہ تم لوگوں نے مہر اتنی بڑی مقدار میں دیا ہے جتنی دوسرا کوئی نہیں دیتا۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من بنی لله مسجدا ولو کمفحص قطاط بنی الله له بیتا فی الجنة [۱] جس نے اللہ کیلئے کوئی مسجد بنائی خواہ بطخ کے انڈے کے برابر ہی اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ اور مسجد بطخ کے انڈے کی طرح نہیں ہوتی۔[۲]

اور کسی چیز کو کسی دوسری چیز کی شرط بنانے کا مطلب یہ نہیں کہ فی نفسہ اس شرط کا بھی واقع ہونا جائز ہو اس لئے قرآن میں جہاں و آتیتم احداھن قنطارا "یعنی تم نے کسی کو ڈھیر سا مال مہر میں دیا ہے تو یہاں لفظ "قنطار" کہہ دینے سے مہر کا قنطار کی مقدار میں دینا جائز تو نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کہا گیا ہے کہ جس کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو تو اس کو دو باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا گیا ہے یا تو دیت دے یا مقتول کے ورثاء اس سے قصاص لیں۔ الحدیث۔ اس آیت سے زیادہ سے زیادہ جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص ڈھیر سا مال مہر میں دے سکتا ہے تو اسکے لئے دینا جائز ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ ایک بے بس و ناتواں شخص کو ایسی چیز کا پابند کیا جائے جس کی قدرت اس کو نہ ہو۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے ابو حدرد اسلمی کی امداد کیلئے انکار کر دیا تھا جب

---

[۱] رواہ ابن ماجہ (۷۳۸) و ابن خزیمہ، [۲] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج۵/ ۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے ایک عورت کی مہر کے سلسلے میں آپؐ سے مدد طلب کی تھی آپ نے ابو حدرد اسلمی سے پوچھا تم نے اس کی مہر کتنی مقرر کی اس نے کہا دو سو درہم آپ نے فرمایا اگر تم بطحان سے پانی پیتے تو نہیں بڑھاتے۔ (رواہ الحاکم و قال صحیح الاسناد و المستدرک ج ۲، ۱۷۸) اور اسی طرح حضور ﷺ نے اس شخص کو بھی انکار کیا جس نے انصار کی ایک عورت سے چار اوقیہ چاندی کی مہر کے عوض شادی کی تھی، کیونکہ اتنی مہر اس کے مناسب حال نہیں تھی۔

مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی ہے تو آپ نے پوچھا کیا تم نے اس عورت کو دیکھا تھا۔ اس لئے کہ انصار کی عورتوں کی آنکھوں میں کچھ عیب رہتا ہے اس نے کہا ہاں میں نے اس کو دیکھا تب آپ نے پوچھا کتنے مہر پر شادی کی؟ اس نے کہا چار اوقیے یہ سنکر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ تم لوگ چاندی اس پہاڑ میں گڑھ لیتے ہو۔ ہمارے پاس تمہیں دینے کیلئے کچھ نہیں ہے البتہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم تم کو ایک فوجی مہم میں بھیج دیں اور تم کو مال غنیمت میں سے کچھ مل جائے چنانچہ آپ نے بنی عبس کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا تو اس آدمی کو بھی اس فوجی دستے میں بھیج دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ صحیح مسلم کی شرح میں کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کی مالی حالت کے اعتبار سے مہر بڑھا کر مقرر کرنا سخت مکروہ عمل ہے (النووی شرح مسلم ج۹/ ۲۱۰)

البتہ مہر میں غلو کرنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منع کرنے کا مشہور قصہ اور اس پر ایک عورت کے اعتراض کی بات تو دراصل یہ قصہ اپنی شہرت اور عوام میں اس کے چرچے کے باوجود، سند کے اعتبار سے اس میں بہت سے اعتراضات ہیں اور بہت سے لوگ اس کے بارے میں شک وشبہے میں مبتلا ہیں۔ اور یہ کہ یہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے قریبی مصادر سے مروی نہیں ہے اور نہ ہی بہت سی قابل اعتماد کتابوں میں اس کا ذکر ہے، اور اس قصے کو سنن اربعہ اور اکثر محدثین نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ مہر میں غلو کے بارے میں جو روایت حضرت عمرؓ سے منقول ہے اس میں صرف اتنا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول کی دلیل آنحضرت ﷺ کے مہر باندھنے سے کیا ہے اور بس۔ اور ابو بکر بن العربی نے اپنی کتاب ''احکام القرآن'' میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر سے مروی اس مشہور حدیث کا عورت کے مہر پر اعتراض والے قصے سے کوئی تعلق ہے اور اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث جسے اصحاب السنن نے روایت کی ہے انہوں نے عورت کے اعتراض والے قصے کو جو کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو العجفاء بن نسیب کی سند سے مروی ہے اس میں عورت کے اعتراض والے حصے کو ترک کردیا ہے اور وہ حدیث صحیح اسناد پر قائم بھی نہیں اور کچھ لوگوں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ اس قصے ہی میں شبہ اور اعتراض ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۴ / ۷۹۰)

اور کچھ لوگوں نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جو اس عورت کے اعتراض والی روایت سے ٹکراتی ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اس عورت کی بات قبول کرلی تھی۔ اور کچھ لوگوں نے تو اس روایت کو جس میں اس عورت کے حضرت عمرؓ پر اعتراض کے بدلے میں یہ نقل کیا ہے کہ آدمی اپنی عورت کا مہر خوب بڑھا کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں عورت سے عداوت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ یہاں تک کہنے لگتا ہے کہ میں نے تمہیں پابند کیا تھا صرف مشک باندھنے والی رسی کے برابر اور یہ روایت حضرت عمرؓ سے مذکور پہلے گذر چکی ہے۔

اور شیخ البانی نے ارواء الغلیل میں حضرت عمر کے مہر میں غلو سے منع کرنے کا قصہ نقل کر کے اس کی توثیق کی ہے ج ۶، ۳۴۷ رقم ۱۹۲۷۔

تنبیہ: البتہ لوگوں کی زبانوں پر اس صحابیہؓ کا حضرت عمر پر اعتراض کا جو چرچا ہے کہ اس عورت نے حضرت عمرؓ سے کہا، عمرؓ آپ نے ابھی لوگوں کو مہر میں زیادتی کرنے سے منع کیا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وآتیتم احداھن قنطاراً فلاتاخذوا منه شیئا، اگر تم اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں میں سے کسی کو بہت سارا مال بھی دیدو تو اس میں سے پھر ذرا سا بھی واپس مت لو۔ تو اس عورت کے جواب میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہر شخص عمرؓ سے بڑا عالم ہے، یہ بات انہوں نے دو یا تین مرتبہ فرمائی۔

یہ کہہ کر آپ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا، میں آپ لوگوں کو عورتوں کو زیادہ مہر دینے سے منع کرتا تھا، لیکن اب میں کہتا ہوں جو شخص اپنا مال مہر میں جس طرح چاہے استعمال کرے، تو یہ قول ضعیف اور منکر ہے اس روایت کو مجاہد شعبی سے اور شعبی عمرؓ سے روایت کرتے ہیں جسے بیہقی نے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ روایت منقطع ہے۔ اور شیخ البانی اس بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہونے کے ساتھ ساتھ سخت ضعیف بھی ہے کیونکہ مجاہد جنہیں ابن سعید بھی کہا جاتا ہے وہ قوی نہیں ہیں اور وہ منکر المتن بھی ہیں۔ اس لئے کہ آیت مذکورہ بالا میں حضرت عمرؓ نے عورتوں کی مہر کے مہنگی ہونے کے سلسلے میں جو کچھ کہا ہے آیت اس کا انکار نہیں کرتی۔

حاصل کلام: اس مسئلے میں ممالک اسلامیہ اور خاص طور پر خلیجی ملکوں میں جو پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اس لئے کہ مہر میں غلو کرنا کسی کے حق میں مناسب نہیں ہے اور لوگ اس بارے میں سخت پریشان اور اس بری عادت سے بیزار ہیں اور اس میں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے سرپرست شامل ہیں اور ہر عقلمند یہ سوچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے کہ نوجوان کس طرح شادی سے محروم ہیں اور دوسرے لوگ شادی کیلئے اتنا بڑا سرمایہ جمع کرنے سے عاجز ہیں اور ساتھ ہی نوجوان نسلوں میں جو بے پردگی اور عریانیت اور اخلاقی فساد کو عام ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہے وہ جہاں تک ممکن ہو سکے مہر کے کم سے کم ہونے پر متفق اور راضی ہیں لیکن جب مالی اور اقتصادی طور پر لوگ آپس میں مختلف ہوں تو اس وقت شوہر کی مالی حیثیت کی رعایت کرنا ضروری ہے اس لئے اس سے ایسا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو اور وہ مہر کیلئے قرض لینے پر مجبور ہو یا اس کی خاطر اسے لوگوں سے منہ کھولنا پڑے یا بسا اوقات اسے مال حاصل کرنے کے لئے حرام ذرائع استعمال کرنا پڑے یا قابل اعتراض ذرائع استعمال کر کے مہر جمع کرنے پر مجبور ہونا پڑے۔ ابن قدامہ نے ''المغنی'' میں لکھا ہے۔ (ج۱، ۱۰۱)

''نبی ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کیلئے جو مہر مقرر کیا تھا کسی کا اس سے زیادہ مہر دینا مستحب نہیں ہے اس لئے کہ مہر جب زیادہ ہو گی تو شوہر پر اس کی ادائیگی مشکل ہو گی اس طرح وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ سخت نقصان اٹھائے گا۔ لیکن اس بارے میں مسلک حق یہ ہے کہ مطلقاً مہر کا زیادہ ہونا یا مطلقاً اس کو منع کرنا ان دونوں باتوں میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس مسئلے کو وقتی صورت حال پر چھوڑ دیا جائے یعنی اگر شرعی اسباب اور مہر کی زیادتی کو مباح کرنے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات ہوں تو مہر کی زیادتی جائز ہو گی اور اگر مہر کی زیادتی سے فساد پیدا ہونے اور نقصان کا خوف ہو تو جائز نہیں۔

اور اس مسلک کو امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اختیار کیا ہے۔[1]

چنانچہ الاختیارات الفقہیہ میں ہے۔ اگر پیشگی مہر زیادہ ہو اور شوہر اس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو مکروہ نہیں ہے پھر بھی اس میں مکروہ چیزیں موجود ہیں جن سے فخر و مباحات کا اظہار ہوتا ہے لیکن اگر مرد اس کی ادائیگی سے عاجز ہو تو مہر کی زیادتی مکروہ ہے۔ بلکہ اگر مہر کی زیادتی سے وہ کسی سے سوال کرنے یا دوسرے حرام ذریعے اختیار کرنے پر مجبور ہو تو مہر کی زیادتی حرام ہے۔

اور ابو بکر بن العربی نے (احکام القرآن، ج۱، ۳۶۴۔۳۶۵) میں لکھا ہے کہ لوگوں نے مہر میں اتنا غلو کیا کہ ایک عورت کی مہر دس لاکھ تک پہونچ گئی۔ اور یہ حلال میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مہر میں غلو کرنا اور شوہر کی طاقت سے زیادہ اس کو پابند کرنا طرح طرح کی فرمائشات اور اخراجات کی کثرت وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو شوہر کے دل میں بیوی کی نفرت پیدا کرتی ہیں اور اس سے شادی کے مخالف نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

ہم نہ اس بات سے انکار کرتے نہ ہی اس سے ناواقف ہیں کہ لوگوں

---

[1] الاختیارات الفقہیہ فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج۱، ۳۶۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان سماجی طبقاتی فرق موجود ہیں اور امیری اور غریبی اور قدرت اور عجز کا اس کے درمیان فرق موجود ہے تو سب سے کم تر بات جو ہو سکتی ہے وہ یہ کہ مہر کے تعین میں خاندان کے لحاظ سے فرق کیا جا سکتا ہے اور میاں بیوی کی سماجی حالت کا لحاظ کرتے ہوئے اگر یہ محسوس ہو کہ شوہر کیلئے زیادہ مہر بوجھ نہیں ثابت ہوگی اور نہ ہی اس سے فخر و تعلی اور فضول خرچی کا اظہار ہوتا ہے اور اس کی آمدنی کے تمام ذرائع بھی حلال ہوں تو اس کے لئے مہر میں زیادتی کرنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ وہ شخص اس کا آسانی سے متحمل ہو سکتا ہے۔

رہا فقیر اور محتاج آدمی کا مسئلہ تو اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ عورت کا اتنا ہی مہر مقرر کرے جتنا وہ اسے آسانی سے بغیر کسی تکلیف اور تکلف کے ادا کر سکتا ہے اور عورت کے سرپرستوں کا بھی فرض ہے کہ اس سے اتنا ہی مطالبہ بھی کریں کیونکہ مہر تو عورت کیلئے تحفہ اور عطیہ ہے، تو کیا کوئی عقل مند اس بات کو پسند کریگا کہ ہدیہ لینے والا شخص ہدیہ کے بارے میں شرط لگائے کہ اتنا ہو اور اتنا ہو اور اپنے داماد کو مختلف باتوں کیلئے مجبور و پابند کرے؟

لیکن ہم مہر کے بارے میں اس بات سے بھی چشم پوشی نہیں کر سکتے کہ مہر کی زیادتی کی برائی کر کے اس کو بالکل ختم ہی کرا دیں۔ ہرگز نہیں ہم اس قسم کی تحریک کو اس کی جڑ بنیاد سے ختم کر دینا چاہتے ہیں اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم شریعت الٰہیہ میں کسی قسم کی کمی اور وہ بھی عورت کے معیار کے مطابق اس کی عزت افزائی کے بارے میں پھر ہم اسی حیثیت سے ان معیاروں کو بھی مسترد کرتے ہیں جو مہر کی تعیین میں کچھ لوگوں کے انکار پر مسلط ہیں جن کے سبب ہمارے نوجوان بچے اور بچیاں دونوں ہی یکساں طور پر پریشان ہیں۔

اسی طرح ہم اس عذر لنگ کو بھی مسترد کرتے ہیں جن کے سبب ہمارے بعض نوجوان اپنی ہم وطن لڑکیوں سے شادی کرنے سے گریز کرتے ہیں اور ملک کے باہر شادی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ وطنی لڑکیوں کا مہر بہت زیادہ ہے اس کے برعکس ہم نے خارجی لڑکیوں کے سرپرستوں کو دیکھا ہے کہ وہ مہر میں بالکل مبالغہ نہیں کرتے نہ ہی زیادہ مہر کی شرط لگاتے بلکہ اس کے برعکس ان کی تو یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ مہر بہت معمولی برائے نام مقرر کرنے کی شرط لگاتے ہیں تاکہ سنت کے مطابق نکاح ہو سکے۔ اور وہ خود بھی بہت مال واسباب لڑکیوں کو دیتے ہیں اور شوہر جتنا بیوی کو دیتا ہے اس سے کہیں گنا در گنا زیادہ خود پیش کرتے ہیں۔

وہ اسباب جن کی وجہ سے عورت کو پورا مہر دینا واجب ہوتا ہے:

علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ عقد صحیح میں عورت کے ساتھ دخول یا اس کی موت کی وجہ سے پورا مہر ادا کرنا واجب ہوتا ہے خواہ مہر مثل ہو یا مہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر، اور اس صورت میں مہر میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا سب ادا ہی کرنا پڑیگا۔ ہاں اگر صاحب امر معاف کر دیں تو اور بات ہے اور ان دونوں اسباب کے سوا اور دوسرے اسباب بھی اس میں شامل ہیں جن کی وجہ سے عورت کا پورا مہر واجب ہے۔

(۱) مثلاً نکاح صحیح میں خلوۃ صیحہ کا ہونا، علماء کے راجح قول کے مطابق اور مالکیہ کے نزدیک اگر زوجہ بلا وطی کے ایک سال تک شوہر کے گھر مقیم رہی ہے۔

(۲) اور حنابلہ کے نزدیک مرض الموت میں دخول سے قبل طلاق فرار کی صورت میں بھی پوری مہر واجب الاداء ہوگی۔

(۳) اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے فتویٰ کی نص یہ ہے کہ عورت سے فرج کے علاوہ مباشرت کر کے لذت اٹھانا جیسے بوسہ، وغیرہ کے ذریعہ تو اس صورت میں بھی پوری مہر واجب ہوگی۔ اور اس مسئلے کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) حقیقی دخول: حقیقی دخول کا مطلب ہے عورت سے وطی کرنا یا جنسی ملاپ، خواہ حرام طریقے سے کیوں نہ ہو، خواہ قبل میں ہو یا دبر میں پورا آلہ تناسل اندر داخل ہو کر غائب ہوا ہو یا اس کے کٹے ہوئے حصے کے برابر دخول ہوا ہو، یا حالت حیض یا نفاس یا احرام یا روزہ یا اعتکاف میں دخول ہوا ہو تو ایسی صورت میں مہر پوری واجب ہوگی کیونکہ مہر کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوض پورے طور پر حاصل ہو چکا ہے کیونکہ شوہر نے دخول کر کے اپنا حق حاصل کر لیا ہے لہٰذا بیوی کا حق پورا کا پورا ثابت ہو چکا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔وان اردتم استبدال زوج مکان زوج و آتیتم احداھن قنطاراً فلاتاخذ وا منه شیئاً (النساء ۲۰) ''اور اگر تم نے پہلی بیوی کی جگہ دوسری بیوی کے بدلنے کا ارادہ کیا ہے اور ان میں سے کسی ایک کو بہت سارا مال دیا ہے تو اس میں سے کچھ مت لو،اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

ایما أمرأة نکحت بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل، فنکاحها باطل فان دخل بها فلها المهر بما استحل من فرجها، [1]

''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے اور اگر اس کے ساتھ دخول کیا ہے تو اس کا مہر واجب ہے اس کی شرمگاہ کو حلال کرنے کے سبب تو جب باطل نکاح میں دخول کے بعد پوری مہر کی ادائیگی واجب ہے تو صحیح نکاح میں دخول کے بعد تو اور زیادہ ضروری اور اولیٰ ہے۔[2]

(۲) نکاح صحیح میں دخول سے پہلے میاں بیوی میں کسی ایک کے انتقال کی صورت میں بالاتفاق پوری مہر واجب ہے [3] لہٰذا جب نکاح

---

[1] رواہ ابوداؤد (۲۰۸۳) کتاب النکاح باب فی الولی، والترمذی ۱۱۰۲) باب النکاح باب ماجاءلا نکاح الا بولی، وابن ماجہ، ۱۸۷۹ باب النکاح باب لا نکاح الا بولی، وصححہ ابن حبان، ۱۲۴۸، والحاکم ۲/ ۱۶۸ وھو حدیث صحیح،

[2] نیل الاوطار للشوکانی ج۶/ ۱۱۸، [3] بدایۃ المجتہد ۲/ ۲۲،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح میں دخول صحیح سے پہلے زوجین میں سے کوئی ایک مر جائے تو عورت بالاتفاق فقہاء کرام پوری مہر کی حقدار ہوگی بشرطیکہ نکاح میں مہر متعین کی گئی ہو کیونکہ موت کی وجہ سے عقد فسخ نہیں ہوتا۔

البتہ عمر ختم ہو جانے کی وجہ سے عقد کی مدت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مدت اور عقد کے ختم ہو جانے کے بعد تمام احکامات ثابت ہو جاتے ہیں جن میں مہر اولین حق اور حکم ہے اور صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ موت کے ذریعے پوری مہر ثابت ہو جاتی ہے البتہ اگر عقد میں مہر مقرر نہ کی گئی ہو اور نکاح کے بعد زوجین میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو مالکیہ کے نزدیک اس صورت میں کوئی حق ثابت نہیں ہوتا۔ (1)

اس موت کا طلاق پر قیاس کرتے ہوئے اور دخول، اور خلوۃ صحیحہ اور مہر کی تعیین سے پہلے اگر طلاق ہو جائے تو اس صورت میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی اور اسے موت کی طرح سمجھا جائے گا (2) اور جمہور فقہاء کا قول ہے (3) کہ اس صورت میں مہر مثل واجب ہوگی کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے بارے میں جس کے شوہر نے مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کے ساتھ دخول کیا تھا اور شوہر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

(1) موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی مسعدی ابو حبیب ج ۲، ۹۸۰۔ (2) قوانین الاحکام الشرعیہ ومسائل الفروع الفقہیہ لابن جزی المالکی ص ۲۲۷ (3) تحفۃ الفقہا للسمرقندی ۱/۱۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی عورت کیلئے مہر مثل واجب ہے نہ اسمیں کمی ہو گی نہ زیادتی اور عورت پر عدت بھی واجب ہو گی اور اسے اس کے شوہر کی میراث بھی ملے گی۔ تو معقل بن سنان نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا جیسا آپ نے فیصلہ کیا ہے۔[1]

اور اس لئے بھی کہ نکاح تو ایک معاہدہ ہے جس کی مدت زندگی بھر کیلئے ہوتی ہے لہٰذا زوجین میں سے کسی ایک کی موت کی وجہ سے وہ معاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور مہر باقی رہ جاتی ہے جیسے کرایہ داری کا معاملہ ہے۔

مسئلہ :- کیا موت قتل کی طرح ہے۔ جب زوجین میں سے کسی کا کسی اجنبی کے ہاتھوں قتل ہو جائے یا میاں بیوی میں سے کوئی ایک اپنے کو قتل کر ڈالے تو علماء کے راجح قول کے مطابق یہ قتل موت کے برابر مانا جائے گا اور اس کے سبب مہر ثابت ہو گی۔ لیکن اگر بیوی نے جان بوجھ کر اپنے شوہر کو قتل کر دیا ہے تو اس قتل کی وجہ سے اسکا مہر ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ بیوی نے اس بیوفائی اور خیانت کی وجہ سے جرم اور گناہ کے ساتھ اپنا عقد نکاح ختم کر ڈالا۔ اور دخول سے پہلے بیوی کا جرم اور معصیت کے ساتھ عقد کو ختم کر ڈالنے سے اس کا پورا مہر بھی ختم ہو جاتا ہے جیسے مہر مرتد ہونے کی وجہ سے بھی ساقط ہو جاتی ہے اور مہر کے ساتھ کسی کا حق ثابت نہیں اور یہی راجح قول ہے۔[2]

---

[1] رواہ ابوداؤد ۲۱۱۴ حدث صحیح ۱۵۔۱۹ کتاب النکاح باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا رواہ الترمذی د ۱۱۴۳۔

[2] الفقہ الاسلامی وادلتہ لوہبہ الزحیلی ج ۷ / ۲۹۰، ۲۹۱، والشرح الصغیر للدردیر ج ۲، ۴۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) خلوۃ صیحہ

ابن عابدین نے خلوۃ صیحہ کی تعریف ان لفظوں کے ساتھ کی ہے خلوۃ صیحہ یہ ہے کہ عقد صحیح کے بعد دونوں میاں بیوی کسی ایسی جگہ اکٹھا ہوں جہاں وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ پوری پوری طرح لطف اندوز ہو سکیں۔ اور اس جگہ کسی کے آنے کا ان کو خطرہ بھی نہ ہو اور ایک دوسرے کو آپس میں لطف اندوزی سے قدرتی یا شعوری، یا شرعی چیز مانع بھی نہ ہو۔[۱] اور طبعی مانع یہ ہے کہ خلوہ صیحہ کے وقت کوئی تیسرا صاحب عقل شخص خواہ چھوٹا ہو یا بڑا وہاں موجود نہ ہو۔

حسی مانع:- زوجین میں سے کسی ایک کو ایسی بیماری کا ہونا جو ان کو صحبت سے مانع ہو۔

شرعی مانع:- جیسے ان میں سے کسی ایک کا رمضان میں روزے کی حالت میں ہونا، یا حج یا عمرہ خواہ نفلی ہو یا فرض میں حالت احرام میں ہونا۔

خلوۃ صیحہ:- دخول ہی کی طرح ہے۔ تمام مہر کے ثابت کرنے میں جب دونوں میں طلاق اور جدائی ہو جائے خواہ طلاق کے ذریعے یا دخول سے پہلے اور خلوت کے بعد فسخ نکاح کے ذریعے اور یہی علماء کے اقوال میں سے راجح قول ہے۔ اور جب ہم آدھے مہر کا حکم ذکر کردیں گے۔ تب اس موضوع کو مزید وضاحت سے بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔

---

(۱) در مختار علی اللہ مختار لابن عابدین ج ۲/ ۳۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ عورت کا شوہر کے گھر میں ایک سال مقیم رہنا۔

جب عورت شوہر کے گھر میں جاکر وطی کے بغیر ایک سال تک ٹھہری رہے تو مالکیہ[1] کے نزدیک پوری مہر اس کے لئے واجب ہو گی۔ جب کسی نے کسی عورت سے شادی کی اور اس کے گھر عورت رخصت کی گئی اور اس کے یہاں ایک سال تک ٹھہری رہی اور اس سے وطی نہیں کی گئی جبکہ عورت اس کے لئے تیار تھی اور مرد بھی بالغ تھا اور دونوں نے آپس میں سمجھوتہ کر لیا تھا کہ صحبت نہیں کریں گے تو ایسی صورت میں پورا مہر واجب ہو گا۔ کیونکہ ایک سال تک کا قیام صحبت یا وطی کے قائم مقام ہے۔ البتہ یہ حنفیہ اور شافعیہ اور حنابلہ کے مسلک کے خلاف ہے[2]

(۵) دخول سے پہلے مرض الموت میں طلاق الفرار کا بیان۔ حنابلہ کے نزدیک اس وقت بھی پوری مہر ثابت ہو گی جب اس عورت کو زندگی سے مایوس شوہر نے مرض الموت میں دخول سے پہلے طلاق دیدی ہو یعنی محض اپنی جائداد سے محروم کرنے کی نیت سے بیوی کو طلاق دیکر الگ کیا ہو اور اس کے بعد اس کی موت ہو گئی ہو تو اس پر پوری مہر ثابت ہو گی۔ کیونکہ اس کی مطلقہ پر اپنے شوہر کی وفات کیلئے عدت گذارنی واجب ہے جب تک کہ یا تو وہ دوسری شادی نہ کر لے یا نعوذ باللہ وہ مرتد نہ ہو جائے۔

---

[1] الشرح الصغیر علی اقرب المسالک لابی البرکات احمد الدردیر ج ۲/ ۴۳۸، دار المعارف مصر ۱۳۹۲ھ

[2] الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷/ ۲۹۲، ۲۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ عورت سے لطف اندوز ہونا فرج کے علاوہ خلوت کے بغیر مباشرت کر کے مثلاً بوسہ وغیرہ لیکر۔ اس مسئلے میں امام احمد بن حنبلؒ نے یہ بیان کیا ہے المغنی میں ہے ”جب شوہر بیوی کو پکڑ کر چھوئے اور اس کو چمٹائے لیکن اس سے خلوت نہ کرے تو اس صورت میں بھی عورت کو پوری مہر لینے کا حق ہو گا، اگر شوہر بیوی سے ایسے کام کرلے جو اس کے سوا دوسروں کیلئے حلال نہ ہو۔ ا

(۱) اور اس مسئلے پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو دار قطنی نے اپنی سنن ۲ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے روایت کی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی عورت کی اوڑھنی کھول دی اور اس کو دیکھ لیا تو اس پر مہر واجب ہو گیا خواہ اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہیں۔

(۲) اپنی عورت سے خارجی طور پر لطف اندوزی کرنا اس سے وطی کرنے کے برابر ہے اور اس سے پوری مہر واجب ہو جاتی ہے اور چونکہ شوہر نے بیوی کو مس کرلیا ہے لہٰذا وہ اس ارشاد الٰہی کے مطابق ہو جاتا ہے جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا: **وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن**، یعنی اگر تم نے ان عورتوں سے مساس کرنے سے پہلے ان کو طلاق دیدی ہو تب نصف مہر ہے۔ لیکن اگر طلاق سے پہلے ان سے مساس کرلیا ہے تو پوری واجب ہو گی۔

ا المغنی لابن قدامہ الحنبلی ج۱، ۷۵۱) اور الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف للمرداوی ج۱ ر ۲۸۷۔
۲ سنن الدار قطنی ج ۳ ر ۲۰۷ ج رقم ۲۲۲ من ابواب المہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان دونوں دلیلوں پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں ابن لہیعہ ہیں جو ضعیف راوی ہیں ان کی روایت کو حجت نہیں مانا جاتا۔ اور اگر حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی اس کو محمول کیا جائے گا اس حالت پر جب شوہر نے خلوت میں مساس کیا ہو کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ اس طرح کی باتیں اگر عوام کے سامنے ہوتی ہوں تو اس سے مہر واجب نہیں ہوتی۔ اور آیت مذکورہ اس مسئلے میں دلالت کیلئے نص نہیں ہے کہ بظاہر مس سے مراد جماع ہے اور اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ وطی کے بغیر مہر پورا نہیں دیا جائے گا لیکن یہ حکم اس شخص کے بارے میں چھوڑ دیا گیا جس نے عورت سے صرف خلوت کیا ہے کیونکہ اس بارے میں صحابہ کرام کے درمیان اجماع ہو چکا ہے البتہ اس صورت کے علاوہ بقیہ حالات کو عام حکم میں داخل رکھا گیا ہے۔ اور یہی اکثر فقہاء کا قول ہے البتہ حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔

مہر آدھی دینے کا بیان: فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ بیوی کو آدھی مہر کا حق ہو گا جب اس مہر کو صحیح طور پر مقرر کیا گیا ہو اور نکاح بھی صحیح طور پر ہوا ہو جب عورت کو دخول سے پہلے طلاق دی گئی ہو یا خلوۃ صحیحہ سے پہلے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف مافرضتم، (البقره ۲۳۷) ”اور اگر تم عورتوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس جانے سے پہلے طلاق دے چکے اور ان کے مہر کم مقرر کر چکے ہو تو آدھا مہر دینا ہو گا۔

اگر عورت طلاق کے بغیر شوہر کی طرف سے کسی وجہ سے جدا کر دی گئی مثلاً شوہر مرتد ہو گیا۔ یا کسی اجنبی کی طرف سے رضاعت کے سبب شوہر اس پر حرام ہو جائے ایسی صورت میں فقہا کے نزدیک اس کے شرعی حق کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول ایسی صورت میں عورت کو نصف مہر حاصل کرنے کا حق ہو گا طلاق جامع پر قیاس کرتے ہوئے۔ کیونکہ بیوی کی جدائی اس کے سبب نہیں ہوئی ہے۔ اور یہی قول جمہور فقہاء کا ہے[1] دوسرا قول ایسی صورت میں عورت کسی مہر کی مستحق نہیں ہو گی اور یہی اہل ظاہر نے بھی کہا ہے ظاہر نص سے دلیل کی بنا پر کیونکہ اس کے بارے میں یہ وارد ہوا ہے جسے دخول سے پہلے طلاق دی گئی ہو۔ نہ کہ جس کی طلاق فسخ کی گئی ہو۔ اور راجح قول یہی ہے کہ عورت کو ایسی حالت میں آدھی مہر ملے گی۔ اس کا رنج دور کرنے کے لئے۔ اس کی غمخواری کیلئے اور اس لئے بھی اگر اسے مہر سے محروم رکھا جاتا تو اسے سخت تکلیف پہونچتی جبکہ اسکا کوئی جرم و قصور نہیں تھا۔

سوال: کیا دخول سے پہلے اور خلوۃ کے بعد طلاق یا فسخ کی وجہ سے جدائی ہو جانے کی صورت میں اس کو نصف مہر ملے گی۔ یا دخول کے

---

[1] بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد لابن رشد ج ۲/ ۲۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب اسے پوری مہر کا حکم ملے گا؟

جواب: اس سے پہلے ہم نے اس قول کو راجح کیا ہے کہ نکاح صحیح میں خلوۃ صحیحہ ہونے کی صورت میں عورت کی پوری مہر ثابت ہو گی۔ اور مسئلے کی مزید وضاحت کیلئے مناسب ہے کہ ہم یہاں اس مسئلے میں فقہاء کے راجح قول کی توجیہ اور دلیل کو بیان کر دیں۔

فقہاء کے اس مسئلے میں دو قول ہیں

پہلا قول: پوری مہر دینے کے بارے میں خلوۃ کا کچھ تعلق نہیں کیونکہ خلوت کے بعد طلاق یا فسخ کا حکم ایسا ہی ہے جیسے خلوت سے پہلے دی گئی ہو مہر صرف آدھی ہی دی جائے گی۔ یہی امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں فرمایا ہے اور امام شافعی نے اپنے جدید مذہب میں اس کو اختیار کیا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا جیسا کہ یعقوب بختان نے بیان کیا ہے اور یہ قول عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔

دوسرا قول: دوسرا قول یہ ہے کہ خلوۃ کا حکم دخول کی طرح ہے پوری مہر ثابت ہونے کے بارے میں ایسا ہی امام ابو حنیفہؒ [1] اور امام مالکؒ [2] نے فرمایا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ [3] کے مذہب میں ان کے قدیم قول میں بھی ایسا ہی ہے اور امام احمد کی راجح روایت میں بھی یہی

---

[1] المبسوط ج۵/ ۶۴، [2] الشرح الصغیر للدردیر ج۲/ ۲۳۸۔ [3] الانصاد ج۸/ ۲۸۳۔۲۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور یہی خلفاء راشدین اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہے۔

اس مسئلے کے دلائل: جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خلوت ہو جانے کی صورت میں پوری مہر ثابت ہوتی ہے ان کی دلیل یہ ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف مافرضتم (البقرہ ۲۳۷)** "اور اگر تم عورتوں کو ان کے پاس جانے سے پہلے طلاق دے دو لیکن مہر مقرر کر چکے ہو تو آدھا مہر دینا ہوگا" یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ دخول سے پہلے مطلقہ کیلئے اس کے مقررہ مہر کا نصف دینا ہوگا۔ اور وہ عورت جسے دخول سے پہلے طلاق دی گئی ہو اور اس سے خلوت بھی ہوئی ہو لیکن صحبت نہ کی گئی ہو تو اس کے لئے پھر نصف مہر دینی ہوگی۔ اس لئے کہ آیت میں عورت سے مساس اس سے وطی کرنے کی طرف اشارہ ہے اس طرح اس پر آیت کا حکم صادق آتا ہے[۱] اور اس آیت پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ استدلال قطعی نہیں ہے۔ اس احتمال کی بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں خلوۃ کیلئے مسبب کا ذکر کر کے سبب مراد لیا ہے[۲] اور اس احتمال سے صحابہ کرام کے اس اجماع کو ترجیح حاصل ہوتی ہے کہ پوری مہر کے مقرر ہونے میں خلوۃ کا حکم دخول کے برابر ہے۔ کیونکہ امام احمد اور الاثرم نے اپنی اسنادوں سے زرارہ بن اوفی سے روایت کی

---

[۱] احکام القرآن لابن العربی ج ۱/ ۲۱۸، ۲۱۹، [۲] المغنی ج ۱۰/ ۱۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے "کہ خلفاء راشدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ عورت کے ساتھ گھر کا دروازہ بند کرلیا۔ یا پردہ گرادیا۔ تو مہر واجب ہوگی۔

اور اس سے عدت بھی واجب ہوگی۔

اور اس کے بارے میں احنف نے عمر اور علی اور سعید بن المسیب اور زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ عورت پر عدت بھی لازم ہوگی اور وہ پورے مہر کی حقدار بھی ہوگی۔

اور اسے ابن المنذر نے عبداللہ بن عمر اور جابر اور معاذ بن جبل سے متفقہ طور پر روایت کیا ہے۔ لیکن جو عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے صحابہؓ کے مقررہ فیصلے کی مخالفت کی ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ اس روایت کو لیث بھی روایت کرتے ہیں اور لیث قوی نہیں ہیں۔ اور حنظلہ نے لیث کے خلاف روایت کی ہے اور حنظلہ لیث سے زیادہ قوی ہیں اور اس کی مخالفت میں جو روایت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ وہ بھی منقطع ہے۔ (المغنی ج ۱/ ۱۵۴)

(۲) اللہ کا ارشاد ہے، وکیف تاخذونہ وقدافضی بعضکم الی بعض (النساء ۲۱) "اور تم دیا ہوا مال کیونکر واپس لے سکتے ہو، جبکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کرچکے ہو۔

وجہ استدلال: آیت میں افضاء سے مراد جماع ہے [۱] اس سے معلوم

---

[۱] بدایۃ المجتہد ج ۲/ ۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ مہر دخول ثابت ہوئے بغیر واجب نہیں ہوگی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی آیت میں دخول سے پہلے طلاق کے احکامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور دوسری آیت میں دخول کے بعد کے احکامات کا ذکر کیا گیا ہے اور ان دونوں کے بیچ میں کچھ نہیں، اس سے یہ بات لازم ہوئی کہ پوری مہر ثابت ہونے میں خلوت سے دخول کا حکم سمجھا جائے گا۔

اس استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ آیت میں افضاء سے خلوۃ کا معنیٰ لینا قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ الفرّاء سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ الافضاء سے خلوۃ ہی مراد ہے خواہ اس میں دخول ہوا ہو یا نہیں۔ اور یہ اعتراض بالکل صحیح ہے کیونکہ الافضاء فضاء سے ماخوذ ہے اور فضاء خالی جگہ کو کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گویا اس نے یوں کہا، وقدخلا بعضکم الی بعض (المغنی ج ۱/ ۱۵۴، المغنی ج ۱، ۱۵۴)"یعنی تم میں سے ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں رہا۔

(۳) عقد کے بعد خلوت سے مہر ثابت نہیں ہوتی جیسے نکاح کے بغیر خلوت سے مہر ثابت نہیں ہوتی۔[۱]

لیکن اس اعتراض کا یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ عقد صحیح کے بعد خلوت کے وقوع سے خلوت صحیحہ کے پہلو کو مضبوط کر دیا ہے اور اسے دخول کے حکم میں شامل کر دیا ہے بخلاف نکاح کے بغیر خلوت کا کوئی اعتبار و شمار نہیں،[۲]

---

[۱] فتح القدیر ج ۲/ ۴۴۶، [۲] آثار عقد الزواج فی الشریعۃ الاسلامیہ ص ۱۴۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جن لوگوں کی رائے یہ ہے کہ عورت کیلئے پوری مہر ثابت کرنے کیلئے خلوت کو دخول کے معنی میں لیا جاتا ہے اس کیلئے ان کی دلیل یہ ہے۔

(۱) عبدالرزاق نے اپنی "مصنف" میں ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ "جب پردے گرادئے گئے اور دروازے بند کردئے گئے تو مہر واجب ہو گیا"۔[1]

(۲) عورت نے خود کو سپرد کردیا، اور روکاوٹیں دور کردیں اور یہ اس کے بس میں تھا تو ایسی صورت میں اس کے معاوضہ کا حق ثابت ہو گیا۔[2]

(۳) مہر کا پوری کرنا کام کے پورے ہونے پر موقوف نہیں بلکہ صرف خود کو سونپ دینے پر موقوف ہے جیسے لین دین اور کرایہ داری میں ہوتا ہے۔[3]

تمام اقوال اور ان کے دلائل اور ان پر اعتراضات کے دلائل پر غور کرنے کے بعد دوسرے قول کو ترجیح دینی چاہیئے یعنی عورت کو پوری مہر مقرر کرنے کیلئے یہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ خلوۃ کا حکم دخول کی طرح ہے۔ جب یہ خلوۃ صحیحہ عقد صحیح کے بعد ہوئی ہے جیسا کہ صحابہ کرام نے اس کو مقرر کیا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نزول قرآن کے دور میں موجود تھے اور انہوں نے قرآن کے مفہوم کو سمجھا بھی تھا۔

---

[1] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷، ۲۵۵۔۲۵۶۔ ورواہ مالک فی الموطا ۲/۵۲۸ من طریق سعید بن المسیب عن عمر موقوفا وسندہ صحیح۔ [2] فتح القدیر ۴۴۵ ج ۲۔ [3] فتح القدیر ج ۲/۴۴۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس لئے بھی کہ خلوۃ صیحہ وطی کے اسباب میں ہے لہٰذا سبب کو مسبب کی جگہ رکھا جائے گا۔ (المغنی ج ۱۰، ۱۵۴)

عقد سے پہلے مخطوبہ کے ساتھ خلوت کا بیان

بہت سے اسلامی ملکوں میں یہ بدترین عادت اور کھلی ہوئی برائی عام ہو چکی ہے کہ مخطوبہ سے رخصتی سے قبل ہی خلوت میں ملاقات کرائی جاتی ہے تاکہ لڑکے اور لڑکی ایک دوسرے کو اچھی طرح آزمالیں اور لوگ اس رسم کو محبت اور انسیت سے تعبیر کرتے ہیں اور بلاشبہ یہ کھلی ہوئی ناگوار بات اور مکروہ و قبیح عادت ہے جو بدقسمتی سے بعض اسلامی سوسائٹیوں میں پھیل گئی ہے اور ایک اندھی تقلید بن گئی ہے جس کی طرف فاسق و جاہل لوگ بھاگ رہے ہیں اور اسے نئی تہذیب کا نام دے رکھا ہے جو مسلمانوں کے دین، اخلاق اور عادات سب کا خاتمہ کر رہی ہے اور ہم اس کے ذہنی غلام بن چکے ہیں۔ یہاں تک کہ اب دونوں منسوب لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان بغیر کسی نگرانی یا اخلاقی غیرت یا دینداروں کی موجودگی کے بغیر انتہائی شرمناک طور پر دونوں کے درمیان اختلاط و ملاپ ہوتا ہے''۔

نکاح کا پیغام دینے والا لڑکا اپنی منگیتر کو نکاح سے پہلے ساتھ لئے رہتا ہے اور اسے لیکر کلبوں، پارکوں، اور حرام لہو لعب کی جگہوں پر محض اس بہانے لیکر جاتا ہے۔ اور عوام اور گھر والوں کی آنکھوں کے سامنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اسے تنہائی میں ملتا ہے کہ وہ دونوں بہت جلد میاں بیوی بننے والے ہیں، افسوس ان کو دیکھ کر کسی کے چہرے پر شکن نہیں پڑتی یا کسی کی پیشانی پر شرم وندامت کا پسینہ نہیں پھوٹتا۔ •

اور جب یہ ازدھے اس کی لذت چوس لیتے ہیں اور اس سے آسودہ اور بیزار ہو جاتے ہیں تو اس مسکینہ پر کوئی ایسا عیب لگا دیتے ہیں جس کی وجہ سے شرم وعار کا داغ اس کے دامن پر ہمیشہ کیلئے لگ جاتا ہے اور اس طرح بے حیائی پھیلتی ہے اور شادی کا بازار تباہ وبرباد ہو جاتا ہے۔ اور کتنی رسوائیاں، بدنامیاں، اور بیہودگیاں اسی بدترین اختلاط کے سبب عام ہوئیں اور اب بھی برابر ہر روز عالم اسلامی کے اخبارات ورسائل میں اس قسم کی رسواکن خبریں چھپتی رہتی ہیں یہاں تک کہ عزت لوٹنا اور کنواریوں کو داغدار کرنا اب ایک عام بات ہو گئی ہے جس سے ہم اللہ کی پناہ اور عافیت کے طلبگار ہیں۔ اور یہ لوگ جو شادی کے اسلامی احکامات کو جانتے نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جب شادی کا پیغام نکاح کا پیش خیمہ ہے تو اس میں وہ سب چیزیں مباح ہیں جو شادی کے بعد مباح ہو جاتی ہیں۔ اور اسی لئے وہ منگیتر کو آپس میں خلوت کا موقع دیتے ہیں اور ان تمام باتوں کو آپس میں تعارف اور محبت وپیار کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ سخت غلطی کا شکار ہیں کہ شادی کا پیغام عقد نکاح سے الگ چیز ہے اس لئے پیغام کے وقت وہ چیز قطعاً حلال نہیں جو شادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد مباح ہوتی ہیں۔ پھر شادی کا پیغام دینے والا جب بھی اپنی مخطوبہ سے ملتا ہے تو اس ہیجانی ملاقات میں وہ کسی طرح بھی اپنی مخطوبہ کی عادات اور فطرت کو جانچ نہیں سکتا اسی طرح لڑکی بھی اپنے منگیتر کی طبیعت و مزاج کو اچھی طرح پہچان نہیں سکتی۔ اس لئے کہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے تکلف اور تصنع کا برتاؤ کرتے ہیں اور خود کو ظاہری طور پر ایسا بنا کر پیش کرتے ہیں جو ان کے حقیقی باطنی مزاج اور عادات سے مختلف ہوتا ہے۔ البتہ اخلاق و مزاج و عادات کا جاننا اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب ان کے بارے میں سوال و جواب کیا جائے اس کی تحقیق کی جائے اور یہی ایک دوسرے کو سمجھنے کا حقیقی طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایسے اعمال کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو اور اسے پسند کر لے، اور ہم سب کو دین کے احکام کو جاننے اور اسلام کے قوانین پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

ہاں بیشک اسلام نے شادی کا پیغام دینے والے مرد کو جب شادی کیلئے اسکا ارادہ پختہ ہو جائے اور شادی کے لئے تمام ضروری اسباب مہیا ہو جائیں تو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنی مخطوبہ کو ایک خاص طریقے پر اور شریعت میں بیان کردہ مقررہ شروط کے ساتھ، مخصوص اور مقرر جگہ پر دیکھ سکتا ہے لیکن اس بارے میں اگر معاملہ وہاں تک پہونچ جائے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے تو ان کرتوتوں سے تو بس شرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعار اور تباہی اور بربادی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اور ہم اس وقت تک فلاح نہیں پا سکتے جب تک کہ بچیاں اپنی پناہ گاہوں میں آزادی اور چھچھورپن سے محفوظ ہو کر لوٹ نہ جائیں اور اپنے پردے اور انسانی بھیڑیوں سے بچانے والے محفوظ مقامات میں آکر بیٹھ نہ جائیں۔ جب ایسا ہوگا تب ہی دل ان کی طرف مائل ہوں گے اور نفس ان کو ڈھونڈھیں گے۔ اور ان کو حاصل کرنے کیلئے ہر عمدہ اور قیمتی شئے ان پر خرچ کریں گے۔

وہ اسباب جن کی وجہ سے سارا مہر ساقط ہو جاتا ہے

چار وجوہات کی بنا پر شوہر سے سارا مہر ساقط ہو جاتا ہے۔[1]

(۱) عورت کے ساتھ دخول اور خلوت سے پہلے بغیر طلاق کے جدائی ہو جانا۔ کیونکہ دخول اور خلوت سے پہلے طلاق کے بغیر جو جدائی واقع ہوگی اس میں پورا مہر ساقط ہو جائے گا۔ خواہ یہ جدائی بیوی کی طرف سے ہوئی ہو یا شوہر کی طرف سے، جیسے عورت اسلام سے مرتد ہو گئی ہو یا اس نے اسلام کا انکار کر دیا ہو اور اس کا شوہر مسلمان ہو جائے، یا بیوی شوہر میں کوئی عیب نکال کر نکاح فسخ کرانا پسند کرلے، اور اسی طرح جب عورت کا ولی شوہر کے اندر کفاءت کی صلاحیت نہ پاکر نکاح فسخ کرنے کا مطالبہ کرے، تو ان تمام حالات میں جن میں

[1] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج ۲ / ۲۹۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح دخول سے پہلے فسخ ہوتا ہے مہر پوری کی پوری ساقط ہو جاتی ہے۔ کیونکہ طلاق کے بغیر جدائی نکاح کے فسخ ہونے کا سبب ہے۔ اور دخول سے پہلے نکاح کا فسخ ہونا پوری مہر کو ساقط کر دیتا ہے، کیونکہ فسخ نکاح نے معاملے کو جڑ سے ختم کر دیا۔ اور اس کو ایسا کر دیا گویا کہ نکاح ہوا ہی نہیں تھا اور مالکیہ[1] کا کہنا ہے کہ شوہر کا نکاح کو فسخ کر دینا یا بیوی کے اندر کسی عیب کی وجہ سے اس کے ساتھ دخول سے پہلے اس کو لوٹا دینے کی صورت میں عورت کیلئے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔ اسی طرح نکاح تفویض کی صورت میں بھی مالکیہ کے نزدیک جب شوہر مر جائے یا دخول سے پہلے طلاق دیدے تب بھی شوہر کے ذمے بیوی کا کوئی حق نہیں بنتا۔ اور شافعیہ اور حنابلہ نے اس مسئلے میں یہ تفریق کی ہے کہ اگر جدائی بیوی کے سبب ہو اور جب بیوی کے علاوہ دوسرے سبب سے ہو چنانچہ ان لوگوں نے کہا ہے کہ دخول سے پہلے اگر زوجین کے درمیان جدائی بیوی کی جانب سے ہو تو مقررہ یا مفروض یا مثل سب ساقط ہو جائیں گی جیسے کہ عورت خود اسلام لائی ہے یا بالواسطہ جیسے اسکے والدین میں سے کوئی ایک اسلام لایا ہو یا شوہر نے بیوی کے کسی عیب کی بنا پر اس کا نکاح فسخ کر دیا ہو۔ یا بیوی مرتد ہو گئی، یا شوہر کی بیوی کو اس نے بچپنے میں دودھ پلایا ہو۔

---

[1] القوانین الفقہیہ ص ۲۰۳، والشرح الصغیر ج۲، ۴۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر جدائی دخول سے پہلے ہوئی ہو لیکن بیوی کی وجہ سے نہیں جیسے طلاق یا خلع کی وجہ سے خواہ طلاق بیوی کے اختیار سے ہوئی ہو مثلاً اس کا اختیار بیوی کو دیدیا گیا ہو اور بیوی نے خود کو طلاق دیدی ہو یا بیوی کے کسی فعل پر طلاق معلق کر دی گئی ہو اور بیوی نے وہ کام کر دیا ہو یا شوہر اسلام لایا ہو۔ یا مرتد ہو گیا ہو، یا لعان کیا ہو، یا شوہر کی ماں نے بچپن میں اس کی بیوی کو دودھ پلایا ہو۔ تو ایسی صورت میں مہر ساقط نہیں ہو گی بلکہ نصف ادا کرنی ہو گی۔ اس طرح اس صورت میں بیوی کیلئے نصف مہر ثابت ہو گی اور طلاق کی صورت میں اس آیت کریمہ پر عمل کرنا ہو گا۔ وان طلقتموهن من قبل أن تمسوهن ''یعنی اگر تم نے ان کو صحبت سے پہلے طلاق دی ہے۔

(۲) دوسرے مہر کے عوض خلع کرایا گیا ہو خواہ دخول سے قبل ہو یا بعد۔ جب مرد نے اپنی بیوی سے مہر کے عوض خلع کر دیا ہو تو پوری مہر ساقط ہو جائے گی۔ اگر مہر ادا نہ کی گئی ہو تو شوہر کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر اس کو ادا کی گئی ہو تو شوہر کو لوٹائی جائے گی۔ اور اگر شوہر نے بیوی سے مہر کے علاوہ کسی مال کے عوض خلع کیا ہو تو مال دینا پڑیگا۔ اور شوہر ہر اس حق سے بری ہو جائے گا جو عقد نکاح کے سبب اس پر واجب ہوا تھا۔ مثلاً مہر، نان نفقہ، اس لئے کہ خلع کی صورت میں اگرچہ طلاق معاوضہ لیکر دی گئی ہے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ شوہر اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام حقوق کی ادائیگی سے بری ہو گیا ہے۔

(۳) تیسرے پورے مہر سے بری ہونا خواہ دخول سے پہلے طلاق ہوئی یا بعد میں۔ اگر عورت اس مہر کو صدقہ کر رہی ہے تو پوری مہر ساقط ہو جائے گی۔ اور مہر قرض کی شکل میں اس کے ذمے باقی رہے گی۔ خواہ وہ نقود کی شکل میں دی جائے یا ناپ یا وزن کی شکل میں جب مہر متعین مقصود بالذات نہ ہو، کیونکہ بری الذمہ کرنا دراصل مہر کو ساقط کرنا ہے اور ساقط اسی شخص کی طرف سے کرنا ممکن ہے جو اس کا اہل ہے قبول کرنے والا ہے تو جو قبول کرنے والا ہے وہی اس کے سقوط کا بھی اہل ہے۔

(۴) چوتھے۔ بیوی کا شوہر کو پوری مہر ہبہ کر دینا۔ جب عورت مہر کو چندے میں دے سکتی ہے اور شوہر یہ ہبہ مجلس میں قبول بھی کر لے تو کیا یہ ہبہ اس کو قبضہ میں کرنے سے پہلے ہو گی یا بعد میں۔ اور ہبہ کے ذریعے مہر سے بری کرنا کئی قسم کا ہوتا ہے یعنی وہ قرض ہو یا کوئی مادی چیز جو شوہر کے ذمہ باقی ہو، جیسے نقد روپے پیسے یا کوئی خاص چیز متعین کی جائے۔ جیسے کپڑا یا کوئی خاص جانور البتہ مہر سے برأت کو صرف قرض کی شکل میں لیا جا سکتا ہے۔

نقد اور ادھار مہر کا حکم

مہر کی نقد اور ادھار دونوں صورت جائز ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ نقد ہو اور کچھ ادھار، کیونکہ مہر دراصل ایک چیز کا معاوضہ ہے قیمت کی طرح۔ اور نقد مہر عورت دخول سے پہلے وصول کرتی ہے اور عورت کو یہ بھی حق ہے کہ وہ نقد مہر وصول کرنے سے پہلے خود کو شوہر کے تصرف میں دینے سے انکار کردے۔

اور ادھار مہر۔ یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں اس پر متفق ہو جائیں کہ اسے دخول کے بعد وصول کریں گے۔ اور فقہا نے مہر کو ادھار کرنا جائز سمجھا ہے۔ چنانچہ حنفیہ کہتے ہیں کہ مہر کا پورا یا کچھ حصہ قریبی یا لمبی مدت تک کیلئے نقد یا ادھار یا درمیانی مدت کیلئے مقرر کرنا جائز ہے خواہ طلاق کے سبب ہو یا وفات کے تمام اسلامی شہروں کی رائج رسم کے مطابق۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ادھار کی مدت غیر متعین نہ ہو۔ مثلاً یوں شرط نہ کی جائے کہ ''میں نے تجھ سے ایک ہزار روپے کے عوض شادی کی اور مہر کی ادائیگی اس مدت تک کیلئے ہوگی جب مہر کا روپیہ مجھے مل جائے گا۔ یا جب ہوا چلے گی یا جب بارش ہوگی ایسی غیر متعینہ مدت کیلئے مہر کا ادھار رکھنا جائز نہیں۔ اور جب مہر کی ادائیگی صراحت کے ساتھ قسط وار ادا کرنے پر اتفاق ہو جائے تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اتفاق تو صراحت کی بنیاد پر ہوتا ہے اور رسوم وعادات تو بیان کی جاتی ہیں لیکن صراحت دلالت سے زیادہ قوی مدت ہے اور اگر مہر کے نقد یا ادھار ہونے پر اتفاق نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں اس شہر کے رسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورواج کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ کیونکہ رسوم وعادات کا عرف عام میں معروف کا حکم ہوتا ہے جیسے کسی مشروط کا شرط کی حالت میں۔

لیکن اگر عرف میں ادھار یا نقد کا رواج نہ ہو تو پھر پورا مہر اسی وقت نقد ادا کرنا ضروری ہوگا۔ اس لئے کہ ادھار کے حکم سے سکوت اختیار کرنے سے نقد کی ادائیگی کا حکم ثابت ہوتا ہے کیونکہ اصل میں تو مہر نقد ہی ادا کی جاتی ہے۔ اور شافعیہ اور حنابلہ نے مہر کے پورے یا جزوی حصے کو ایک متعینہ مدت تک کیلئے مؤخر کرنے کو جائز قرار دیا ہے اس لئے کہ وہ کسی معاوضہ کا بدل ہے اور اگر اس کی مدت کے ذکر کو مطلق چھوڑ دیا جاتا تو مدت کے داخل ہونے کا مطالبہ ہوتا اور اگر اسے کسی غیر متعین مدت کیلئے مقرر کر دیا جاتا جیسے کسی کے آمد پر یا موسم برسات کے آنے پر تو یہ صحیح نہ ہوتا۔ اس لئے یہ نامعلوم اور غیر متعین مدت ہے اور اگر مہر غیر متعین مدت کیلئے مقرر کی جائے اور مدت کا تعین نہ کیا جائے تو حنابلہ کے نزدیک صحیح ہے۔ پھر اس کی صحیح مدت یا تو زوجین کے درمیان جدائی ہے یا ان میں سے کسی کی موت اور شافعیہ کے نزدیک ایسی صورت میں مہر فاسد مانی جائے گی اور عورت کیلئے مہر مثل ثابت ہوگی۔

اور مالکیہ نے اس کی تفصیل مقرر کی ہے انکا کہنا ہے کہ اگر مہر مقرر ہو اور اس شہر میں موجود ہو جیسے مکان، کپڑا، جانور وغیرہ تو مہر کو عورت کے سپرد کرنا واجب ہوگا یا نکاح کے دن اس کے ولی کو دینا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا۔اور نکاح کے دن اسے ٹالنا جائز نہیں اگر عورت ٹالنے پر راضی ہو جب بھی نہیں ٹالنا چاہئے۔اور اگر عقد نکاح میں مہر کو ٹالنے کی شرط رکھی گئی ہو تو یہ عقد ہی فاسد ہو جائے گا۔البتہ اگر ٹالنے کی مدت بہت تھوڑی ہو جیسے دودن یاپانچ دن تو کچھ حرج نہیں۔اور بغیر کسی شرط کے عورت مہر کی ادائیگی کی مدت ٹال سکتی ہے۔کیونکہ مؤخر کرنااس کا حق ہے۔اور اگر معینہ مہر نکاح کے شہر سے دور ہو تب بھی نکاح صحیح ہو گا۔ بشرطیکہ مہر کی ادائیگی اور وصولی کی مدت بہت قریب ہو، جس میں تبدیلی نہ کی جاسکتی ہو بصورت دیگر نکاح فسخ ہو جائے گا۔اور اگر مہر غیر معین ہو جیسے نقد سکے۔ناپ،وزن جو معین نہ ہوں تو اس کو سب یا اس میں کچھ کو آئندہ کیلئے ٹالنا جائز ہے اور رخصتی تک کیلئے مہر کی تاخیر جائز ہے بشرطیکہ اسکا وقت معلوم ہو جائے جیسے غلہ کٹنے کا موسم،یا گرمی کا موسم یا پھلوں کے توڑنے کا موسم اور آمدنی کا وقت جب شوہر مالدار ہو یعنی شوہر کے تجارتی سامان کی قیمت وصول ہونے کا وقت یا اس کی تنخواہ وصول ہونے کا وقت لیکن اگر شوہر فقیر ہو تو یہ سب شرائط اس کے عقد کیلئے جائز نہیں۔اور مہر کی ادائیگی کو اس وقت تک کیلئے بھی مؤخر کیا جاسکتا ہے جب تک کہ عورت مطالبہ نہ کرے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے شوہر اپنی آمدنی کی وصولی کا انتظار کرتا ہے۔

مہر کو بعد میں ادا کرنے کی دو شرطیں ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ ادائیگی کی مدت مقرر ہو اگر مدت نامعلوم ہو جیسے موت یا زوجین کے درمیان جدائی کی مدت طے ہو تو نکاح فاسد ہو جائے گا۔ اور اس کا فسخ کرنا ضروری ہو جائے گا۔ ہاں اگر آدمی عورت کے ساتھ دخول کر چکا ہو تو ایسی صورت میں اس پر مہر مثل واجب ہو گی۔ دوسری شرط۔ مہر کی ادائیگی کی مدت بہت لمبی نہ ہو مثلاً پچاس سال یا اس سے زائد، اس لئے کہ یہ مدت مہر کے ساقط کرانے کی باعث ہو گی۔ میں نے اس مسئلے میں فقہاء کے اقوال اور ان کے مطمع نظر کے اختلاف اور ان کے اجتہادات کی بنیاد کو جہاں تک میرا علم تھا بیان کر دیا ہے اور حق سے منہ موڑنا جائز نہیں۔

اگر تاخیر کی مدت مقررہ وقت اور مذکور شرائط کے مطابق اور زوجین یا ان میں سے کسی ایک کی مصلحت کے مطابق ہو تو مہر کی ادائیگی کا مؤخر کرنا جائز ہو گا (فتاویٰ شیخ الاسلام ج ۳۲/۱۹۵) لیکن یہ افضل کے خلاف ہو گا کیونکہ مہر کی تاخیر نبی ﷺ کے زمانے میں جانی پہچانی چیز نہیں تھی۔ اور یہ بھی مناسب نہیں کہ نکاح کو دوسری لین دین کی چیزوں پر قیاس کیا جائے۔

اور اگر مہر کی تاخیر وفات یا طلاق تک ہو تو اس کے نہ جاننے کے بہت سے منفی اسباب ہیں۔ کیونکہ وفات کا علم تو اللہ کے نزدیک ہے اور طلاق کی بابت نہیں بتایا جا سکتا کہ وہ کب واقع ہو اور کب طلاق کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب پائے جائیں گے۔اور اس شرط کی سب سے بڑی منفی چیز یہ ہے کہ آدمی اپنی رغبت کے بغیر اس عورت کو روکے رکھنے پر مجبور ہوگا کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اگر اس نے اس عورت کو طلاق دیدی تو اس سے اس کی مؤخر کردہ مدت کے تمام مطالبات کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے گا جس کی وجہ سے اس کے لئے بڑی مشکلات پیدا ہو جائیں گی یا تو شوہر کے تنگ کرنے کی صورت میں کہ بالآخر عورت اپنے نفس کا فدیہ دے اور اپنے حق سے دستبردار ہو جائے یا خود بیوی ہی کی طرف سے ایسی کارروائیاں ہوں کہ مجبور ہو کر شوہر ایسی جگہ پناہ لے جہاں وہ نہیں چاہتا۔ اور حق یہ ہے کہ مہر کا طلاق یا وفات تک مؤخر کرنا ضروری ہے کہ مسلمانوں کے نکاح اس قسم کی بدعنوانیوں سے خالی ہوں۔ واللہ اعلم۔

جو مہر یا تحائف پیشگی دیئے جائیں تو شادی کے پیغام سے انحراف کی صورت میں ان کا کیا حکم ہے؟

اب یہ بہت سے لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ نکاح ہونے سے پہلے ہی مہر ادا کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ عام چلن ہو گیا ہے کہ مرد اپنی مخطوبہ کو بہت سے تحفے تحائف دیتا ہے تاکہ محبت کے رشتے مضبوط ہو جائیں۔ لیکن جب اس رشتے میں کچھ اختلافی باتیں پیدا ہو جائیں اور ابھی شادی کا اندراج نہیں ہوا ہے تو ایسی صورت میں مرد نے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہر ادا کیا تھا اور وہ بعینہ موجود ہو تو عورت سے واپس لے لے اس پر سب کا اتفاق ہے۔

لیکن جب اس رقم سے حجلہ عروس کو سنوارنے کیلئے سامان خرید چکا ہو اور مہر ادا کر چکا ہو تو اس کے بارے میں دو اقوال ہیں۔

پہلا قول: یہ ہے کہ مہر کا جو روپیہ ادا کیا تھا وہ واپس کرنا ضروری ہے کیونکہ مہر تو عورت سے لذت اندوزی کا معاوضہ ہے اور یہ معاوضہ حاصل ہی نہیں ہوا۔ لہٰذا مہر اگر موجود ہے تو اس کا بعینہ واپس کرنا ضروری ہے۔ اور اگر وہ خرچ ہو چکی ہے تو اس کی قیمت کا ادا کرنا واجب ہے اور یہی جمہور فقہاء کا قول ہے۔ (بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد لابن رشد ج ۲/۲۱)

دوسرا قول: جو سامان خرید چکا ہے اس کا لوٹانا جائز نہیں بشرطیکہ اس کو استعمال اور صرف کرنے کی اجازت دی ہو جیسا کہ عام چلن ہے اور اگر اجازت نہیں ہے تو ادا کردہ مہر واپس کر دی جائے گی۔ اور یہ قول مالکیہ کا ہے۔ (المدونۃ الکبریٰ ج ۲/۱۷۷)

اور ان دونوں اقوال پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مالکیہ کا قول ہی اختیار کرنا چاہئے۔ کیونکہ مخطوبہ سے جب اس کو دی گئی مہر واپس لینے کیلئے جبر کیا جائے گا حالانکہ شوہر نے عورت کے ساتھ مل کر اس کے لئے سامان خریدا تھا یا عورت کو خریدنے کی اجازت دی تھی خواہ ضمناً سہی۔ کیونکہ عورت کو مہر کے پیسے سے سامان خریدنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے منع نہیں کیا گیا تھا اب اس سے واپس طلب کرنا عورت کیلئے خسارے اور نقصان کا سبب بنے گا۔ کیونکہ اس کے لئے ان خریدے ہوئے سامانوں کا بیچنا آسان نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عورت کو ان سامانوں کی ضرورت نہ ہو۔ ایسی صورت میں عورت کو مالی تاوان ادا کرنا ہوگا جس کے لئے اس کا کوئی جرم نہیں ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے جب شوہر کی جانب سے انکار ہوا ہو۔ لیکن اگر عورت کی طرف سے یہ بات بدلی گئی ہو ایسی صورت میں شوہر کا حق اپنے دیئے ہوئے مہر اور سامانوں اور مالوں میں ثابت ہے تاکہ اس کو نقصان سے بچایا جاسکے۔[1]

اس ہدیے کا حکم جو پیشگی طور پر دیئے جائیں

عقد زواج سے پہلے جو تحفے تحائف پیشگی طور پر دیئے جاتے ہیں ان کی واپسی کے بارے میں فقہاء کے چار اقوال ہیں۔

پہلا قول: اگر ہدیہ مبینہ ہدیہ پانے والے کے پاس موجود ہو اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی گئی ہو نہ اس کو استعمال کیا گیا ہو اور نہ ہی اسے اپنی ملکیت سے باہر کیا گیا ہو تو اس کا واپس کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر اس کو خرچ کردیا گیا ہو یا اس کو بدل دیا گیا ہو مثلاً اگر کپڑا تھا تو اس کو سل دیا گیا ہو یا اس کو قطع و برید کردیا گیا ہو تو ایسی صورت میں اس کا لوٹانا جائز نہیں اور

---

[1] آثار عقد الزواج فی الشریعۃ الاسلامیہ احمد عثمان ص ۴۸۔۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جیسا طلب کرنا یا اس کی قیمت مانگنا ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کھانا رہا ہو اور اسکے جلد ہی خراب ہو جانے کا ڈر ہو اور اسے استعمال کر لیا گیا ہو تو اس کا واپس طلب کرنا جائز نہیں اور یہ حنفیہ کا قول ہے۔[۱]

دوسرا قول: پیشگی ہدیے کی کوئی چیز واپس نہیں کی جائے گی خواہ عقد کی ممانعت عورت ہی کی طرف سے کیوں نہ رہی ہو۔ البتہ اگر واپسی کی شرط رہی ہو یا اس مقام کا عرف عام ہی ایسا ہو تو واپس لینا جائز ہوگا۔ اور یہ قول مالکیہ کا ہے۔[۲]

تیسرا قول: سارے ہدیے واپس کردئے جائیں گے خواہ کسی قسم کے کیوں نہ ہو۔ اگر وہ اپنی اصلی حالت میں باقی ہوں تو ٹھیک ہے اور اگر اصلی حالت میں انکا لوٹانا ممکن نہ ہو یا وہ استعمال کر کے ختم کردئے گئے ہوں تو ان کی قیمت واپس لینی واجب ہوگی اور یہی جمہور شافعیہ کا قول ہے۔[۳]

چوتھا قول: اگر نکاح کا پیغام ہدیہ پانیوالے کی طرف سے فسخ کیا گیا ہے تو ہدیے کا لوٹانا واجب ہوگا اس لئے ہدیے کا سبب ہی ابھی پورا نہیں ہوا تھا۔ اور اگر ہدیہ دینے والے کی طرف سے پیغام نکاح فسخ کیا گیا ہے تو اس کو اپنا ہدیہ واپس لینے کا کوئی حق ہی نہیں۔ اور یہی شافعیہ کے عالم امام رافعی اور ابن رشد نے بھی کہا ہے اور مالکیہ کے اللقانی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔[۳]

---

[۱] ردالمختار علی الدر المختار لابن عابدین ج۲/ ۷۶۴-۳۔ [۲] الفروق للقرافی ج۳/ ۱۴۸۔ احکام الاحوال الشخصیہ عبدالرحمن تاج۔ ص۱۷۲۔ ۱۷۳۔ [۳] حاشیہ قلیوبی وعمیرہ علی شرح المنہاج ج۳/ ۲۱۶ [۴] اختیارات ابن تیمیہ ص۱۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان تمام سابقہ اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ بلاشک وشبہ سب سے صحیح رائے ان کی ہے جو عقد نکاح سے پہلے دیئے ہوئے ہدیے کو بعینہ لوٹا دینے کو ضروری قرار دیتے ہیں بشرطیکہ ہدیہ اپنی اصلی حالت میں باقی ہو۔ اور اگر وہ استعمال ہو چکا ہو تو اس کی قیمت لوٹائی جانی چاہئے بشرطیکہ شادی کے پیغام سے ہدیہ پانے والی عورت نے انکار کیا ہو کیونکہ یہ انصاف کی بات نہیں کہ ہدیہ دینے والا انکار کا رنج بھی سہے اور مالی نقصان بھی۔ لیکن اگر ہدیہ دینے والے کی طرف سے انکار ہو تو اسے اسکا ہدیہ واپس نہیں دیا جائے گا تاکہ ہدیہ پانے والے کو بھی یہ لوٹانے اور خطبہ زواج کے انکار کا دوہرا رنج برداشت کرنا پڑے۔ واللہ اعلم [1]

شادی کی انگوٹھی اور مردوں اور عورتوں کیلئے اس کا حکم

شادی کی انگوٹھی شادی کے ان ہدایا میں سے ایک ہے جو مرد اپنی منگیتر کو شادی سے پہلے پیش کرتا ہے۔ اور یہ شادی کی ایک نئی رسم اور ناگوار بدعت ہے۔

نکاح کا پیغام تو شادی کیلئے ایک ابتدائی طلب اور عقد نکاح کی تمہید ہے اس کے بعد حقوق اور واجبات کی ترتیب شروع ہوتی ہے یہی شادی کے پیغام کی صورت حال ہے۔ لیکن کچھ لوگوں نے اللہ انہیں ہدایت دے شادی کے پیغام میں بڑی بڑی رسموں اور عجیب وغریب شکلوں

[1] آثار عقد الزواج فی الشریعۃ الاسلامیہ ص ۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پروگراموں کو داخل کر دیا ہے اب لوگ رشتہ طے کرنے کیلئے بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرتے ہیں جن میں شوہر اور دلہن دونوں کی جانب سے لوگ شریک ہوتے ہیں اور ان کی نہایت عمدہ کھانوں، پھلوں، چائے اور قہوہ سے ضیافت کی جاتی ہے اور مختلف قسم کی مٹھائیاں پیش کی جاتی ہیں اور بھی بہت سی نئی ایجاد شدہ رسمیں۔ ان میں پوری کی جاتی ہیں جو مختلف شہروں میں اپنے اپنے حساب سے بڑھ گھٹ رہی ہیں۔ اور انہیں محفلوں میں اس رشتے کا اعلان بھی کیا جاتا ہے اور کچھ لوگ اس محفل میں سورہ فاتحہ کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور پیغام دینے والا مرد اپنی مخطوبہ کو "شبکہ" اور شادی کی انگوٹھی بھی اسے پہناتا ہے یا ان کی اصطلاح میں اسے "دبلہ" بھی پہناتا ہے اور "انگوٹھی" پہنانے کی شکل میں شادی طے ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام میں اس طرح کی کوئی چیز نہیں جس سے اسکا ثبوت ملتا ہو بلکہ یہ یک بیرونی بدعت ہے جسے فراعنہ نے ایجاد کیا ہے۔ اور فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ عورتوں کیلئے سونے کی انگوٹھی کا استعمال جائز ہے جبکہ مردوں کیلئے یہ حرام ہے۔[1]

اور مردوں کیلئے سونے کی انگوٹھی کے حرام ہونے اور عورتوں کیلئے جائز ہونے کے دلائل بہت ہیں انہیں میں سے وہ حدیث ہے جسے

---

[1] الموسوعۃ الفقہیۃ الکویت ج ۱۱/ ۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ان النبی ﷺ نہی عن خاتم الذهب [۱] وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال اتخذ رسول الله ﷺ خاتما من ذهب فكان يلبسه في يمينه فاتخذ النا س خواتيم من ذهب فطرحه رسول الله ﷺ وقال لاألبسهٗ ابدا. فطرح الناس خواتيهم [۲] "نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے اپنے داہنے ہاتھ میں پہننے لگے تو اور لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں پھر رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا اور فرمایا میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا چنانچہ سب لوگوں نے اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

لیکن ابو بکر بن حزم سے جو مروی ہے کہ انہوں نے اسے مباح قرار دیا ہے اور انہوں نے بعض دوسرے حضرات سے روایت کی ہے کہ وہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے تو اس پر امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں نقل کیا ہے کہ یہ دونوں روایتیں باطل ہیں۔ اور دونوں کے قائلین پر ان دونوں روایتوں سے حجت قائم کی گئی ہے۔

پھر مردوں کیلئے سونے کی انگوٹھی کا استعمال کفار کی اندھی تقلید اور ان کے ساتھ پوری مشابہت اختیار کرنی ہے اور نبی ﷺ نے ہمیں کفار کی تقلید اور ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا ہے حضرت

---

[۱] رواہ البخاری ٥٨٦٦۔ کتاب اللباس باب خواتیم الذہب ورواہ مسلم فی اللباس باب تحریم خاتم الذہب علی الرجال ونسخ ماکان من اباحتہ اول الاسلام۔ [۲] رواہ مسلم فی صحیحہ ۲۰۹۱۔ کتاب اللباس۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے جس نے کسی بھی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے سمجھا جائے گا۔ اور اس کی حرمت کا اصل سبب دراصل اسی مشابہت کی بنا پر ہے خواہ شادی کی انگوٹھی سونے کی ہو یا دوسری چیز کی اور یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کیلئے برابر ہے۔ (رواہ ابوداؤد ۴۰۳۱)

نکاح کا اعلان

نکاح کے اعلان کا حکم

جمہور فقہاء کا خیال ہے کہ نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے، اور امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ فرض ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے چپکے سے نکاح کیا اور دو آدمیوں کو گواہ بنایا اور دونوں کو تاکید کی کہ نکاح کو راز میں رکھیں تو ایسی صورت میں زوجین کے درمیان تفریق کرنا واجب ہو جائے گا۔ اور زوجہ عدت گزاریگی۔ اور اسکا مہر واجب ہو گا۔ یہاں تک کہ جب عدت ختم ہو جائے گی اور شوہر اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو شادی کر سکتا ہے اور نکاح کا اعلان کریگا۔

نکاح کے اعلان کا مطلب

نکاح کے اعلان کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ظاہر کیا جائے اور اس کا عوام میں چرچا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کا اعلان کیسے کیا جائے

نکاح کا اعلان دف بجا کر جائز اور مباح گانے گا کر کیا جائے۔ اور دف اور غناء کا استعمال خاص خوشی کے موقع پر کیا جائے جیسے شادی کے موقعے اور کسی ایسے شخص کی آمد کے موقع پر جو گھر سے مدتوں غائب رہا ہو اور ولیمہ اور عقیقہ اور بچے کی پیدائش کے موقع پر اسلام نے خوشی اور مسرت کا اظہار عام حدود اور شرعی قیود کے اندر جائز رکھا ہے کیونکہ اس سے دل خوش ہوتے ہیں اور انکا شوق بڑھتا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا داعیہ ہے۔ اور اسلام اخلاق اور فطرت کا دین ہے یہ ایک حقیقی دین ہے جو محض خیالات اور وہم مثال نہیں بلکہ وہ انسانوں کے ساتھ حقیقت اور واقعیت کے مقام پر کھڑا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ایک انسان کا معاملہ کرتا ہے جو کھاتا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس لئے وہ اسکا پابند نہیں کہ اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر کلام ذکر ودعا ہی ہو اور اس کی پوری خوشی فکر و تدبر ہی ہو اور وہ جو کچھ سنے صرف قرآن ہو۔ کہ اس کی فرصت کے تمام اوقات مسجد میں گذریں بلکہ اس کی فطرت وعادات کا اسلام نے اعتراف کیا ہے اور اس کو اس کی فطرت اور طبیعت کے مطابق ہی پیدا کیا ہے جو خوشی کی طرف بھی مائل ہوتا ہے اور کھانے اور پینے کی طرف بھی۔ اور جن کھیل تماشوں سے دلوں کو راحت واطمینان ملتا ہے ان میں سے دف بجانا اور اشعار پڑھنا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کا اعلان کرنا بھی ہے اور خوشی اور مسرت کا اظہار بھی ہے ان مسرت خیز تقاریب کے وقت دینی جذبات کی کمی اور احکام شریعت سے ناواقفی کی بنا پر کچھ لوگوں کی اب یہ عادت ہوگئی ہے اللہ انہیں ہدایت دے کہ وہ شادی کی تقاریب میں گانے والے مردوں اور عورتوں کو بلاتے ہیں تاکہ ان کی خوش کن دلکش آواز اور موسیقی کی دھن اور طرح طرح کے گانے بجانے جن سے لوگوں کے دلوں میں ہیجان اور سرور پیدا ہو سب کا اہتمام کرتے ہیں۔ جو ان کے برے انجام کا سبب ہوتا ہے اور جب آپ ان سے اس کی بابت سوال کریں تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ تو اس شادی کے موقع پر محض خوشی اور دلچسپی کا سامان ہیں اور بس۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ان میں سے جو حلال اور مباح ہیں ان کے اور جو حرام اور ممنوع ہیں ان کے درمیان امتیاز کریں۔

الغرض شادی کے موقع پر لہو ولعب اور اشعار خوانی ان کا سننا، دو باتوں سے خالی نہیں۔

پہلی بات یہ کہ خاص موقعوں پر جیسے عید، شادی، ختنہ، مہمان کی آمد، وغیرہ جیسی چیزیں اگر کھلی اور چھپی بے حیائی اور گناہوں کی طرف مائل کرنے والی چیزوں حرام وناجائز باتوں کے ذکر سے خالی ہوں تو علماء کے نزدیک ان کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور احادیث میں ایسی روایات ہیں جو شادی بیاہ اور دیگر خوشی کے موقعوں پر ان کے جائز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے ابن ماجہ کی وہ حدیث جو حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مدینے کی بعض گلیوں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے چند عورتوں کو سنا کہ وہ دف بجارہی ہیں اور یہ گانا گارہی ہیں۔

نحن جوار من بني النجار یا حبذا محمد من جار

ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں کتنی خوشی کی بات ہے کہ حضرت محمد ہمارے پڑوسی ہیں۔

یہ سنکر نبی ﷺ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شادی میں کچھ لوگوں کو یہ گاتے ہوئے سنا۔ واهدى لها اكبش يبحبحن في مربد

وحبك في النادى ويعلم مافي غد

یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا لا يعلم مافي غد الا الله عزو جل کل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا اور ترمذی نے اپنی سند سے محمد بن حاطب الجمحی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ حلال اور حرام کے درمیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز اور دف کے بجانے کا فرق ہے۔ ترمذی نے کہا کہ محمد بن حاطب حسن ہیں اور اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے صحیح کہا ہے تو یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کھیل کود اور ایسے اشعار جن میں بے حیائی اور بیہودگی اور حرام کا ذکر نہ ہو۔ ان کے جواز پر اہل علم کے درمیان پورا اتفاق ہے۔ اور صحابہ کرام اور تابعین جیسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور براء بن مالک اور سعد بن ابی وقاص وغیرہم کے اشعار اس قسم کے ہوا کرتے تھے۔ (العقد الفرید لابن عبد ربہ ۶/۹ و منکرات الاربع ص ۳۵)

دوسری بات وہ اشعار جو موسیقی کی دھن پر گائے جاتے ہیں جن کو گانے والے مرد اور عورتیں گایا کرتی ہیں جو گانے کے پورے فن کی ماہر ہوتی ہیں اور ان میں عشقیہ شعر و شاعری ہوتی ہے جن کو سن کر دلوں میں جوش و ہیجان پیدا ہوتا ہے جن کا آج کل ہم لوگ شادیوں میں مشاہدہ کرتے ہیں اور ایسی محفلوں میں عموماً مرد اور عورتیں سب مخلوط ہو کر اکٹھی جمع ہوتی ہیں جو صراحتہ بے حیائی اور بے پردگی اور کمینہ پن کو دعوت دیتی ہیں اور جن کو صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن میں اخلاق نہیں ہے۔

اس قسم کے بیہودہ اشعار کے حرام ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں اور اس امت کے سلف خلف اور جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ مذکورہ بالا احادیث سے حرام گانوں کے جواز پر استدلال کرتے ہیں انکا یہ استدلال حق کے ذریعے باطل محض پر استدلال ہے اور دونوں کے درمیان حق و باطل کے بہت بڑے فرق کو ملانے کے برابر ہے لہٰذا ان دونوں میں کوئی برابری نہیں۔ اور دونوں کے درمیان کوئی تعلق اور ربط نہیں۔

نکاح میں جائز لہو و لعب

نکاح میں جائز لہو و لعب یہ ہے کہ اگر ان اشعار کے ذریعے شجاعت اور علو ہمتی اور عزائم کی تقویت ہوتی ہو یا ان کے ذریعے مفید باتوں کی طرف رہنمائی ہوتی ہو اور نفع بخش حکمتوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہو تو ان کا سننا عورتوں کیلئے جائز ہے لیکن مردوں کیلئے اس کی ضرورت نہیں۔

لیکن وہ کھیل تماشے جو گانے بجانے کے آلات کے ذریعے پیش کئے جائیں جن میں عورتوں کے اوصاف بیان کئے جائیں اور وہ بیہودہ پھوہڑ گانے جو نوجوانوں میں بے حیائی کمینہ پن اور بداخلاقی کو عام کریں اسلامی تہذیب و روایات کو تباہ و برباد کریں تو باتفاق صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ ابو حنیفہ مالک اور شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم حرام ہے۔[1]

اور نکاح کے اعلان کرنے کے ذرائع میں سے دف بجانا، دف گانے

---

[1] تحریم النرد والشطرنج للحافظ الآجری ص ۸۱۔ ۸۲، تلبیس ابلیس لابن الجوزی ۲۲۹، کتاب الأمن ۶/ ۲۱۴. الرھص والوقص لمستحل الرقص طبع اولی عام ۱۴۱۰ھ لنشر و توزیع الدار العالمیہ للکتاب اسلامی الریاض۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا وہ آلہ ہے جس کے ذریعے گایا بجایا جاتا ہے اور اسے کربال بھی کہا جاتا ہے، جس میں جھنجھنے نہ ہوں اور نہ زنجیر ہو، اور یہ پیتل کے ٹکڑے دف کے اندر لٹکے رہتے ہیں جن کو جھنجھنے کہا جاتا ہے اگر یہ جھنجھنے ہوں تو وہ مزمار ہیں جو حلال نہیں ہیں۔ اور شادی کے وقت دف کا بجانا جائز ہے تاکہ اس سے خوشی کا اظہار اور سرور کا چرچا ہو، مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ اس میں صرف حلال چیزیں ہی ہوں اور حرام کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ دف کے جواز کی پہلی شرط یہ ہے کہ دف کی مار پیٹ ہلکی ہو، اس میں کسی طرح کی تکلیف دہ بات نہ ہو اور اسے صرف عورتیں ہی بجائیں گی مرد نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جب دف کا بجانا اور ہاتھ سے تالی بجانا عورتوں ہی کا کام ہے تو جب اسے کوئی مرد مغنی کرے تو اسے سلف صالح مخنث (ہجڑہ، زنخا) کہا کرتے تھے اور یہ ان کے کلام میں مشہور ہے[۱]

اور دف کی شروط میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے صرف نکاح کا اعلان اور اظہار مقصود ہو اور دف کی مار میں جھنجھنے نہ ہوں، اور ہر قسم کے لہو ولعب، خواہ ساز ہو بانسری، رباب، عود و لمنبور سرنگی، نرسنگھا، اور تمام جدید آلات موسیقی، ان کو بجانا، سننا، تمام اہل علم کے نزدیک قطعاً حرام ہیں۔

---

[۱] مجموعۃ الرسائل المنیریہ ج ۲،۱۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح میں ممنوع باتوں سے پرہیز کا خاص خیال کرنا چاہئے جیسے ہر قسم کی برائی کا بند کرنا، مردوں اور عورتوں کا باہمی اختلاط یہ سب چیزیں حرام ہیں۔

اور آج کل شادی کی محفلوں میں ہم لوگ دف بجانے میں جو وسعت دیکھ رہے ہیں کہ ان میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اور جذبات بھڑکانے والی موسیقی اور فحش گانوں اور اخلاق سے گرے ہوئے سوز وساز کا استعمال تو کسی بھی حال میں جائز نہیں جن کی وجہ سے بیشمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگوں کا بجانا چھلنی جیسے دف کے ذریعے ہوتا تھا۔ اور گانا ایام جاہلیت کی جنگوں کے ذکر کے ساتھ ہوا کرتا تھا، لہٰذا جن لوگوں نے اسے بجتے ساز کے ساتھ عشقیہ غزلوں کے سننے پر قیاس کرلیا ہے تو انہوں نے بڑی زبردست غلطی کی ہے۔ اور فرع واصل جیسا فرق کر ڈالا ہے۔ اور علامہ العز بن عبدالسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں لیکن سارنگی، اور مشہور آلات جیسے رباب، چنگ، انکا استعمال تمام مشہور مذاہب اربعہ کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے اور ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ مردوں کیلئے دف کا استعمال ہر حال میں حرام ہے کیونکہ دف تو صرف عورتیں بجاتی تھیں لہٰذا انکا مردوں کا بجانا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ، اصل یہ ہے کہ لہو ولعب سے نکاح کی مجلسوں میں پرہیز کیا جائے، اور صرف اتنا ہی کیا جائے جتنا نص سے ثابت ہے وقت، کیفیت کے اعتبار سے تاکہ اصل حکم سے کم از کم مخالفت ہو۔

الرقص، ناچنا: اور آج کل ہماری شادی کی محفلوں میں جو بری بناوٹی عادتیں پھیل گئی ہیں ان میں سے رقص بھی ہے، رقص کہتے ہیں کہ موسیقی کی دھن پر جسم کو ادھر ادھر کرنا اور اسے خاص طریقے پر حرکت دینا۔(۱)

رقص کا حکم: اور ان عظیم گمراہیوں میں سے جنہیں اسلام کے دشمنوں نے اپنی گمراہ کن آرزوؤں کو پوری کرنے کیلئے پیدا کیا ہے اور جنہیں تمام شادی کی محفلوں میں رائج کردیا ہے۔ اگرچہ ہمارے ملک میں الحمد للہ اس کا رواج بہت کم ہے۔ علامہ العز بن عبد السلام رحمہ اللہ نے فرمایا: رقص تو کوئی بے وقوف اور ناقص العقل آدمی ہی کر سکتا ہے۔ اور رقص صرف عورتوں ہی کے لائق کا کام ہے مردوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔[۲]

مسلمان نوجوانوں اور مستقبل کے مردان حق کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو اس بیہودگی اور فسق سے بچائیں اور عورتوں کی مشابہت اختیار نہ کریں۔

---

[۱] قواعد الاحکام فی مصالح الانام ج ۲/۲۲۰ [۲] ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کے موقع پر گون کا استعمال: اور شادی کی بری عادتوں میں سے جنکا رواج ہمارے سماج میں عام ہو چکا ہے جس کے لئے ہر غیر تمند مسلمان کا فرض ہے کہ اس کے خلاف جنگ کرے اور اس کو ختم کرانے کی جدو جہد کرے، وہ ہے "شادی کا گون" اور وہ یہ ہے کہ عورت شادی کے موقع پر سفید لمبا کپڑا پہنتی ہے، جس کو پہن کر وہ چل نہیں سکتی جب تک کہ چند عورتیں اس کو اٹھائے نہ رہیں۔ اسی کے ساتھ وہ سر پر سفید کنٹوپ بھی پہنتی ہے۔ اور دونوں ہاتھوں میں سفید موزے بھی پہنتی ہے، اور اسے ایک وسیع جگہ پر بٹھایا جاتا ہے جہاں سے سب لوگ اسے دیکھ سکیں۔ اور اس کے پاس وہیں اس کا شوہر سب کے سامنے آتا ہے اور دلہن کو سب کے سامنے سلام کرتا ہے۔ اور اس کو تحفے تحائف دیتا ہے اور اس سے بات چیت کرتا ہے۔

اور یہ ایسی رسم ہے جس کی نہ تو قرآن میں کوئی اصل بنیاد ہے نہ احادیث شریفہ میں اور جسے نہ تو نبی ﷺ نے کیا نہ آپ کے اصحاب کرام نے اور نہ امت محمدیہ کے سلف صالح نے اگر یہ کسی درجے کی کوئی اچھی بات ہوتی تو اصحاب کرام ہم سے پہلے اس پر عمل کئے ہوتے۔

اور اس رسم بد میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ پہلی برائی تو یہ کہ شوہر عورتوں کی بھیڑ میں جاتا ہے جو بے پردہ ہوتی ہیں ایسی صورت میں مرد اور عورت دونوں کیلئے یہ فتنے کی بات ہے، نیز اس ملاقات کو بہت سے مرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دیکھتے ہیں جس سے ایسی باتیں پیدا ہوتی ہیں جن کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اور خود وہاں موجود بہت سی عورتیں بھی میاں بیوی کے درمیان ہونے والی باتوں کو سنتی اور ان کو دیکھتی ہیں، اور یہ بالکل حرام ہے جس کا کرنا قطعاً جائز نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت دونوں آپس میں کچھ راز و نیاز کی باتیں کرتے ہوں جن کا ظاہر کرنا میاں بیوی دونوں پر حرام ہے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ اس موقع پر یہ دونوں زوجین ایک دوسرے کو دیکھ کر کسی غلطی کا شکار ہو جائیں اور ایسے واقعات اکثر ہوا کرتے ہیں جنکا انجام اکثر شادی کے خاتمے پر ہوتا ہے پھر اس طرح زوجین کا ایسے مجمع عام میں باہم محو گفتگو ہونا بھی اللہ کی معصیت ہے اور شادی کی سنت کی ادائیگی تو ایک کار ثواب بلکہ تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے تاکہ مرد و عورت اس کے ذریعے اللہ کا تقرب اور اس کی رضا حاصل کریں لہٰذا ان اوقات میں کوئی معصیت کا کام کرنا سخت گناہ اور باعث شرم و معصیت ہے۔

تصویر اور ویڈیو فلم سازی

شادی کی محفلوں میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلا دینا ضروری ہے کہ لوگوں کی یہ عام رسم و عادت بن گئی ہے کہ شادی کے موقع پر تصویر کھینچنے کا خاص اہتمام کرتے ہیں اور اس کی پوری ویڈیو فلم بناتے ہیں تاکہ ان کو شادی کے بعد لوگوں کو دکھایا اور سنایا جائے، تو یہ تو بہت بری بات ہے۔ اور عام ہو جانے والی برائی۔ کیونکہ اس موقع پر عورتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی سنوری خوشبوؤں میں بسی ہوئی ہر طرح کے زیورات سے مزین ہوتی ہیں۔ اس فتنہ انگیز حالت میں ان کی تصاویر کھینچنا بہت بڑا فتنہ ہے۔ اور شر وفساد کے بیج بونا ہے لہٰذا اس طریقے سے تصویر کھینچنا سخت حرام اور ممنوع ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض عورتوں کی انجانے اور غفلت میں تصویر کھینچ لی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اور اس کے شوہر کیلئے شدید قسم کی مصیبت اور آزمائش پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سب تصویریں جب دوسروں کے سامنے دکھائی جائیں گی تو اس بنی ٹھنی عورت کی بھی اس میں تصویر شامل ہوگی۔ اور ان تصاویر کی وجہ سے بعض عورتوں کے لئے ان کے شوہروں نے طلاق تک دیدی ہے جب انہوں نے اپنی بیویوں کو اس ویڈیو کیسٹ کے اندر بنی سنوری تصویروں کے ساتھ دیکھا۔ نیز گناہ کا کھلم کھلا مظاہرہ کرنا تو سخت آزمائش اور امتحان کی بات ہے۔ لہٰذا ان مجالس کے ذمہ داروں اور مسلمان حاکموں کا فرض ہے کہ وہ ان بری عادات اور رسوم کا قلع قمع کر ڈالیں۔ جو ہمارے اندر باہر سے آکر داخل ہو گئی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کا ولیمہ

شادی کی محفلوں میں فضول خرچی کی ممانعت

(۱) **ولیمہ کی تعریف** [۱] لغت میں ولیمہ کہتے ہیں کسی چیز کا پورا ہونا اور اس کو اکٹھا کرنا، ابن الاعرابی کا کہنا ہے کہ اولم الرجل، اس وقت کہا جاتا ہے جب آدمی کی عقل اور اس کی پیدائش پوری ہو، اور بیڑی کو ولم کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں سے ملاتا ہے۔ پھر ولیمہ کو صرف شادی کے کھانے کے لئے خاص کر دیا گیا اور دوسرے کسی معنی کیلئے اس کو استعمال نہیں کیا جاتا اور ولیمہ کی جمع اور ولائم ہے اور شرعی طور پر ولیمہ شادی کے کھانے کو کہا جاتا ہے۔ اور کچھ فقہاء کے قول کے مطابق اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے ہر وہ کھانا جو نئی خوشی پر کھلایا جائے۔ لیکن ولیمے کا استعمال شادی کے کھانے کیلئے زیادہ طور پر کیا جاتا ہے، لیکن علماء فقہ و لغت کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔

عُرس: ولیمہ اور نکاح کا کھانا۔

عِرس: مرد کی بیوی اور بیوی کا شوہر۔

---

(۱) جن کھانوں کیلئے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے وہ دس ہیں، (۱) شادی کا ولیمہ، (۲) ختنے کی دعوت، (۳) پیدائش کے موقع پر دعوت، (۴) رخصتی کی دعوت، (۵) النقیعہ، مہمان کی آمد کے موقع پر دعوت کرنا، (۶) عقیقہ بچے کی پیدائش کے موقع پر دعوت کرنا، (۷) الحذاق، بچے کی تعلیم اور ختم قرآن کے موقعہ پر دعوت کرنا، (۸) المادبۃ عام دعوت، (۹) الوضیمہ، غمی کی دعوت جو غیر شرعی ہے۔ (۱۰) التحفۃ نووارد کی دعوت، فتح الباری ۲۴۱/۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عروس: رخصتی کے دن عورت اور مرد دونوں پر بولا جاتا ہے۔

(۲) ولیمے کا حکم: ولیمہ جمہور علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ مستحب ہے، اور وہ مالکی اور حنبلی مذہب کا مشہور مسئلہ ہے اور بعض شافعی علماء کے نزدیک بھی، کیونکہ کسی خوشی کے موقع کا کھانا ہے لہٰذا عام ولیمے کی طرح سنت نہیں ہے اور امام مالک کے ایک قول کے مطابق، اور امام شافعی کی کتاب الام میں اور ظاہریہ کی رائے کے مطابق ولیمہ واجب ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا تھا۔ اولم ولوبشاۃ ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کا سہی اور حکم کا ظاہری مفہوم "واجب ہوتا" ہے۔

اور ابوالشیخ کی ایک روایت اور اوسط میں طبرانی کی حدیث جو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ "ولیمہ حق اور سنت ہے لہٰذا جس کو اس میں بلایا جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے اس نے نافرمانی کی" اور ابن بطال نے کہا کہ ولیمہ کو "حق" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ باطل نہیں بلکہ مندوب ہے اور وہ سنت فضیلت ہے لیکن حق سے مراد، وجوب نہیں ہے، بلکہ اسے استحباب پر محمول کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک بکری ولیمے میں ذبح کرنے کا حکم فرمایا جب بھی وہ شریعت میں واجب نہیں وہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سنت مؤکدہ اور مستحب ہے لیکن واجب نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور المغنی میں الموفق بن قدامہ رحمہ اللہ نے کہا عام طور پر علی الاطلاق ولیمہ واجب نہیں۔ اور دوسرے حضرات نے جو کچھ اس بارے میں لکھا ہے وہ بے اصل ہے اور خبر کو استحباب پر بولا جاتا ہے۔

(۳) **ولیمہ کا وقت:** سلف نے ولیمے کے وقت کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا ولیمہ نکاح کے وقت مسنون ہے یا بعد میں؟ یا رخصتی کے وقت یا اس کے بعد؟ یا اس میں وسعت ہے کہ نکاح کے وقت سے لیکر رخصتی کے ختم ہونے تک اس میں کئی اقوال ہیں۔ امام نووی کا قول ہے کہ۔ ولیمہ کے وقت کے بارے میں لوگوں کے مختلف اقوال میں قاضی عیاض نے بیان کیا کہ مالکیہ کے نزدیک سب سے اصح قول یہ ہے کہ ولیمہ دخول کے بعد کرنا چاہئے۔ اور مالکیہ کی دوسری جماعت کے نزدیک عقد نکاح کے وقت اور ابن جندب کے نزدیک عقد کے وقت اور دخول کے بعد۔

شافعیہ میں سے امام السبکی نے کہا، کہ نبی ﷺ سے منقول یہ ہے کہ ولیمہ دخول کے بعد کرنا چاہئے۔ اور بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دوسری روایتوں سے یہ صراحت ہے کہ ولیمہ دخول کے بعد ہونا چاہئے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے حضرت زینب کے ساتھ شب عروسی گذار کر صبح کیا تو لوگوں کو دعوت دی"۔ مالکیہ کے نزدیک یہی قول معتمد ہے۔ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ ولیمہ عقد نکاح کے ساتھ کرنا مسنون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور اب یہی لوگوں کا معمول اور رواج عام ہو گیا ہے کہ ولیمہ دخول سے کچھ پہلے ہونا چاہئے"۔ اور انصاف[1] میں ہے کہ افضل یہ ہے کہ کہنا چاہئے کہ ولیمہ کا مستحب وقت بہت وسیع ہے یعنی عقد نکاح سے لیکر شادی کے دن ختم ہونے تک کیونکہ اس بارے میں صحیح روایات مروی ہیں۔ البتہ پوری خوشی دخول کے بعد ہی ہوتی ہے اور یہی درست مسلک ہے واللہ اعلم۔

(۴) ولیمہ کی مقدار اور اس کی جنس

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو حکم دیا تھا کہ "آپ ولیمہ کریں" خواہ ایک بکری کا سہی" تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالدار آدمی کیلئے مستحب ہے کہ ایک بکری سے کم کا ولیمہ نہ کرے۔

لیکن یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض عورتوں کا ولیمہ ایک بکری سے کم کا کیا ہے، جیسا کہ امام بخاریؒ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض عورتوں کا ولیمہ دو مد جو سے کم پر کیا ہے، اور بخاری ہی میں ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ کو آزاد کیا اور ان سے شادی کیا اور ان کی آزادی ہی کو انکا مہر مقرر کیا۔ اور انکا ولیمہ حیس سے کیا، حیس اس کھانے کو کہتے ہیں کہ

---

(۱) الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف للمرداوی ج ۸ / ۳۱۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھجور کی گٹھلی نکال کر اس کو پنیر یا آٹے یا ستو سے ملا کر بنایا جاتا ہے۔ (فتح الباری ج ۹/ ۲۳۷)

قاضی عیاضؒ نے کہا، کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ ولیمے کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم کوئی حد مقرر نہیں ہے، ناکح کو جو بھی میسر ہو کافی ہے اور مستحب یہ ہے کہ یہ شوہر کی مالی حالت پر موقوف ہے۔ لیکن ولیمے کی مدت دو دن ہے، اور سلف صالح کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ دو بار سے زیادہ اس کو دہرایا جائے۔ ایک جماعت نے اس کو مکروہ سمجھا ہے اور دوسری جماعت نے اس کو مستحب کیا ہے اور یہ مسئلہ لوگوں کے حالات اور عادات کے مطابق مختلف ہو سکتا ہے۔

ولیمہ کی دعوت

اسلام نے شوہر کیلئے یہ مسنون قرار دیا ہے کہ وہ اپنے ولیمہ میں سے اپنے گھر والوں اور دوستوں اور پڑوسیوں کو کھلائے اور اس میں ایک حصہ فقراء اور مساکین کا بھی مقرر کرے تاکہ اللہ کا شکر اور اس کے فضل کی قدر دانی ہو سکے۔ اس لئے شوہر کو چاہئے کہ وہ اہل خیر و صلاح کو بھی دعوت دے اور ان میں مالدار اور فقیر کی تمیز نہ کرے، کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: شر الطعام طعام الولیمة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يدعى لها الاغنياء ويترك الفقراء ومن ترك الدعوة فقد عصى الله ؎ ورسوله (رواه البخاری) "بدترین کھانا ولیمے کا وہ کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقیروں کو چھوڑ دیا جائے، اور جس نے ولیمے کی دعوت چھوڑ دی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے، کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ہے کہ بعد میں ایسا ہی ہوگا کہ لوگ ولیموں میں مالداروں کی رعایت کریں گے اور انہیں کو خاص طور پر دعوت دیں گے۔ اور ان کے لئے اچھے کھانے بنوا کر انہیں دوسروں پر ترجیح دیں گے اور انہیں اونچی جگہ پر بٹھائیں گے اور ان کو سب سے آگے رکھیں گے۔ اور بھی دوسرے طریقوں سے انہیں آگے رکھیں گے جیسا کہ آج دعوتوں میں اکثر ہو رہا ہے۔ بس اللہ ہی مددگار ہے۔

اور اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جب مالدار آدمی کو خصوصیت دی جائے اور فقیر کو چھوڑ دیا جائے تو ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ایسی دعوت ہم قبول ہی نہ کریں۔

اور ابن بطالؒ نے کہا جب دعوت دینے والا مالداروں اور فقیروں میں تمیز کرے اور دونوں کو الگ الگ کھلائے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور ایسا عبداللہ بن عمر نے کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج۹/ ۲۳۷)

---

(۱) رواہ البخاری ۷۷۱، (۵) کتاب النکاح،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرروزہ داروں کیلئے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے کا حکم

علماء کا اتفاق ہے کہ شادی کے ولیمے کی دعوت کو قبول کرنا مشروع ہے کچھ لوگوں نے اسے ہر مدعو کیلئے وجوب عین قرار دیا ہے، البتہ اگر عذر ہو تو معاف کیا جاسکتا ہے، جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ اور اس حکم میں عورت اور مرد سب برابر ہیں، لیکن عورت کیلئے محرم کی معیت شرط ہے۔ البتہ شادی کے ولیمے کے علاوہ دعوت کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے امام مالک اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ غیر شادی کے ولیمے کی دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں ہے۔

اور اہل ظاہر نے کہا کہ ہر قسم کی دعوت کا قبول کرنا واجب ہے خواہ شادی کی دعوت ہو یا کسی اور کی اور ایسا ہی بعض سلف نے بھی کہا ہے۔[1]
اور ولیمے کی دعوت کی قبولیت کے واجب ہونے کی دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ **اذا دعی احدکم الی الولیمة فلیأتها**[2] "جب کسی کو ولیمے کی دعوت دی جائے تو وہ ضرور آئے نیز آپ نے فرمایا **شر الطعام طعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء ویترك الفقراء ومن ترك الدعوة فقد عصی الله ورسوله** (رواہ البخاری کتاب النکاح) "بدترین کھانا ولیمے کا وہ کھانا ہے جس کے لئے صرف

---

[1] مراتب الاجماع ص ۶۵ موسوعۃ الاجماع ج ۲/ ۱۱۵۲ [2] رواہ البخاری (۵۱۷۳) کتاب النکاح باب حق اجابۃ الولیمۃ والدعوۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالداروں کو بلایا جائے اور فقیروں کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے دعوت میں شرکت نہیں کی اس نے ابوالقاسم کی نافرمانی کی"۔

ان کے علاوہ دوسری حدیثیں ہیں جو دعوت کی قبولیت کو واجب کرتی ہیں جب دعوت پہلے دن ہو، البتہ دوسرے دن صرف مستحب ہے اور تیسرے دن مکروہ ہے جیسا کہ اس کا بیان آگے آتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: عام دنوں میں عادت اور معمول سے زیادہ کھانا اور ذبح کرنا حرام ہے۔ اور اگر عادت ہے تو ایسا کر سکتا ہے، یا گھر والوں کو راحت اور تفریح کیلئے بھی ایسا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی لوٹ کر آیا ہو تو اس کی عزت افزائی کی جائے۔ اور حافظ ابن حجر نے تین دن سے زائد دعوت کے بارے میں تحقیق کی ہے اور بعض اہل علم کے اقوال کو پیش کیا ہے اور اپنی بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ تین دن سے زیادہ کا ولیمہ مکروہ ہے۔ بشرطیکہ کسی فتنے کا ڈر نہ ہو مثلاً یہ نہ معلوم ہو کہ اس سہ روزہ دعوت کا مقصد دراصل داعی کا فخر و ریاء ہے یا مدعوئین کی کثرت کی بنا پر تین دن کی دعوت پر داعی مجبور ہو یا ایسی کوئی اور بات ہو تو کچھ حرج نہیں۔[1]

---

(۱) فتح الباری ۹/ ۲۴۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ دار کے دعوت قبول کرنے کا حکم

دعوت قبول نہ کرنے کیلئے روزہ کوئی عذر نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کسی روزہ دار کو دعوت دی جائے تو اسے ویسے ہی قبول کرنا چاہئے جیسے کوئی روزہ نہ رکھنے والا قبول کرتا ہے۔ اگر روزہ دار شادی کی مجلس میں صرف شریک ہو جائے اور کھائے نہیں تب بھی دعوت دینے والا اور دیگر حاضرین روزہ دار کی دعا سے فائدہ اٹھائیں گے یا اس کی غیر حاضری کی بہ نسبت اس کی موجودگی سے زیادہ محظوظ ہوں گے۔ لہٰذا روزہ دار کا دعوت قبول کرنا واجب ہے البتہ اس کے لئے کھانا ضروری نہیں ہے۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ وہ شادی اور غیر شادی ہر قسم کی دعوتوں میں روزہ رکھے ہوئے شریک ہوتے تھے۔[۱]

روزہ دار کی دو حالتیں ہیں

پہلی حالت: یہ ہے کہ اسکا روزہ واجب ہو جیسے نذر کا روزہ یا رمضان کی قضاء کا روزہ لہٰذا جب اسے دعوت دی جائے اور وہ روزہ رکھے ہو تو دعوت میں حاضر ہونا تو واجب ہے لیکن کھائے گا نہیں۔ کیونکہ واجب روزہ کو توڑنا حرام ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ **ولاتبطلوا اعمالکم**[۲] اور اپنے اعمال کو بیکار مت کرو۔ اور اہل دعوت کو اپنے روزہ رکھنے کی اطلاع دیدے تاکہ انہیں نہ کھانے کا عذر معلوم ہو جائے۔

۱؎ (فتح الباری ج۹ ر ۲۴۳) ۲؎ سورۃ محمد (۳۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حالت: دوسری حالت یہ ہے کہ مدعو کا روزہ نفلی ہو تو جب اسے کھانے کی دعوت دی جائے تو واجبی طور پر وہ دعوت منظور کرے اور اس کے لئے روزہ توڑ دینا اور رکھنا دونوں جائز ہے لیکن اگر نہ کھانے کی صورت میں داعی کی دل شکنی ہوتی ہو تو افضل یہ ہے کہ روزہ توڑ دے تاکہ اس کے بھائی کا دل خوش ہو جائے بصورت دیگر روزے کا پورا کرنا توڑنے سے بہتر ہے۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے ایک دعوت میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مجلس کے ایک کنارے بیٹھا ہوا ہے اور پوچھنے پر کہا کہ میں روزے سے ہوں، تب آپ نے اس سے فرمایا تمہارے بھائی نے تمہاری دعوت کی اور تمہارے لئے کھانے کا اتنا تکلف کیا لہٰذا تم کھاؤ اور آج کے روزے کے بدلے کسی اور دن روزہ رکھ لینا۔[۱]

اور اس کے روزے کے آداب میں سے ہے کہ وہ دعوت میں ضرور حاضری دے اور یہ سنت ہے کہ مدعو دعوت میں حاضری دے اور لوٹ آئے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے "**اذا دعی احدکم فلیجب فان کان صائما فلیصل وان کان مفطرا فلیطعم**" [۲] کہ آپ نے فرمایا جب تمہیں دعوت دی جائے تو اسے قبول کرو اگر روزہ دار ہو تو وہاں نماز پڑھے اگر روزہ نہ رکھے ہو تو کھانا کھا لے۔ یہاں نماز پڑھنے سے مراد دعا کرنا ہے۔ اور ابوداؤد میں **فلیصل** کے بجائے

---

[۱] السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۴/ ۲۷۹، الفتح ۹/ ۲۴۸ [۲] رواہ مسلم کتاب النکاح باب ۱۱ امر الی اجابۃ الداعی الی دعوۃ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلیدع ہے، یعنی دعا کرے اور دعوت میں حاضر ہونے والے کیلئے ضروری نہیں کہ وہ کھانا بھی کھائے خواہ وہ روزے سے نہ ہو۔ کیونکہ واجب تو صرف دعوت قبول کرنا ہے کیونکہ داعی نے اسے حاضری کا حکم دیا تھا اور روزہ نہ رکھنے کا وعدہ کیا تھا کھانے کا نہیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے جسے دعوت دی جائے اسے قبول کرنا چاہئے اگر چاہے تو کھانا کھائے نہ چاہے تو چھوڑ دے (سنن ابی داوٗد) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں، دعوت دینے والے کیلئے مناسب نہیں کہ وہ مدعو سے کھانا کھانے کیلئے اصرار کرے اگر وہ نفلی روزے میں کھانا کھانے سے انکار کرے، یا اسے افطار کی صورت میں کھانا کھانے پر مجبور کرلے۔ کیونکہ دونوں باتیں جائز ہیں داعی کو یہ نہیں چاہئے کہ وہ کھانا کھلانے پر قسم کھاجائے کہ ضرور کھانا پڑیگا۔ اور نہ ہی مدعو کیلئے مناسب ہے کہ جب وہ سمجھ لے کہ اس کے نہ کھانے پر بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں تو وہ روزہ کھول کر کھانا کھالے کیونکہ اسکا افطار کرلینا جائز ہے کیونکہ اگر کسی جائز کام کے ترک سے کوئی ممنوع کام لازم آتا ہو تو لازم ہے کہ اس جائز کام کو کرلیا جائے بلکہ بسا اوقات وہ جائز واجب ہوجاتا ہے۔[1]

(۸) ولیمے میں شریک نہ ہونے کے جائز عذر

یہ بحث گذر چکی ہے کہ شادی کے ولیمے کو قبول کرنا واجب ہے جب

---

[1] الاختیارات الفقہیہ لابن تیمیہ من الفتاوی ص ۲۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک اس کے لئے شرعی عذر یا شرعی مانع نہ ہو جیسے ایسی بری بات کا وجود جسے روکنا ضروری ہو اور روکنے کی طاقت نہ ہو تو اس عذر کی بنا پر اس برائی کے دور کرنے کا وجوب ہی ساقط ہو گیا، اور ان اعذار میں سے یہ سب ہیں مثلاً۔

(۱) یعنی آدمی ایسی جگہ بلایا جائے جہاں منکرات کا ارتکاب ہو رہا ہے جیسے وہاں شراب، باجا، رقص یا ڈھول وغیرہ ہو، اگر وہ ان منکرات کو دور کر سکتا ہو تو اسے وہاں ڈٹے رہنا چاہئے ورنہ نہیں۔

(۲) مدعو کے پاس کوئی شرعی عذر ہو جیسے وہ شخص جو جمعہ سے پیچھے رہ جانے کو جائز سمجھتا ہو، شدید بارش یا کیچڑ، یا دشمن کے خوف، یا مال کے خوف یا بیماری یا کسی رشتہ دار کی بیمار پرسی وغیرہ سے۔

(۳) یا کسی دینی کام کی وجہ سے یا اس کی موجودگی سے تکلیف پہونچے گی جیسے وہ شخص جس کا کام ہو لوگوں کی عزت و آبرو کی کھوج لگاتا ہو۔

(۴) وہ شخص صرف اغنیاء کو دعوت دے فقراء کو نہیں۔

(۵) یا یہ کہ شادی کے تیسرے دن اس کو بلایا گیا ہو کیونکہ یہ مجلس محض دکھاوے اور پروپیگنڈے کی ہے۔

(۶) ولیمے کا داعی ایسا شخص ہو جو حرام کھانے سے پرہیز نہ کرتا ہو اور مشتبہ چیزوں میں دخل دیتا ہو۔

(۷) اسے کسی ذمی نے دعوت دی ہو جس کی دعوت کو قبول کرنا وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکروہ سمجھتا ہو، کیونکہ مقصد تو یہ ہے کہ ذمیوں کو ذلیل کیا جائے اور شبہے سے دور رہا جائے۔یا وہاں کوئی حرام چیز ہو جس میں پڑ جانے کا اسے خوف ہے البتہ اگر لوگوں کو وہاں اللہ کے دین کی طرف دعوت دینے کی مصلحت ہو تو ٹھیک ہے۔

(۸) یا ماتم کے ولیمے کی دعوت دی گئی ہو جسے قبول کرنا مکروہ ہو یا ایسی دعوت میں شرکت کیلئے بلایا گیا ہو جو صرف پروپیگنڈے یا ریاکاری کیلئے منعقد کی گئی ہو ایسی دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔

(۹) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ بے نمازی پر سلام کرنا جائز نہیں اور نہ اس کی دعوت قبول کرنی چاہیے۔

(۱۰) یا اسے کوئی ایسا فضول خرچ شخص بلائے جس کی مجلس میں گانے بجانے کے سامان ہوں یا پورے جانوروں کی تصاویر ہوں جنکا سایہ پڑتا ہو جو دیر تک ٹھیرا رہتا ہو، بخلاف ناقص العضو حیوان کے جو زندہ نہ رہ سکتا ہو یا جس کا سایہ نہ پڑتا ہو۔ جیسے کسی کاغذ پر یا دیوار پر نقش ہو۔اور حرام کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے اور غیر جاندار کی تصویر جیسے کشتی درخت ان کی تصاویر میں کوئی حرمت نہیں۔

(۱۱) اور دعوت کی قبولیت میں عذر لنگ کا ہونا جیسے زبردست بھیڑیا جب آدمی اس جگہ پہونچے تو دروازہ بند ہو۔ وغیرہ واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں بعض دلائل کا بیان

(۱) ابوداؤد نے اپنی سنن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: **نهى رسول الله ﷺ عن مطعمين عن الجلوس على مائدة يشرب عليها الخمر ويا كل الرجل وهو منبطح على بطنه** "نبی ﷺ نے دو کھانوں سے منع فرمایا ہے اس دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا جس پر شراب پی جارہی ہو۔ اور یہ کہ آدمی پیٹ کے بل لیٹے ہوئے کھائے۔[۱]

(۲) اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اپنی سند سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **الوليمة اول يوم حق والثانى معروف واليوم الثالث سمعة ورياء** "ولیمہ پہلے دن حق ہے دوسرے دن نیکی ہے، اور تیسرے دن پروپیگنڈہ اور ریاکاری ہے۔[۲]

(۳) اور سنن میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **نهى رسول الله ﷺ عن طعام المتباريين أن يوكل** "نبی ﷺ نے دو مقابلہ کرنے والوں کے کھانوں سے منع فرمایا ہے۔[۳]

اور امام خطابی نے "متباریان" کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کارناموں سے ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی کوشش کرنے

---

[۱] رقم ۳۷۷۴ کتاب الاطعمہ [۲] ایضاً رقم ۳۷۴۵، [۳] ابوداؤد ۳۷۵۴ الاطعمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ہیں۔ اور کہا کہ بعض علماء کو ایسے لوگوں نے دعوت دی تو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ سلف صالح کو جب دعوت دی جاتی تھی تو وہ قبول کر لیا کرتے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو بھائی چارگی اور غم خواری کیلئے دعوت دیتے تھے اور تم لوگ باہم فخر اور بدلہ بازی کیلئے دیتے ہو۔[۱]

(۴) اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصاویر تھیں جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے آثار دیکھے۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے آپ کیلئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس کو تکیہ بنائیں۔ تب آپ نے فرمایا ان تصویروں والے لوگوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا اس کو زندہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا جن گھروں میں تصاویر ہوتی ہیں ان میں فرشتے نہیں آتے۔[۲]

امام بغوی نے شرح السنہ میں کہا ہے[۳] اس حدیث میں اس بات کی

---

[۱] معالم السنن للخطابی ج ۴/ ۱۳۲ [۲] صحیح البخاری ۵۱۸۱ کتاب النکاح باب هل يرجع إذا رأى منكرا في الدعوة [۳] ۹/ ۱۴۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل ہے کہ جس کو کسی ولیمے میں دعوت دی جائے اور اس میں بہت سی ناگوار اور لہو ولعب کی چیزیں ہوں تو واجب ہے کہ اس دعوت کو قبول نہ کیا جائے ہاں اگر ایسی بات ہو کہ اس شخص کے وہاں جانے اور اس کے منع کرنے سے وہ چیزیں ہٹادی جائیں"۔

لیکن اگر وہاں کچھ نقش ونگار اور درختوں کی تصویریں ہوں تو ان میں کچھ حرج نہیں، کیونکہ یہ نقش ونگار جیسے کپڑوں میں دھاریاں اور لکیریں ہوتی ہیں اور اگر اس میں جانوروں کی تصویریں ایسی جگہ ہوں جو روندی جاتی ہوں اور تکیے اور گدے ہوں تو انکا استعمال جائز ہے، اور اگر وہ پردوں یا دیواروں یا ایسی جگہ ہوں جن کو روندا نہ جاتا ہو اور انکا ہٹانا ممکن ہو یا ان کا سر کاٹ دینا ممکن ہو تو ایسا کریں اور اس پر بیٹھیں اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اس مکان سے واپس لوٹ آئیں اور وہاں نہ بیٹھیں۔ اور یہی اکثر علماء کی رائے ہے۔

لیکن دیواروں کے پردے جو بغیر تصویر کے ہوں اگر وہ گرمی یا سردی سے بچانے کیلئے لگائے گئے ہوں تو کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ ضرورت کے مطابق استعمال کئے جارہے ہیں۔ تو دیواروں کے پردے اور بدن پر پہنے کپڑے دونوں برابر ہیں۔ لیکن اگر وہ بلاضرورت ہوں تو مکروہ ہیں۔ اور دعوت سے لوٹ آنے اور دعوت نہ قبول کرنے کیلئے صحیح عذر ہیں۔ اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد کے زمانے میں شادی کی تو میرے والد نے لوگوں کو دعوت دی ان میں حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ بھی ہم سے اجازت لینے والوں میں سے تھے اور لوگوں نے میرے گھر کو سبز بستروں اور تکیوں سے سجا رکھا تھا حضرت ایوب رضی اللہ عنہ ذرا جلدی آگئے اور انہوں نے گھر میں جھانک کر دیکھا کہ گھر سبز تکیوں اور گدوں سے سجا ہوا ہے تو انہوں نے پوچھا عبداللہ کیا تم دیواروں کو پردہ لگاتے ہو، تو میرے والد نے شرم سے کہا ابوایوب ہم پر عورتوں نے غلبہ کرلیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا، کس کے بارے میں مجھے ڈر ہے کہ عورتوں نے اس پر غلبہ کرلیا ہے میں تو آپ کے بارے میں نہیں ڈرتا تھا کہ اس پر عورتیں غالب آجائیں گی۔ پھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **لا اطعم لکم طعاما و لا أدخل لکم بیتا ثم خرج** [۱]

امام بغوی نے شرح السنہ ج۹/ ۱۴۷ میں فرمایا۔ اسی طرح اگر کسی ایسے شخص نے تمہیں دعوت دی جس کا اکثر مال حرام کا ہو، یا جس کے بارے میں تم کو اطمینان نہ ہو کہ اس کی دعوت قبول کرنے سے تمہارے دین یا دنیا میں کوئی نقصان پہونچے گا تو تم اس کی دعوت قبول نہ کرو۔ [۲]

---

(۱) سنن البیہقی ج۷/ ۲۷۲ اور اسے بخاری نے اپنی صحیح میں معلقا روایت کی ہے اور کتاب النکاح میں باب ہل یرجع اذا رای فی البیت منکرا فی الدعوۃ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گھر میں تصویر دیکھی تو لوٹ گئے۔ اور محدث الالبانی نے طبرانی کی اس سند کو عمدہ کہا ہے آداب الزفاف ص ۱۰۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ۔ (۲) شرح السنہ ج۹/ ۱۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کی محفلوں میں اسراف کرنیکی ممانعت

اسلام کی کچھ تعلیمات مسلمانوں کی پرائیویٹ زندگی کے بارے میں ہیں جن کے ذریعے اسلام نے ان کی بدنی اور مالی اور نفسیاتی حالت کی تنظیم کی ہے اور انہیں بڑی کریمانہ بنیادوں پر قائم کیا ہے اور یہ وہ آداب ہیں جو ان کے کھانے پینے پہننے رہنے اور ان تمام معاملات میں جن کے لئے وہ اس دنیاوی زندگی میں کوشش کرتے ہیں۔ جو وہ نہ تو بدترین قسم کی درویشی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور نہ ہی انتہائی مادیت کی طرف بلکہ وہ درمیانہ قسم کی اعتدال پسندی پر قائم رہتے ہیں جن میں نہ فضول خرچی ہے نہ بخالت۔

اور قرآن کریم کی ۲۲ بائیس آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کی مذمت فرمائی ہے اور فضول خرچی کرنیوالوں کو معیوب قرار دیا ہے اور انہیں آیتوں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے۔

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما (الفرقان ٦٧) اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ وہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخالت کرتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

اور اللہ نے فرمایا **یبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولاتسرفوا انہ لایحب المسرفین۔ (الاعراف ۳۱)** اے بنی آدم ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو سنوارو اور کھاؤ پیؤ اور بیجا نہ اڑاؤ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ بیجا اڑانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور نبی ﷺ نے فضول خرچی اور خود پسندی اور تکبر سے ڈراتے ہوئے فرمایا ہے۔

کلوا واشربوا وتصدقوا فی غیر سرف ولا مخیلۃ ان اللہ تعالی یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ (رواہ النسائی کتاب الزکاۃ)

کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو نہ فضول خرچی کرو نہ گھمنڈ اللہ چاہتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے کے اوپر دیکھے۔

اور ان کے علاوہ دوسری آیات اور احادیث ہیں جو میانہ روی پاکدامنی اعتدال کی ترغیب دلاتی ہیں اور اس اسراف اور فضول خرچی سے نفرت دلاتی ہیں۔

لیکن افسوس جس طرح مہر کی زیادتی کی وبا عام ہوگئی اسی طرح فضول خرچی اور شادی کی مجلسوں میں بیجا اسراف بھی عام ہو گیا۔ اور لوگ بے انداز اپنے مالوں کے خرچ کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ آرائی کرنے لگے اور بہت سے حرام کام اور بدعات کا چلن عام ہو گیا۔ جیسے تصویر اور عورتوں مردوں کا اختلاط، اور لاؤڈا سپیکر کے ذریعے گانے والوں اور گانے والیوں کی آواز کو بلند کرنے اور لہو ولعب کے آلات کا استعمال اور ممنوع اور حرام چیزوں میں اپنی کمائی خرچ کرنے کا رواج بڑھ گیا جس کے سبب بہت سے نوجوان کنوارے ہی رہ گئے۔ کیونکہ انہیں شادی کے ان ناقابل برداشت اخراجات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداشت کرنے کی استطاعت نہیں۔ حالانکہ ان تکلفات کی کچھ ضرورت نہیں اور یہ شادی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہیں جنہیں شادی کیلئے ضروری لوازمات میں شامل کر لیا گیا ہے جس سے اسلام بالکل بری ہے۔ تو آج جو کچھ بعض لوگ کر رہے ہیں یعنی شادی کے ولیمے میں بچاس یا چالیس، ذبیحے کر رہے ہیں اور بسا اوقات اس میں نوجوان اونٹ کا ذبیحہ کرتے ہیں اور اس پر مستزاد چاول، پھل، مٹھائیاں، حلاوے، تحائف، وغیرہ فضول خرچیاں کر رہے ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ بہت کم آتے ہیں اور کھانے پینے کی بے شمار چیزیں کوڑے خانوں اور وادیوں میں پھینک دی جاتی ہیں جبکہ فقیر و محتاج سخت ضرورت مند اپنے ہاتھ پھیلائے ہی رہ جاتے ہیں بس اللہ مددگار ہے۔ اولاً تو زائد کھانا تیار کرنے سے پرہیز کیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو اسے یتیم خانوں اور فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنے کیلئے بھیج دینا مناسب ہے۔

اور شادی خانوں میں ایک عام عادت پیسے اور چھوہارے اور بادام شکر اور حلاوے لٹائے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا حکم یہ ہے کہ یہ شادی یا اور کسی موقع پر آپس میں ان کو حاصل کرنے کیلئے جو لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے اور انہیں اس غیر مہذب طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے یہ سب انتہائی چھوٹی اور چھچھوری چیزیں ہیں جس کی بنا پر کچھ لوگ پاتے ہیں کچھ محروم رہ جاتے ہیں لہٰذا ان کا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کی مبارکباد اور شوہر کیلئے دعا

تہنیت کی مشروعیت کی حکمت

اور شریعت اسلامیہ کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ کسی مسلمان کو جو خیر و برکت حاصل ہو اس پر ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور اس کے لئے برکت اور نعمت الٰہی کی ہمیشگی اور اس کے لئے شکر کی دعا کرتا ہے اور اسی لئے نبی ﷺ شادی کرنے والے کو برکت اور دوام توفیق اور ازدواجی زندگی کی طوالت کیلئے دعا فرمایا کرتے تھے۔

مبارکباد دینے والا اپنے بھائی سے کیا کہے؟۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی شادی کرنے والے کو مبارکباد پیش کرتے تھے تو فرماتے تھے **بارك الله لك وبارك عليك وجمع بينكما في الخير** رواه (الخمسة الا النسائی وصححه الترمذی)[1] اللہ تمہیں برکت دے، اللہ تمہارے اوپر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر و برکت میں اکٹھا رکھے۔

لہٰذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ نبی ﷺ کی اقتداء کرے اور اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے برکت اور بہتر زندگی گذارنے اور محبت کا

---

(۱) سنن ابی داؤد (۲۱۳۰) سنن الترمذی (۱۰۹۱) کتاب النکاح باب مایقال للمتزوج، سنن ابی ماجہ (۱۹۰۵) فی النکاح باب تہنئۃ النکاح المسند ۲/ ۳۸۱، للامام احمد وھو حدیث صحیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمال اور استقامت کیلئے دعا کرے، اور ان الفاظ سے ادھر ادھر نہ ہٹے جیسا کہ آج کل کچھ لوگ شادی کی مبارکباد میں اپنی زبانی جمع خرچ کرتے ہوئے اپنے جملوں میں مبارکباد دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں بالرفاء والبنین "یہ ایک بری عادت ہے جس کا ختم کرنا ضروری ہے"۔ اور یہ بدترین گمراہی اور بری عادت دور جاہلیت میں عام ہوئی اور یہ ایک جاہلی مبارکباد ہے جو اس وقت ایک علامت بن گئی ہے اور ایک طرح کی دعا ہو گئی ہے جو اپنی شادی کی مبارکبادیوں میں ایک دوسرے کو پیش کرتے ہیں۔ اس کا انجام دراصل دینی احکام سے ناواقفیت اور نبی ﷺ کی سنت سے دوری ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ شادی کرنے والے کو بالرفاء والبنین کی دعا دینے کے اس طریقے سے ممانعت کی حکمت اہل جاہلیت کی مخالفت کرنی ہے کیونکہ اہل جاہلیت یہی دعا شادی کرنے والے کو دیا کرتے تھے اور مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں صرف بیٹوں کیلئے دعا ہے بیٹیوں کیلئے کوئی ذکر نہیں۔ اور ایک حکمت یہ بھی ہے اس میں صرف بیٹے کیلئے دعا ہے شادی کرنے والے کے حق میں کوئی دعا نہیں اور ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں نہ تو اللہ کا نام ہے نہ اس کی حمد وثنا ہے جس کا وہ حقیقی حقدار ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم صرف ان الفاظ کو استعمال کریں جو نبی ﷺ نے استعمال فرمائے ہیں جو سراسر خیر و برکت ہیں اور حمد الٰہی سے بھرپور ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہنی مون کی رسم

ہنی مون کی رسم بدترین عادت اور کھلی ہوئی برائی ہے۔ اس رسم کو اسلامی سوسائٹی میں اس سے پہلے کوئی نہیں جانتا تھا اور ہنی مون یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو لیکر رخصتی سے پہلے یا اس کے بعد کسی دوسرے شہر میں چلا جاتا ہے۔ اور وہاں کسی ہوٹل میں قیام کرتا ہے۔

بلاشبہ "ہنی مون" ان بری عادتوں میں سے ہے جو مسلم سماج میں سرایت کر گئی ہیں اور یہ ایک اندھی تقلید بن گئی ہے جس کے مرتکب فساق وجہال ہو رہے ہیں خواہ ان کے حالات کیسے ہی ہوں، اول تو شرک وکفر کے مقامات اور شہروں میں جانا خود فعل حرام ہے اور ہنی مون بھی کوئی مباح اور جائز عمل نہیں ہے کیونکہ اول تو یہ بلاضرورت ہے اور ان ہنی مون کے دنوں میں جس طرح نوجوان جوڑے بدمستی کرتے ہیں وہ کسی طرح جائز نہیں۔ بلکہ اس سے شادی کی قباحت میں مزید اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ طرح طرح کی خرابیاں اور بدترین مفاسد پائے جاتے ہیں۔ اور ان غیر اخلاقی باتوں کا اثر میاں اور بیوی دونوں پر پڑتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر ان مسیحیوں کی عادات اور اطوار سے متاثر ہو کر اپنے دین اور اسلامی تعلیمات سے غافل اور بیگانہ ہو جاتا ہے اور اپنی خاندانی روایات کو بھول جاتا ہے اور بسا اوقات وہ ایسی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے جو محض کفار کی ان عادتوں کی نقل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی بنا پر پیدا ہوتی ہیں اور کبھی وہ کسی بیماری یا دشمن کی بدنیتی وغیرہ بہت سی مصیبتوں کا شکار ہو جاتا ہے اور ہنی مون کے درمیان عورت بھی کبھی کبھی کفار کی بری عادتوں کی شکار ہو جاتی ہے جس کی بنا پر اپنی گردن سے دین اور شرم وحیاء کی رسی نکال دیتی ہے اور اپنے شہری اخلاق وعادات سے بے نیاز ہو جاتی ہے اور اپنی سہیلیوں اور خاندانی اور قبیلے کی لڑکیوں کے طور وطریقے چھوڑ دیتی ہے، اور ہنی مون کے درمیان ہی وہ آوارگی بے پردگی اور بداخلاقی کی راہ پر لگ جاتی ہے جس کی صرف اور صرف یہی ایک وجہ ہے کہ اس نے شادی ہوتے ہی ہنی مون کی اندھی تقلید کر کے ان کی راہ اختیار کر لی جو سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور جنہیں دین اسلام کی روحانی تعلیمات کا شعور تک نہیں ہے۔ اللہ ہمیں اپنی عافیت میں رکھے۔

میری رائے کے مطابق تنبیہ وعلاج

میں نے ان بری عادات اور کھلی ہوئی منکر اور ناگوار باتوں میں سے کچھ کی طرف تنبیہ کر دی ہے جن کو مسلمان غیر مسلموں کی تقلید میں کرتے ہیں اور ان کے خاندانوں میں یہ باتیں آچکی ہیں۔

افسوس مسلمان شادی بیاہ کی ان مباح باتوں میں دوسرے غیر مسلموں کی تقلید کرتے ہیں جن سے ان کی مشابہت اور نقل کا فتنہ ظاہر ہوتا ہے حالانکہ ان تمام باتوں سے بچنا ہر مسلمان کیلئے ضروری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جبکہ بہت سی حرام باتوں اور اسلام کے احکام و آداب کے مخالف امور کی تقلید میں حد سے تجاوز کر چکے ہیں۔ اور جبکہ مسلمان اپنے گھروں میں اپنی پاکیزہ عادات اور صالح تقالید پر چل رہے ہیں اور شریعت اسلامیہ کے قواعد وضوابط کی مصلحت پر عمل کر رہے ہیں۔

اور ہم نے بہت سی باتوں میں ایسی مثالیں دیکھی ہیں جن میں سے ایک عادت تو ایسی ہے جو بڑی وحشتناک صورت میں عام ہوتی جارہی ہے اور مسلمان ملکوں میں اس کا رواج عام ہوتا جارہا ہے، کہ شادی کے رشتے طے ہونے کی مدت میں مرد و عورت کے درمیان تعلقات کی رسی ڈھیلی کردی جاتی ہے اور خاطب اور مخطوبہ دونوں کے درمیان خفیہ ملاقات، بلکہ چھوٹے موٹے باہمی سفر، اور تفریحی ملاقات اور ٹیلی فون پر بات چیت، اور پرائیوٹ ملاقات یہ سب کچھ اس بہانے سے کہ دونوں جوڑوں کو آپس میں ملنے اور ایک دوسرے سے واقف ہونے کا موقع دیا جائے۔

اور اسی طرح دوسرے واہیات بہانے بنا کر انہیں آپس میں گھلنے ملنے دیا جاتا ہے جسے لوگ شادی کی انگوٹھی کی اصطلاح سے یاد کرتے ہیں۔ سونے کی انگوٹھی عورت کیلئے تو خیر جائز ہے لیکن شادی کی مناسبت سے مرد کیلئے سونے کی انگوٹھی کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ جس کی حرمت کیلئے تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث نص قطعی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شادی کے موقع پر دوسری اندھی تقلید کا مظاہرہ جو کیا جاتا ہے اس میں شوہر پر لمبی مہر تحفے تحائف سامان وغیرہ کا بوجھ ڈالنا ہے۔ اور شادی کی عظیم الشان محفل کا قیام ہے جو عموماً، محلوں، ہوٹلوں، پنڈالوں میں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ جن میں بے شمار حرام باتوں، خلاف شرع امور، جیسے فضول خرچی، بے حیائی، بے پردگی، بیہودگی کا رواج عام ہوتا ہے، اور ان بری باتوں اور ناگوار رسموں کے بعد جو چیز سامنے آتی ہے وہ ''ہنی مون'' ہے۔ ان باتوں کا علاج ہمارے ذمہ ہے۔ جن کو حل کئے بغیر ان کے برے نتائج سے بچنا مشکل ہے۔

اور میرے خیال میں مسلمانوں کے ان حالات کی عملی اصلاح اور ان کی مشکلات کا علاج کرنے کیلئے ہمیں ان باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے سب سے پہلے یہ کام دعاۃ، مبلغین، مصلحین، فکری نمائندے، اور اہل دعوت واصلاح کا ہے جو اپنی مختلف صلاحیتوں اور اپنے مختلف میدان عمل میں اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ اپنی دعوت وارشاد اور حق گوئی اور باطل کی تردید اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حقائق کی وضاحت اور ان بری عادات کی تردید اور خلاف شرع باتوں کی تردید اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کے جذبات کی روشنی میں لوگوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے اور ظاہر وباطن میں ان کی تطبیق کرنے کی تاکید کریں۔ تاکہ یہ سماجی مسائل صرف ذہنی اور فکری مسئلے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے نہ اختیار کیے جائیں جن کا عوام الناس کی زندگی پر کوئی اثر اور ربط نہ ہو بلکہ وہ محض ایک ذہنی اور فکری مسئلے کی حیثیت سے یاد کیے جاتے رہیں اور لوگ ان کا کوئی عملی اثر عوامی زندگی میں نہ دیکھیں۔ اور تمام ذمہ دار حضرات کا فرض ہے کہ وہ اپنی بچیوں اور بچوں کے بارے میں اللہ سے ڈریں اور ہمیشہ ان کے بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھیں۔

شب عروسی کے آداب اور زوجین کے درمیان ازدواجی زندگی کا بیان۔(۱)

اس فصل میں شب عروسی میں زوجین کیلئے مناسب باتوں کا ذکر ہے اور صحبت کے بعض آداب اور زوجین کے درمیان ازدواجی زندگی کے ضروری مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

شب عروسی اور بیوی کے پاس جانے کے آداب

شوہر جب اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے حسب ذیل امور کا کرنا مستحب ہے۔

(۱) بیوی کو دودھ یا حلوا پیش کرنا۔ بیوی کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے، مثلاً اسے کچھ پینے یا مٹھائی وغیرہ کی چیزیں پیش کرے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک اسماء بنت یزید بن السکن کی یہ صحیح حدیث مروی ہے۔ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ

(۱) اعشرۃ النساء للنسائی اور الانشراح فی آداب النکاح لابی اسحق الحوینی و آداب الزفاف للشیخ الالبانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کیلئے بنایا سنوارا پھر میں انہیں آپ کے پاس لیکر آئی اور میں نے آپ کو بلایا کہ آپ دلہن کو دیکھیں چنانچہ حضورؐ تشریف لائے حضرت عائشہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پھر آپ کے پاس ایک بڑا پیالہ لایا گیا جس میں دودھ تھا۔ آپ نے اس میں سے پیا پھر آپ نے پیالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا۔ انہوں نے سر جھکا لیا اور شرما گئیں، تب اسماء بنت یزید نے انہیں ڈانٹا اور کہا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے پیالہ لے لو تب انہوں نے لیکر اس میں سے کچھ پیا۔ [1]

(۲) بیوی کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنا۔

دوسرا ادب یہ ہے کہ شوہر اپنا ہاتھ بیوی کے سر پر رکھ کر اس کے لئے دعا کرے جس کی دلیل یہ صحیح حدیث ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے **اذا تزوج احدکم امرأة اواشتری خادما فلیأخذ بناصیتها ولیسم الله عزوجل ولیدع بالبرکة ولیقل اللهم انی أسألك من خیرها وخیر ماجبلتها علیه** "جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرے یا کوئی خادم خریدے تو اس کی پیشانی کو پکڑ کر بسم اللہ کہے اور اس کے لئے برکت کی دعا کرے اور کہے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس عورت کی بھلائی کا اور اس بھلائی کا جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے"۔ [2]

(۱) مسند احمد ۶/۴۳۸۔۴۵۲ (۲) رواہ البخاری فی خلق افعال العباد ص ۷۷ وابوداؤد (۲۱۶۰) فی النکاح باب فی جامع النکاح ورواہ ابن ماجہ ۱/ ۵۹۲، والحاکم فی المستدرک ۲/ ۱۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) تیسرا ادب دو رکعت نماز پڑھنا۔

عورت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے اس کا ذکر سلف صالح سے منقول ہے، جس میں ابو سعید مولیٰ ابو اسید کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے کہا کہ میں نے شادی کی اور میں غلام تھا میں نے نبی ﷺ کے کچھ اصحاب کرام کو دعوت دی جن میں عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حذیفہؓ تھے۔ اور نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو حضرت ابوذرؓ آگے بڑھے تو لوگوں نے کہا تم پڑھاؤ۔ میں نے کہا ایسا، لوگوں نے کہا ہاں، ابو سعید کہتے ہیں کہ میں آگے بڑھا اور میں ایک غلام تھا۔ لوگوں نے مجھے سکھایا، اور کہا جب تمہارے گھر تمہاری بیوی آئے تو دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر تم اللہ سے اپنی بیوی کی بھلائی کیلئے دعا مانگو۔ اور اس کی برائی سے پناہ چاہو۔ پھر آگے معاملہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا ہے۔ [1]

(۴) چوتھا ادب مسواک کرنا۔

یہ مستحب ہے کہ بیوی کے پاس جانے سے پہلے مسواک کر لے تاکہ منہ صاف رہے۔ ہو سکتا ہے منہ سے بدبو آتی ہو، اور یہی حکم عورت کیلئے بھی ہے۔ یا مسواک کے علاوہ برش یا ٹوتھ پیسٹ وغیرہ استعمال کر لے، تاکہ اس کے ذریعے دائمی محبت اور پیار پیدا ہو۔ اس کی طرف شریح بن ہانی کی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے شریح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے

(۱) اوردہ الشیخ الالبانی فی "آداب الزفاف" ص ۹۴ وعزاہ لابن ابی شیبہ وقال سندہ صحیح ابی سعید۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تھے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ابتداء مسواک سے کرتے تھے۔[۱]

(۵) پانچواں ادب: ہمبستری سے پہلے دعا پڑھنا۔

جب آدمی اپنی بیوی کے پاس آئے تو یہ دعا پڑھے۔ بسم الله اللهم جنبني الشيطان وجنب الشيطان مارزقتني "اے اللہ مجھے شیطان سے بچا، اور مجھے جو اولاد دے اس کو شیطان سے بچا۔ اس دعا کا بڑا فائدہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کے آخر میں فرمایا۔ "اگر اللہ نے میاں بیوی کے درمیان کسی اولاد کا فیصلہ کیا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔[۲]

تنبیہ۔ شوہر کو حق ہے کہ اپنی بیوی سے صرف اس کی شرمگاہ میں صحبت کرے۔ خواہ کسی طرح سے کرے اس پر مسلم کی وہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ جب آدمی اپنی بیوی کے سامنے حصے میں اس کے پچھلے حصے کی طرف سے آئے تو بچہ احول یعنی آنکھ کا ٹیڑھا پیدا ہوتا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ نساء کم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم (البقرة ۲۲۳) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ۔ امام زہری نے

---

[۱] رواہ مسلم (۲۵۳) کتاب الطہارۃ باب السواک (۲) رواہ البخاری (۱۵۶۵) ج۹/ ۲۲۸ نقصان نہ پہونچانے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ شیطان صحبت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ ابن حجر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں کہا اگر چاہو تو چہرے بل اوندھا کر کے یا اس کے بغیر لیکن ہو اس مخصوص سوراخ میں اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سامنے سے کر دیا پیچھے سے لیکن دبر سے بچو اور حالت حیض سے۔

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے (السنن ۲۱۶۴ فی النکاح) کہ اس مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کہ خواہ سامنے ہو خواہ پیچھے سے ہو خواہ لیٹ کر ہو لیکن بچہ پیدا ہونے کی جگہ میں ہو۔

اور ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس ہدایت اور حکم کی مخالفت سے بچنا چاہئے کیونکہ اس بارے میں سخت وعید اور تاکیدی تنبیہ بلکہ دھمکی آئی ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ من اتی حائضا او أمرأة فی دبرها فقد کفر [1] "جو شخص کسی حائضہ یا کسی عورت کی دبر میں صحبت کرے گا تو اس نے کفر کیا۔

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں جماع کرتا ہے تو آپ نے فرمایا "یہ کفر ہے" (رواہ النسائی فی عشرۃ النساء ۱۱۸) اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اس برے فعل کے بہت سے صحی اور نفسی نقصانات مردوں اور

(۱) رواہ النسائی فی عشرۃ النساء، رقم ۱۳۰) ورواہ ابوداؤد ۳۹۰۴ فی الطب والترمذی فی الطہارۃ باب ماجاء فی کراہیۃ بیان الحائض، وابن ماجہ فی الطہارۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں دونوں کیلئے بیان کئے ہیں۔ اور یہ کہ یہ عمل مزاج اور ذوق سلیم دونوں کیلئے قبیح اور ناگوار ہے اور اس سے میاں بیوی کے درمیان فکر اور غم اور نفرت اور باہمی بغض پیدا ہوتا ہے اور اس سے حیاو شرم اور فطری خوبیاں اور اچھائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور اس سے دل تنگ ہوتا ہے چہرے پر سیاہی اور بے نوری پیدا ہو جاتی ہے اور دل کا نور مٹ جاتا ہے اور دوسرے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔

اور مستحب یہ ہے کہ آدمی بیوی سے جماع سے پہلے لطف وپیار کی باتیں کرلے۔ اور اسی لئے بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جابر بن عبداللہ نے جب شادی کی تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کہ بیوی کنواری ہے یا ثیبہ ہے اور جب انہوں نے جواب دیا کہ ثیبہ ہے تو آپ نے فرمایا، تمہیں کیا ہو گیا کنواری ہوتی اور اس کو چومتے اور چوستے اور ایسا ہنسی کھیل اور بوسہ لینے کے وقت ہوا کرتا ہے۔ اس کی طرف حافظ بن حجر نے فتح الباری ج ۹/ ۱۲۱ میں اور قرطبی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

جب مرد اپنی حاجت پوری کرلے تو اٹھ کر الگ نہ ہو جائے جب تک کہ بیوی کا ارمان بھی نہ پورا ہو جائے۔ اس سے آپسی رہن سہن اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اور اگر دوبارہ صحبت کرنے کی طاقت ہو تو وضو کرلے کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے جب تم اپنی بیوی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحبت کرلو اور پھر دوبارہ کرنا چاہو تو وضو کرنا چاہئے۔ (رواہ مسلم ۳۰۸ کتاب الحیض) اور شیخ البانی نے اپنی کتاب آداب الزفاف (۱۰۷) میں مزید لکھا ہے "کہ وضو کرنا دوبارہ صحبت کرنے کیلئے زیادہ نشاط کا باعث ہے"

تنبیہ: جب حیض کے ایام ختم ہو جائیں تو عورت کو چاہئے اپنے خون کی جگہ مشک ملا ہوا کپڑا رکھ لے تاکہ خون کی مکروہ بدبو ختم ہو جائے۔ جس کی طرف نبی ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے جب آپ سے ایک عورت نے غسل حیض کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا مشک لگا ہوا کپڑا رکھ لو اور اس سے خود کو پاک کرلو۔ (رواہ البخاری کتاب الحیض (۳۱۴)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خوشبو استعمال کرنے کا مقصد ہے کہ خون کی مکروہ بدبو ختم ہو جائے جو ہر غسل کرنے والی کیلئے مستحب ہے خواہ حیض کا غسل ہو یا نفاس کا۔ اور جو اس کو بآسانی کر سکتی اسے نہ کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر مشک نہ مل سکے تو عام خوشبو اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو پانی سے دھونا ہی کافی ہے۔ (فتح الباری ۱/۴۱۶)

اور جب شوہر اپنی بیوی سے خواہش پوری کرلے تو میاں بیوی دونوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اسی کپڑے میں سو جائیں۔ اور اپنے کپڑے کو وہ پونچھ لیں پھر چاہیں تو دونوں اسی کپڑے میں نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورت اگر عقلمند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اس کو چاہئے کہ جب اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو ایک کپڑا لیکر اپنے جائے مقام کو پونچھ لے اور شوہر بھی ایسا ہی کرے، اور جب تک ان کو جنابت نہ ہو اسی کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہیں۔ (رواہ البیھقی ۱/۴۱۱، والذہبی فی سیر اعلام النبلاء ۹/ ۲۸۳)

اور حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے اپنی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ جس کپڑے میں تم سے جماع کرتے تھے اسی میں نماز بھی پڑھتے تھے انہوں نے کہا، ہاں بشرطیکہ اس میں گندگی نہ دیکھتے (رواہ ابوداؤد) [1]

اور مرد عورت کی شرمگاہ اور عورت مرد کی شرمگاہ دیکھ سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ جب ہم دونوں جنبی ہوتے تو ایک برتن سے دونوں غسل کرتے۔ [2]

اور جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو اس کے لئے واجب ہے کہ بغیر تاخیر کے اس کے پاس چلی جائے۔ خواہ اس کو اس کی حاجت نہ ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے میرے رب کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عورت اپنے رب کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق نہ ادا کرے خواہ شوہر اس کو اس وقت بلائے جب وہ اونٹ پر سوار ہو۔ [3]

---

(۱) رواہ ابوداؤد ۳۶۶۔ والنسائی ۱/ ۱۵۵۔ وھو حدیث صحیح، (۲) رواہ البخاری (۲۵۰) کتاب الغسل باب غسل الرجل مع امرأتہ (۳) رواہ الامام احمد ۴/ ۳۸۱ وابن ماجہ ۱/ ۵۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ اگر عورت اونٹ پر سوار ہو اور مرد اس کو قضاء حاجت کیلئے بلائے جب بھی وہ انکار نہ کرے تب کسی اور حالت میں کیسے انکار کر سکتی ہے۔

اور اگر مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر سے دور ہو کر رات بسر کرے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ "یہاں تک کہ وہ شوہر کے پاس چلی جائے"۔[1]

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو آدمی اپنی بیوی کو اپنے بچھونے کی طرف بلائے اور وہ انکار کرے تو آسمان پر رہنے والی ذات یعنی اللہ اس پر اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک کہ وہ اس کے پاس چلی نہ جائے اور اس کو راضی نہ کر لے، میں کہتا ہوں، جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے وہ اس عظیم تنبیہ کو سن لینے کے بعد اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اس پر ایمان و یقین کر لے۔

اور مومن کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھے اگر اس کی نگاہ کسی عورت پر پڑ جائے تو اس کو پھیر لے۔ اگر اس عورت کو دیکھ کر

(۱) رواہ البخاری فی صحیحہ ۵۱۹۴۔ کتاب النکاح باب اذا بانت المراۃ مهاجرۃ فراش زوجها و مسلم (۱۴۳۲) کتاب النکاح باب تحریم امتناعها من فراش زوجها۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دل میں کوئی برا خیال پیدا ہو تو اپنی بیوی کے پاس جائے تاکہ اپنی شہوت پوری کرے۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو کوئی عورت پسند آجائے اور وہ اس کے دل میں اتر جائے تو اس کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے صحبت کرلے کیونکہ اس سے اس کے دل کا برا خیال دور ہو جائے گا۔[1]

اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ تو وہ مرد اپنی بیوی کے پاس آئے کیونکہ اس کے پاس بھی وہی ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔[2]

اور بیوی سے صحبت کرنے میں ثواب ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، وفي بضع احدكم صدقة قالوا يارسول الله آياتي احدنا شهوته ويكون له فيها اجر قال أرأيتم ان وضعها في حرام اكان عليه وزر فكذ لك اذا وضعها في الحلال كان له أجر[3] "تمہاری شرمگاہ میں صدقہ ہے لوگوں نے کہا یارسول اللہ کیا ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس اپنی شہوت پوری کرنے جائے تو اس میں بھی ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا بتاؤ اگر وہ اپنی شہوت کسی حرام جگہ میں پوری کرتا تو کیا اس پر گناہ نہ ہوتا۔ ایسے ہی جب وہ حلال جگہ میں اپنی شہوت پوری کرے تو اس کے لئے ثواب ہونا چاہیے۔

(۱) رواہ البخاری کتاب النکاح باب ندب من رای امراۃ فوقعت فی نفسہ، (۲) سنن الترمذی (۱۱۵۸) کتاب النکاح باب فی الرجل یری المراۃ تعجبہ۔ (۳) رواہ مسلم ۱۰۰۶ فی الزکاۃ باب بیان رسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ سچی نیتوں کی وجہ سے مباح چیزیں بھی نیکیاں بن جاتی ہیں۔ لہٰذا جماع کرنا بھی عبادت ہے اگر بیوی کا حق ادا کرنے کی نیت سے کیا جائے، اور نیکی کے ساتھ اس کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے خیال سے صحبت کی جائے جیسا کہ اللہ نے حکم فرمایا ہے۔ یا صالح اولاد حاصل کرنے کی نیت سے صحبت کی جائے۔ یا اپنی اور بیوی کی پاکدامنی کے خیال سے کیا جائے۔ اور میاں بیوی دونوں کو منع کیا ہے حرام چیز کی طرف دیکھنے یا اس کے بارے میں سوچنے یا اس کا ارادہ کرنے سے اور اس کے علاوہ برے مقاصد سے۔

تنبیہ: مرد اور عورت دونوں کیلئے جائز نہیں کہ باہمی لذت اندوزی کے راز کو اور جو کچھ میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے اس کو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے۔ اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین وہ شخص ہوگا کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی مرد سے ملے اور اپنے اس راز کو لوگوں سے بیان کرے۔

(رواہ مسلم، ۱۴۳۷ فی النکاح باب تحریم افشاء سر المرأۃ)

اسی طرح وہ حدیث جسے اسماء بنت یزید نے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی، اور مرد اور عورتیں بیٹھے ہوئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تب آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے مرد جو کچھ اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے اور ہو سکتا ہے عورت جو کچھ اپنے شوہر کے ساتھ کرتی ہے اس کو دونوں بیان کریں۔ یہ سنکر لوگ چپ ہو گئے۔ تو میں نے کہا بیشک قسم ہے اللہ کی عورتیں ایسا کرتی ہیں اور مرد بھی ایسا کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا مت کرو اس لئے کہ یہ تو ایسا ہے جیسے کوئی شیطان کسی شیطانہ سے راستے ہی میں مل گیا اور اس پر سوار ہو گیا اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہوں۔ اور مستحب ہے کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جمعہ کے دن نماز سے پہلے جائے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے "جس نے غسل کیا اور غسل کرایا۔ پھر بہت سویرے تیار ہوا۔ اور پیدل چل کر گیا اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہیں کیا تو اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے ایک سال کے روزے اور قیام اللیل کا ثواب ملے گا۔ (رواہ الامام احمد فی المسند ۶/۴۵۶)

ابن خزیمہ نے کہا "غسل واغتسل" کا مطلب ہے کہ مرد اپنی بیوی سے جماع کرے اور خود بھی غسل کرے اور بیوی کو بھی غسل کرائے۔ اور جن آداب کا خیال شوہر کو کرنا چاہئے ان میں سے یہ ہے کہ آدمی جب سفر سے واپس آئے تو اپنی بیوی کو اپنی واپسی سے بے خبر نہ رکھے۔ بلکہ اپنے آنے کے صحیح وقت سے اس کو باخبر رکھے۔ تاکہ بیوی شوہر کیلئے خود کو تیار کر لے اپنے کو صاف ستھری بنا لے۔ خوشبو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگالے اور بن سنور لے۔ اور مرد کیلئے مشروع ہے کہ سفر سے واپس ہو کر اپنی بیوی سے جماع کرے، اور خاص طور پر جب لمبے سفر سے واپس ہوا ہو۔ اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس پر کئی احادیث موجود ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو جابر بن عبداللہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی گھر واپسی بھی ہو جائے تو اچانک رات کو گھر واپس نہ آئے۔[1]

اور نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی رات کو سفر سے آئے تو راتوں رات اپنی بیوی کے پاس نہ جائے جب تک کہ بیوی اپنے بال وغیرہ صاف نہ کرلے اور پراگندہ عورت کنگھی چوٹی نہ کرلے۔[2]

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے آدمی اپنے گھر والوں کے پاس راتوں رات آئے کہ اچانک ان کے پاس پہونچ جائے یا ان کی پراگندہ کا حال دیکھے۔ اور رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس ہوتے تھے تو اپنے بعض اصحاب سے فرماتے تھے ابھی ٹھیرو رات ہونے دو تاکہ پراگندہ حال عورت کنگھی چوٹی کرلے اور شوہر سے زیادہ دن الگ رہنے والی عورت اپنے بال وغیرہ صاف کرلے۔ پھر تم ان سے صحبت کرنا۔ (رواہ مسلم ۷۱۵)

---

(۱) رواہ البخاری (۴۴-۵۲) فی النکاح، (۲) رواہ ابوداؤد (۳۴۵) فی الطہارۃ باب فی الغسل یوم الجمعہ والترمذی (۴۹۶) فی الصلاۃ باب ماجاء فی فضل الغسل یوم الجمعہ وصححہ ابن خزیمہ ۳/۱۲۸، وابن حبان ۵۵۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا جو شخص اپنی بیوی کے پاس لمبی غیر حاضری کے بعد ان کو بتائے بغیر آجاتا ہے وہ اکثر ایسی چیزوں سے دوچار ہوتا ہے جو اسے بری لگتی ہیں یا تو وہ اپنی بیوی کو بغیر صاف صفائی کئے اور مطلوبہ زیب وزینت سے خالی پاتا ہے تو یہ بات زوجین کے درمیان نفرت کا باعث ہوتی ہے اور اسی کی طرف آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ تاکہ عورت اپنے بال صاف ستھرے کرلے اور کنگھی کر کے پراگندگی دور کرلے اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عورت سے اس حالت میں مباشرت کرنا مکروہ ہے جب وہ غیر منظّم ہو تاکہ شوہر عورت کی کسی ایسی بات کو نہ دیکھ سکے جس سے اسے نفرت پیدا ہو، یا اچانک گھر آجانے سے ممکن ہے وہ بیوی کو غیر پسندیدہ صورت میں دیکھے جب کہ شریعت تاکید کرتی ہے کہ پردہ کی یہ سب باتیں چھپی رہیں۔ اور اسی کی طرف نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ شوہر گھر والوں کو بری حالت میں دیکھے یا ان کی کمزوریوں سے باخبر ہوجائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے آنے کی خبر گھر والوں کو دیدے کہ وہ فلاں دن فلاں وقت گھر پہونچے گا۔ تاکہ اس قسم کی ممنوع باتوں سے پالا نہ پڑے۔ اور یہ بھی مناسب ہے کہ عورت زیب وزینت کرکے شوہر کو اپنی طرف مائل کرلے،[1] تاکہ اسے نفرت نہ ہو۔

---

(۱) فتح الباری ۹/۳۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ نبی ﷺ کی بعض بیویوں نے آپؐ سے کہا اگر عورت شوہر کیلئے بناؤ سنگھار نہ کرے تو وہ اس کے نزدیک بے وقعت ہو جائے گی۔ اور اس کی نظر سے گر جائے گی۔ [1]

اور یہ صحیح ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ نبی ﷺ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ چاندی کے چھلے پہنے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا عائشہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے اسے بنوایا ہے تاکہ آپ کیلئے بناؤ سنگار کروں۔ (رواہ ابوداؤد ۱۵۶۵ فی الزکاۃ)

(۷) میاں بیوی کے حقوق

غور کرنے کے بعد یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان تین قسم کے حقوق ہیں، (۱) شوہر کے حقوق، (۲) بیوی کے حقوق، (۳) اور مشترک حقوق جنکا یہاں مفصل بیان کیا جاتا ہے۔

بیوی پر شوہر کے حقوق

بیوی پر شوہر کے حقوق کی بنیاد اس آیت کریمہ پر ہے۔ (الرجال قوامون على النساء بمافضل الله بعضهم على بعض وبما أنفقوا من اموالهم) الی قولہ.... (سبيلا)(النساء ٣٤) "مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس

(۱) رواہ النسائی ۸/۱۵۹ کتاب الزینۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں"۔

امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں الرجال قوامون علی النساء کے متعلق لکھا ہے کہ مرد عورت پر نگراں ہے۔ بما فضل اللہ بعضھم علی بعض یعنی مرد عورتوں سے افضل ہیں، اور ایک مرد ایک عورت سے افضل ہے اور اس وجہ سے نبوت مردوں کے ساتھ خاص ہے اور اسی طرح سلطنت کا والی اور حکمراں بھی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ (رواہ البخاری) وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جنہوں نے اپنی حکومت کسی عورت کو سپرد کردی۔ اور اسی طرح منصب قضاء بھی۔ وبما انفقوا من أموالھم یعنی مرد اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اسی مال میں مہر شامل ہے اور وہ سارے اخراجات بھی جنہیں اللہ نے قرآن مجید میں مردوں پر واجب فرمایا ہے اس لحاظ سے بھی مرد عورت پر فضیلت رکھتا ہے اور اسے عورت پر ہر طرح کی برتری حاصل ہے، اس لئے مرد ہی کو حق ہے کہ وہ عورتوں پر حکمرانی اور نگرانی کرے (ابن کثیر) لیکن یہ فضیلت افراد کیلئے ضروری نہیں اس لئے کسی جنس کی فضیلت دوسری جنس پر ثابت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس جنس کے افراد بھی دوسری جنس کے افراد پر فضیلت اور برتری رکھیں۔ اس لئے عورتوں میں سے بعض عورتوں کا مردوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے بعض مردوں پر فضیلت رکھنے سے کوئی چیز مانع نہیں اس لئے بعض عورتیں بہت سے مردوں سے بہت زیادہ بہتر اور لائق ہوتی ہیں جن میں وہ صلاحیت اور فضیلت پائی جاتی ہے امت میں ان کے اچھے اثرات ہوتے ہیں جن کا مشاہدہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس عورت کا انتقال ہوا اور اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش تھا وہ جنت میں جائے گی۔ (رواہ الترمذی)

بیوی پر شوہر کے ضروری حقوق

اطاعت: عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت فرض ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت حصین بن محصن فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو آپ نے مجھ سے پوچھا، کیا تم شوہر والی ہو؟ انہوں نے کہا "ہاں" آپ نے فرمایا تمہارا شوہر سے کیا تعلق ہے؟ کہا میں خدمت کرتے کرتے تھکتی نہیں البتہ جس چیز سے عاجز ہو جاؤں اس سے معذور ہوں۔ آپ نے پوچھا تم اس کے لئے کیسی ہو؟ اس لئے کہ تمہارا شوہر تمہاری جنت ہے اور تمہاری جہنم ہے۔ (رواہ النسائی فی عشرۃ النساء ص ۱۰۶، ورواہ الحاکم ۲/۱۸۹)

یعنی کیا تم شوہر کی محبت سے قریب ہو؟ اس کے حکم کی تعمیل کرتی ہو، یا اس سے دور رہتی ہو اور کیا اس کی گھریلو زندگی اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسانات کی نافرمانی کرتی ہو، ڈرتی رہو اس لئے کہ تمہارا شوہر ہی تمہارے جنت میں جانے کا ذریعہ ہے بشرطیکہ تم سے وہ راضی ہو، ورنہ وہی تمہارے جہنم میں جانے کا سبب بنے گا اگر وہ تم سے ناخوش ہوگا۔(۱)

اور جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا صلت المرأة خمسها وحصنت فرجها واطاعت بعلها دخلت من ای ابواب الجنة شاءت (۲) "جب عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ اور عورت اپنے شوہر کی اطاعت معروف اور نیک باتوں میں کرے گی اور شوہر بیوی کو کسی حرام کام یا واجب کے ترک کرنے کا حکم دے تو وہ اس کی اطاعت سے رک جائے گی جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے لاطاعة في معصية الله انما الطاعة بالمعروف (۳) "اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں اطاعت صرف معروف اور نیکی کی باتوں میں ہے۔

(۲) دوسرا حق یہ ہے کہ بیوی گھر میں رہے اور شوہر کے حکم کے بغیر باہر نہ جائے اللہ کا ارشاد ہے۔ وقرن في بيوتكن ولا تبرجن

(۱) فیض القدیر ۳/ ۶۰، للمناوی۔ (۲) رواہ ابن حبان من صحیحہ (۴۱۶۳) کتاب النکاح ذکر ایجاب الجنة للمرأة اذا اطاعت زوجہا مع اقامة الفرائض للہ جل وعلا۔ (۳) رواہ البخاری (۴۳۴۰) فی المغازی ورواہ مسلم (۱۸۴۰) فی الامارة باب وجوب طاعة الامراء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ (الاحزاب ۳۳) ''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت کے دنوں میں زیب و زینت کا اظہار کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی بیویوں کو حکم دیا ہے اور امت کی بیویاں اس حکم میں ان کے تابع ہیں کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں تاکہ ان کی حفاظت ہو اور ان کے شوہروں کے حقوق کی حفاظت ہو اور گھر سے ضرورت کے بغیر نہ نکلیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۳/۵۳۱)

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: بیوی کیلئے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نکلنا حلال نہیں ہے اور نہ ہی کسی بھی شخص کیلئے یہ جائز ہے کہ اس کو اپنے پاس پکڑ کر رکھے اور اس کو اس کے شوہر سے جدا کر کے قید میں رکھے خواہ اس لئے کہ وہ دودھ پلائی دائی ہے یا بچہ جنانے والی ہے یا کوئی دوسرا کام کرنے والی ہو۔ اور عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکل گئی تو وہ نافرمان ثابت ہو گی۔ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہو گی اور سزا کی مستحق ہو گی۔ (مجموع الفتاویٰ ۳۲/۲۸۱)

(۳) شوہر جب بیوی کو اپنے بستر پر شب باشی کیلئے بلائے تو اس کا حکم پورا کرے۔ یہ بحث تفصیل سے گذر چکی ہے۔

(۴) شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے۔ کیونکہ بیوی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کو شوہر ناپسند کرتا ہو، جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ **وان لکم علیھن ان لا یوطئن فرشکم احدا تکرھونہ** "اور تمہاراان عورتوں پہ حق ہے کہ تم جن کو پسند نہیں کرتے وہ انہیں تمہارے بستر ے پر بیٹھنے نہ دیں۔[1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا سب سے پسندیدہ معنی یہ ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو تمہارے گھر میں بیٹھنے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم ناپسند سمجھتے ہو، خواہ وہ شخص کوئی اجنبی ہو یا کوئی عورت ہو یا بیوی کا کوئی محرم رشتہ دار ہو یہ ممانعت ان سب کیلئے ہے۔ لہٰذا عورت نہ کسی مرد کو نہ عورت کو نہ محرم کو نہ غیر محرم کو گھر میں گھسنے کی اجازت دے ہاں اگر اس کو معلوم ہو کہ شوہر اس کے آنے کو برا نہیں مانے گا تب بات اور ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عورت اپنے شوہر کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے جب شوہر موجود ہو۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری ج۹/۲۹۶ میں لکھا ہے کہ حدیث میں لفظ "شاہد" یعنی شوہر کی حاضری کی قید کا کچھ مطلب نہیں۔ کیونکہ شوہر کی غیر حاضری کی صورت میں بھی عورت کو ہرگز کسی کو گھر میں داخل

(۱) رواہ مسلم فی صحیحہ (۱۲۱۸) کتاب الحج باب حجۃ النبی صلعم و ھو جزء من خطبہ الوداع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی اجازت کا حق نہیں ہے بلکہ اس حالت میں تو ہر کسی کو روکنا اور زیادہ ضروری ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ جس کا شوہر گھر سے غائب ہو اس میں کسی اجنبی کو داخل ہونے کی اجازت دینا سخت منع ہے۔

اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شوہر کی اجازت ضروری ہے کہ اس حدیث کو محمول کیا جائے اس حالت پر جب شوہر کی اجازت کا علم نہ ہو۔ لیکن اگر بیوی کو شوہر کی اجازت کا علم ہو تو کچھ حرج نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر گھروں میں رواج ہے کہ مہمانوں کو گھروں میں بلا کر بٹھایا جاتا ہے خواہ شوہر موجود ہو یا نہیں لہٰذا مہمانوں کو گھر میں داخل ہونے کیلئے کسی خاص اجازت کی ضرورت نہیں۔

(۵) بیوی پر شوہر کا حق یہ بھی ہے کہ وہ اس کی خدمت کرے یعنی اس کی اولاد کو پالے ان کی پرورش کرے اس کے لئے کھانا تیار کرے، اس کے کپڑے تیار کرے اور دوسرے کام کرے، اور یہ شوہر کی حاکمیت کا تقاضا ہے اور نکاح کے بلند مقاصد میں سے یہ ایک مقصد ہے، اس کی وجہ سے دنیا آباد رہے گی اور سارے کام قدرتی طور پر چلتے رہیں گے۔ اور عورت کیلئے کسی طرح جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی خدمت سے خود کو بلند سمجھے جبکہ وہ خدمت کی صلاحیت اور قدرت رکھتی ہے اور شوہر بھی یہی چاہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صحیحین میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ نبی ﷺ کے پاس آکر شکایت کرنے لگیں کہ چکی پیسنے سے ہاتھوں میں تکلیف پہونچتی ہے اور ان کو یہ خبر پہونچی تھی کہ نبی ﷺ کے پاس غلام آئے ہیں۔ لیکن انہوں نے آنحضرت ﷺ کو گھر میں نہیں پایا۔ تب یہ بات انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہی اور جب آنحضرت ﷺ گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آپؐ سے کہی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمارے گھر اس وقت آئے جب ہم اپنے بستروں پر جا چکے تھے آپ کو دیکھ کر ہم اٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا۔ اپنی جگہ پر بیٹھے رہو، آپ تشریف لائے اور میرے اور فاطمہؓ کے بیچ میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی، آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے جو چیز مجھ سے مانگی ہے کیا میں اس سے بہتر بات نہ بتادوں؟ جب تم دونوں بستر پر سونے کی نیت سے آؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو، اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہو اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو، یہ تمہارے لئے ایک خادم سے بہتر ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پھر زندگی بھر اس وظیفے کو نہیں بھولا۔ کچھ لوگوں نے آپ سے پوچھا کیا صفین کی رات کو بھی آپ اس وظیفے کو نہیں بھولے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں صفین کی رات کو بھی۔ [1]

---

(۱) صحیح البخاری، (۵۳۶۱) کتاب النفقات، باب عمل المرأۃ فی بیت زوجہا۔ صحیح مسلم (۲۱۸۲) کتاب السلام۔ اور صفین دریائے فرات کے کنارے ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان زبردست معرکہ ہوا تھا۔ معجم البلدان ۳ر۴۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے یہ صحیح روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے شوہر زبیر بن العوام کی خدمت کرتی تھی، پورے گھر کا کام کرتی تھی، انکا ایک گھوڑا تھا جس کی میں دیکھ بھال کرتی اور اس کے لئے چارہ مہیا کرتی تھی، اور اس کے لئے کھڑی رہتی تھی۔ اور وہ ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی تھیں، اس کو پانی پلاتی تھیں اور ڈول بھرتی تھیں اور آٹا گوندھتی تھیں۔ حضرت زبیر کے باغ سے جو تین فرسخ دور تھا وہاں سے گٹھلی سر پر رکھ کر لاتی تھیں!(1)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا عورت کے ذمے ہے کہ وہ گھر کے بستروں کو بچھانے اور کھانا تیار کرنے، اور پانی لانے، اور روٹی تیار کرنے اور گھر کے ملازمین اور غلاموں کیلئے کھانا مہیا کرنے اور جانوروں کی خدمت کرنے جیسے ان کا چارہ تیار کرنے اور اس جیسی خدمات کرنے کی وہ ذمہ دار ہے یا نہیں؟ چنانچہ کچھ علماء نے کہا کہ عورت کے ذمہ ایسی بیگاری کرنا ضروری نہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے جیسے یہ کہنا غلط ہے کہ مرد کے ذمے خانگی زندگی گذارنا بیوی سے ہمبستری کرنا بھی ضروری نہیں کیونکہ مرد کے ساتھ ایسی خانگی زندگی گذارنا معروف میں سے نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے جو سب سے زیادہ صحیح ہے، کہ شوہر کی خدمت بیوی پر واجب

---

(۱) صحیح البخاری (۵۲۲۴) اور صحیح مسلم (۲۱۸۲) مسند امام احمد ۶/ ۳۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ کے مطابق شوہر عورت کا سردار ہے [1] اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق عورتیں شوہر کے پاس بندھی ہوئی خادمہ کی حیثیت سے ہیں۔ اور بندھوا اور غلام کے ذمہ خدمت ہے۔ اور یہ ایک معروف بات ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ بیوی کے ذمے معمولی خدمت ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے ذمے معروف دستور عام کے مطابق خدمت ہے اور یہی سب سے صحیح قول ہے۔ لہٰذا عورت کے ذمے شوہر کی خدمت معروف ودستور کے مطابق ہے عورت اور مرد دونوں کے حساب سے اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ اس خدمت کی نوعیت بھی تبدیل ہوتی ہے لہٰذا بدوی عورت کی خدمت دیہاتی عورت کی طرح نہیں ہے اور تندرست عورت کی خدمت کمزور عورت کی طرح نہیں ہے۔ [2]

اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا اور جن لوگوں نے بیوی کے ذمے خدمت واجب قرار دیا ہے کہ یہی معروف و مشہور ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے کلام سے خطاب فرمایا ہے۔

اور یہ بات یہ بھی ہے کہ مہر عورت کی شرمگاہ کے عوض ہے اور میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے سے اپنی حاجت پوری کرتا ہے۔ اور اللہ نے بیوی کی خوراک لباس اس سے لذت اندوز ہونے کے

---

(۱) جیسا کہ قرآن میں ہے و الفیا سیدھا لدی الباب سورہ یوسف آیت ۲۵ (۲) مجموع الفتاویٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوض ہی واجب قرار دیا ہے اور وہ سب چیزیں جو شوہروں کی عادات میں معروف ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ نکاح میں عمومی شرائط عرف عام کے مطابق ہی ہوتی ہیں۔ اور عورت کی خدمت اور اس کی گھر کی اندرونی ضروریات کا پوری کرنا عرف عام میں شامل ہے۔ اور لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت فاطمہ اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی گھریلو خدمات ان کا احسان اور نیکی تھی لیکن اس شبہے کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول رد کر دیتا ہے کہ وہ اس گھریلو خدمت کے خلاف رسول اللہ ﷺ سے شکایت کرتی تھیں جس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ فاطمہ کے ذمے گھر کی یہ خدمات ضروری نہیں بلکہ آپ کے ذمے ہیں اور آنحضرت ﷺ فیصلے میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے اور جب آپ نے حضرت اسماء کو دیکھا کہ ان کے سر پر جانوروں کا چارہ ہے اور حضرت زبیر بھی ان کے ساتھ ہیں تب بھی آپ نے حضرت زبیرؓ کو یہ نہیں فرمایا کہ اسماء کے ذمے تمہاری بیگاری خدمت واجب نہیں۔ اور عورتوں سے ایسی خدمت لینی ان پر ظلم ہے۔ بلکہ حضرت اسماء کیلئے اس خدمت کو ان کیلئے باقی رہنے دیا۔ اور تمام اصحاب کرامؓ نے اپنی بیویوں کی خدمت گذاری کو ان کے ذمے باقی رکھا حالانکہ ان میں سے اکثر جانتے تھے کہ کچھ عورتیں ایسی ہیں جو خدمت کو ناپسند کرتی ہیں اور کچھ اسے پسند کرتی ہیں۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ (زاد المعاد ۵/۱۸۷۔۱۸۸)

اس کے علاوہ یہ بات بھی نہیں کہ شوہر کا بیوی کی مدد بعض اوقات جن کاموں کو وہ کر سکتا ہے ان میں عورت کا ہاتھ بٹادے۔ اور جن کاموں میں عورت مرد کی مدد کی محتاج ہے ان میں اس کی مدد کرنا منع ہے ایسا ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان کاموں میں ضرورت کے وقت مرد کا اپنی بیوی کی مدد کر دینا مرد کے اخلاق کریمانہ کی دلیل ہے۔ اور یہ گھریلو زندگی کے آداب اور دستور میں شامل ہے۔

اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے حالانکہ آپ امت کے امام اور خلق خدا میں سب سے افضل تھے گھر کے بعض کاموں میں اپنی بیویوں کی مدد کرنے سے کبھی انکار نہیں فرمایا۔ جس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ بیان ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کرتے تھے تو وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے گھر کے کاموں میں رہا کرتے تھے یعنی اپنی ازواج مطہرات کی مدد کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ نماز کیلئے چلے جاتے تھے۔(1)

اور جب آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی رقیہؓ بیمار پڑیں تو ان کے شوہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے پیچھے رہ گئے محض اپنی اہلیہ کی خدمت اور ان کی دیکھ بھال کیلئے اسی طرح شوہر سے

---

(۱) رواہ البخاری (۶۷۶) فی الاذان باب من کان فی حاجۃ اہلہ فاقیمت الصلوۃ فخرج، (۵۳۶۳) فی النفقات باب خدمۃ الرجل فی اہلہ وفی الادب باب کیف یکون الرجل فی اہلہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی پوری دیکھ بھال کرے اور اسے مجبور نہ کرے کہ وہ اپنی طاقت سے زیادہ کام کرے"۔[۱]

(۵) عورت کا پانچواں حق یہ ہے کہ وہ اپنی آبرو اور شوہر کی اولاد اور مال کی حفاظت کرے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ ان باتوں سے بچے اور پرہیز کرے جو اس کی آبرو کو ملوث کریں اور اس کے نام کو بدنام کریں۔ اور ایسا کوئی کام نہ کرے جو اس کے دین کو رسوا اور اس کی زندگی کو نقصان پہونچائیں۔ اور وہ بے پردگی اور دوسروں کے سامنے اپنی زیب وزینت کا اظہار نہ کرے جو اس کے بارے میں باخبر ہوسکیں اگر ان میں سے کسی چیز کے بارے میں بھی اس نے کوئی خلاف ورزی کی تو وہ اپنے شوہر کیلئے اس اعتبار سے اپنی آبرو میں خلل انداز ہوگی۔ اور سب سے بدترین بات یہ ہوگی کہ وہ اپنے شوہر کیلئے کوئی اولاد حرام ذریعے سے پیدا کرے۔ اللہ سے ہم برائی سے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور اس بارے میں بڑی سخت وعید اور بدترین دھمکی آئی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایما امرأة دخلت علی قوم من لیس منھم فلیست من اللہ فی شئ ولن یدخلھا اللہ الجنة "جس عورت نے کسی قوم پر ان کو شامل کیا جو ان میں سے نہیں ہو تو اس کا اللہ سے کچھ تعلق نہیں اور اللہ اس کو کبھی جنت میں داخل نہیں کریگا۔[۲]

---

(۱) صحیح البخاری (۳۶۹۸) (۲) (رواہ ابوداؤد، ۲۲۶۳ فی الطلاق باب التغلیظ فی الانتفاء والنسائی ۶/۱۷۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح عورت کا حق ہے کہ وہ شوہر کی اولاد کی اچھی تربیت کرکے اس کے حق کی حفاظت اور انہیں اچھی عادتوں اور اچھے اخلاق کا عادی بنائے۔ اور عورت کا ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ شوہر کے مال کی حفاظت کرے اور اس کا مال ایسی جگہ خرچ نہ کرے جہاں شوہر خرچ کرنا نہ چاہے نہ پسند کرے، اور اس پر ایسی چیزوں کا بوجھ نہ ڈالے جس کی ضرورت نہ ہو۔ یا اس میں بیجا اسراف اور فضول خرچی نہ ہو۔

اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے قریش کی عورتوں کی تعریف فرمائی اور اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ قریش کی عورتیں اپنے بچوں پر ان کے بچپنے میں بڑی مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کے مال واسباب کی بہت زیادہ نگرانی کرنے والی ہیں۔[1] یعنی وہ بچوں پر بڑی شفقت کرتی ہیں اور بچوں کی بڑی صالح تربیت کرتی ہیں اگر بچے یتیم ہو جائیں تو وہ اپنی شادی نہیں کرتیں بلکہ بچوں کی پرورش کیلئے بیٹھی رہتی ہیں اور وہ اپنے شوہر کے مال کی خوب نگرانی اور حفاظت کرتی ہیں۔ اور اسے فضول خرچی سے بچاتی ہیں۔

(۶) عورت کا چھٹا حق یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی شکر گذار ہو اس کے فضل وانعام کی ناشکری نہ کرے اور اس کے ساتھ نیکی کا سلوک کرے جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

---

(۱) رواہ البخاری (۵۰۸۲) فی النکاح، باب الی من ینکح وای النساء خیر،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جب سورج میں گہن لگا تو نبی ﷺ نے اپنے خطبے میں فرمایا ''اور میں نے جہنم دیکھی اور آج کے دن جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا اور جہنم میں رہنے والوں کی بڑی تعداد عورتوں کی دیکھی تو لوگوں نے آپ سے پوچھا یارسول اللہ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا، ان کی ناشکری کی وجہ سے'' آپ سے پوچھا گیا کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں، اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ زندگی بھر احسان کرتے رہو پھر تمہاری طرف سے کوئی ایک بات بھی دیکھ لیں تو کہہ اٹھیں گی کہ میں نے تم سے کبھی بھی کوئی بھلائی نہیں پائی''۔

اور مسند کی روایت میں سند حسن کے ساتھ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں سب سے زیادہ ان عورتوں کو دیکھا کہ اگر انہیں امانت سونپی جائے تو عام کردیں گی اگر ان سے کچھ پوچھا جائے تو بخالت کریں گی۔ اور اگر انہیں دیا جائے تو ناشکری کریں گی۔

یہ شوہر کے حقوق کا مختصر بیان ہے جسے ایک جامع لفظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ ''عورت شوہر کے ساتھ نیکی کے ساتھ گذر بسر کرے اور اپنے شوہر کی طرف سے نہ کچھ سنے نہ کچھ دیکھے بلکہ شوہر اپنی بیوی کی طرف سے صرف اچھی بھلی بات ہی دیکھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے حقوق

بیوی کے بھی شوہر کے اوپر کچھ حقوق ہیں اور ان حقوق میں کچھ مالی حقوق ہیں اور کچھ غیر مالی، مالی حق تو مہر ہوتی ہے، جس کا ذکر ہو چکا اور دوسرا حق نفقہ یعنی بیوی کا خرچ ہے جس کا بیان ہم اللہ کی مدد سے اب کر رہے ہیں غیر مالی حقوق حسب ذیل ہیں۔

(۱) حسن العشرہ: خوش گوار زندگی: خوش گوار زندگی ایک جامع لفظ ہے جس میں سارے حقوق آجاتے ہیں۔ اگر اس حق کے بعد ہم دوسرے حقوق ذکر کریں تو یہ ایسا ہوگا کہ خاص کے ذکر کے بعد عام کا ذکر مزید توجہ کیلئے ہے اور حسن عشرت سے مراد اچھی صحبت ہے اور تکلیف دور کرنا اور استطاعت کے باوجود بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کرنا ہے اور عورت کے ساتھ خندہ پیشانی وسیع النظری اور خوشی کا اظہار کرنا ہے۔

اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے **وعاشروهن بالمعروف** (النساء ٤) اور ان کے ساتھ زندگی گذارو نیکی کے ساتھ اور اللہ کا یہ ارشاد **ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف** (البقرہ ۲۸) اور ان کا حق بھی اتنا ہی ہے جتنا ان کے اوپر حق ہے۔ نیکی کے ساتھ۔ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے مردوں کو حکم دیا کہ اپنی عورتوں سے بات پاکیزگی کے ساتھ کی جائے اور اپنی بساط بھر ان کے ساتھ اپنے معاملات اور اپنی شکل وصورت کو اچھے بنا کر رکھو۔ جیسا کہ آپ خود ان بیویوں کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہو۔ ویسے ہی تم بھی بنے رہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف** اور ان کا حق بھی ویسا ہی ہے جتنا ان کے اوپر ہے دستور کے مطابق اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ **خیر کم خیر کم لاهله وانا خیر کم لاهلی** [1] تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے بہتر ہے اور میں تم میں اپنے اہل کیلئے بہتر ہوں۔ اور اچھی زندگی گذارنے میں یہ بھی ہے کہ شوہر بیوی کے ساتھ نرمی اختیار کرے اور اس کو تکلیف نہ دے اگرچہ ان کی بعض باتوں سے مرد کو نفرت ہو جیسا بعض باتوں میں کمی یا کھوٹ ہوتی ہے جب تک اس سے شریعت الٰہیہ میں خلل نہ پڑے اور اسی کی طرف نبی ﷺ نے اپنے ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے۔ **لایفرك مومن مومنة ان کره منها خلقا رضی منها آخر** [2] کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے اگر اس کی کسی عادت کو ناپسند کریگا تو اس کی دوسری عادت کو پسند کرے گا۔ اور اچھی زندگی گزارنے کے آداب میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اس کو زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہ دے۔ جیسا کہ نبی ﷺ سے جب کسی صحابی نے پوچھا **ماحق زوج احدنا علینا قال علیه الصلوٰة والسلام تطعمها اذا طعمت وتکسوها اذا اکتسیت ولاتضرب الوجه، ولاتقبح ولاتهجر الافی البیت** [3] ہماری

---

(۱) رواہ الترمذی (۳۸۹۲) فی المناقب باب فی فضل ازواج النبی صلعم (۲) رواہ مسلم ۱۴۶۹ فی الرضاع باب فی حق المرأۃ علی زوجہا۔ (۳) رواہ ابوداود فی النکاح (۱۸۵۰) باب حق المرأۃ علی الزوج۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے تو آپ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو اس کو کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو، نہ اس کو برا کہو نہ اس سے جدائی اختیار کرو سوائے گھر کے اندر۔

(۲) بیوی کا دوسرا حق یہ ہے کہ شوہر اسے دین کی تعلیم دے اور اللہ کی اطاعت میں اس کی مدد کرے۔ اور اس کا حاصل یہ ہے کہ بیوی اگر جاہل ہو تو اس کو تعلیم دے اور اگر دینی باتوں میں غافل ہو تو اس کو یاد دلاتا رہے۔ اور اگر اسے دینی باتوں کا احساس ہے تو اس کی مدد کرے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کو توحید کی تعلیم دے اور سلف صالح کے عقید و عمل کو بتائے اور اس کے بعد اخلاق اور عبادات کو سکھائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ (التحریم ٦)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس جہنم سے بچاؤ جن کا ایندھن آگ اور پتھر ہیں۔

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والرجل راع فی اھلہ ومسئول عن رعیتہ[۱] اور مرد اپنے گھر میں نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں ذمہ دار ہے۔ اور اس ذمہ داری اور نگہبانی میں یہ داخل ہے کہ وہ بیوی کو پست اخلاق اور بری

(۱) رواہ البخاری (۵۱۸۸) فی النکاح باب قوا انفسکم واھلیکم نارا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عادتوں جیسے بے پردگی بے حجابی اور ہر وہ عمل جو اس کی حیاء کو داغدار کردے یا اس کا ایمان گھٹادے۔ اور بیوی کے بارے میں غیرت رکھے اور اس کی شرافت اور عزت کی حفاظت کرے۔

(۳) بیوی کو پاکدامن رکھے۔ اس لئے کہ بیوی کے اندر فطری خواہش ہوتی ہے لہٰذا شوہر کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس کی خواہش کو پوری کرے تاکہ وہ حرام کی طرف مائل نہ ہو اور یہ شوہر کی طرف سے مکمل نیکی اور خوش گوار زندگی کا تقاضا ہے۔

اور بیوی کے ساتھ شریعت الٰہی کی خاص عنایت اور اسے پاک وصاف رکھنے کے لئے یہ ہے کہ اس نے اس شخص کے لئے جو یہ قسم کھائے کہ بیوی کے ساتھ صحبت نہیں کریگا اس کے لئے یہ حد مقرر کردی ہے کہ اس مدت میں وہ اپنی قسم واپس لے اگر وہ قسم سے رجوع نہیں کرتا تو دونوں کے درمیان جدائی کردی جائے گی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **للذین یولون من نسائهم تربص اربعة أشهر فان فآءو فان الله غفور رحیم (البقره ۲۲۶)** ”جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس جانے سے قسم کھالیں ان کو چار مہینے تک انتظار کرنا ہوگا اگر وہ اس عرصے میں تم سے رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اس آیت میں تنبیہ ہے کہ بیوی کو پاکدامن رکھنا واجب ہے اور اس کی آخری مدت وہی ہے جو اس مذکورہ آیت میں بتائی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو ہدایت دی کہ ان کی بیوی کا ان پر کیا حق ہے کیونکہ انہوں نے سب سے کٹ کر صرف عبادت کرنی شروع کردی تھی۔ جس پر نبی ﷺ نے فرمایا **وان لأهلك عليك حقا**(۱) تم پر تمہاری بیوی کا حق ہے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس پہلو کا بھی خیال رکھے اور اس کا حق بھی ادا کرے۔

اور یہ مذکور ہے کہ کعب بن سور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہاں ایک عورت آئی اور کہا امیر المومنین میں نے اپنے شوہر سے بہتر کسی اور مرد کو نہیں دیکھا۔ بخدا وہ پوری رات تہجد کیلئے کھڑے ہو کر گذار دیتا ہے اور پورا دن روزہ رکھتے ہوئے پورا کر دیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کیلئے استغفار کیا اور اس کی تعریف کی اور عورت شرما کر چلی گئی۔ حضرت کعب نے کہا یا امیر المومنین آپ نے اس عورت کو کیوں نہ اس کے شوہر کے خلاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے؟ کعب نے کہا عورت اپنے شوہر کی شکایت کرنے آئی تھی جب اس کی حالت یہی ہے تو اپنے بیوی کیلئے اس کو کب فرصت ملے گی؟ تو حضرت عمرؓ نے اس کے شوہر کو بلا بھیجا جب وہ آیا تو آپ نے حضرت کعب سے کہا ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ کیونکہ تم نے ان کے معاملے میں وہ بات سمجھی جو میں نہیں سمجھ سکا۔ تو کعب نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ عورت

---

(۱) رواہ البخاری فی صحیحہ ۱۹۷۷ کتاب الصوم باب لاہلک علیک حق، مسلم (۱۱۵۹) باب النہی عن صوم الدہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی ہے کہ اس کے اوپر تین بیویاں اور ہیں اور یہ چوتھی ہے۔ تو میں اس شخص کیلئے فیصلہ کرتا ہوں کہ یہ تین دن اور تین راتوں میں عبادت کرے اور بیوی کیلئے ایک دن اور پوری رات دے۔ حضرت عمرؓ نے کہا واللہ تمہاری پہلی رائے میرے نزدیک دوسری رائے سے بہتر نہیں ہے۔ جاؤ میں نے تمہیں بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔[1]

(۴) نفقہ گھریلو خرچ: نفقہ بیوی کے حقوق میں سے ایک لازمی حق ہے جس میں کھانا، کپڑا، مکان شامل ہے شوہر کی مالی حالت اور مالداری کے حساب سے اللہ تعالیٰ نے اسے واجب قرار دیا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔**وعلى المولودله رزقهن وكسوتهن بالمعروف لاتكلف نفس الاوسعها،** (البقرہ: ۲۳۳) اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے موافق باپ کے ذمے ہے کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ یعنی بچے کے باپ کے ذمے بچے کی ماؤں کا پورا خرچ اور انکا کپڑا ہے جو وہاں کے عرف اور چلن کے مطابق دینا ہوگا۔ اس میں نہ فضول خرچی کی جائے نہ بخالت، بلکہ اپنی مالی حیثیت دولتمندی، اوسط درجہ کی حیثیت یا تنگدستی کے ساتھ۔

(۱) المصنف لعبد الرزاق کتاب الطلاق باب حق المرأۃ علی زوجہا وفی کم تشتاق وطبقات ابن سعد، ۷/ ۵۲ المغنی ۱۰/ ۲۳۸ یہ مشہور قصہ ہے جس کو کسی نے انکار نہیں کیا اب اس پر اجماع ہو چکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی ﷺ سے صحیح روایت کے مطابق ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا، اتقوا الله في النساء فانهن عوان عندكم أخذتموهن بامانة الله وأستحللتم فروجهن بكلمة الله ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف[۱] عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ وہ تمہارے پاس مقید ہیں تم نے ان کو اللہ کی امانت سمجھ کر حاصل کیا ہے۔ اور اللہ کے کلمے کے ساتھ ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ اور ان کیلئے تمہارے ذمے ان کی روزی ہے۔ انکا کپڑا ہے دستور عام کے مطابق۔

اور بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہند نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا یارسول اللہ ابوسفیان بہت بخیل آدمی ہیں۔ میرا خرچ اتنا نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کیلئے کافی ہو۔ سوائے اس مال کے جو میں ان کے علم کے بغیر ان کی جیب سے نکال لیتی ہوں تو کیا اس کی وجہ سے مجھے گناہ ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا تم اتنا لے سکتی ہو جتنا تمہیں اور تمہارے بچوں کیلئے کافی ہوسکے۔[۲]

پچھلی بحث سے یہ معلوم ہوا کہ بیوی کا خرچ ادا کرنا واجب ہے اور وہ اتنا مقرر ہے جتنے میں بیوی اور اس کے بچوں کا خرچ پورا ہوسکے اور یہ

---

(۱) رواہ مسلم فی صحیحہ (۱۲۱۸) کتاب الحج باب حجۃ النبی ﷺ۔ (۲) رواہ البخاری (۵۳۶۴) فی النفقات باب اذا لم ینفق الرجل فللمرأۃ أن تاخذ بغیر علم ما یکفیھا وولدھا بالمعروف و مسلم فی الاقضیۃ باب قضیۃ ہند۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی معلوم ہوا کہ بیوی کو حق ہے کہ بتائے بغیر اپنے شوہر کے مال میں سے اپنا خرچ لے سکتی ہے بشرطیکہ شوہر پورا خرچ نہ دیتا ہو لیکن یہ خرچ دستور اور وہاں کے عام حالات کے مطابق ہے۔

اور عورت کو چاہئے کہ کثرت سے مطالبات کر کے اپنے شوہر کو تنگ نہ کرے۔ بلکہ تھوڑے خرچ میں مطمئن اور خوش رہے خصوصاً اس وقت جب شوہر تنگدست اور مالی اعتبار سے پریشان ہو جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا یہ سب سے پہلی چیز جس کی وجہ سے بنی اسرائیل تباہ و برباد ہو گئے وہ یہ کہ ایک غریب کی عورت اپنے شوہر کو مجبور کرتی تھی کہ وہ اسے ایک مالدار کی عورت کی طرح خرچ دے۔

اور نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا انظروا الی من هو اسفل منکم ولاتنظروا الی من هوفوقکم فهو أجدر ان لاتزدروا نعمة الله علیکم . اس کی طرف دیکھو جو تم سے حیثیت میں کم ہو اور اس کی طرف مت دیکھو جو حیثیت میں تم سے زیادہ ہے تو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہو گی کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو حقیر اور کم نہیں سمجھو گے۔ لیکن یہ بات دنیاوی کاموں کیلئے ہے لیکن دینی کاموں میں آدمی کو ان کی طرف دیکھنا چاہئے جو اس سے افضل اور برتر ہیں تاکہ اس کی وجہ سے عمل زیادہ کرے اور اللہ کی طرف زیادہ قرب حاصل کرے۔

ج مشترک حقوق: کچھ ایسے بھی حقوق ہیں اور شادی کے رشتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سبب دونوں کا فرض ہے کہ ان کو پورا کریں۔

(۱) جنسی حق کا پورا کرنا۔ یعنی جب زوجین کے درمیان عقد نکاح پورا ہو جائے۔ اور بیوی کو شوہر کے سپرد کرنے کی پوری شرطیں پوری ہو جائیں اور مکان اور خرچ کا پورا بندوبست ہو جائے۔ اور حرمت کی تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں تو شریعت کے مطابق زوجین ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح جنسی لطف اٹھائیں۔ جو نکاح کا حقیقی مقصد ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ أحل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسائكم هن لباس لكم وانتم لباس لهن (البقرة ۱۸۷)

"روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا ہے وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔

عورت مرد کیلئے اور مرد عورت کیلئے سکون واطمینان کا ذریعہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومن آیتہ ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة (الروم ۲۱)

"اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف مائل ہو کر سکون حاصل کرو۔ اور تم دونوں کے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کی۔

(۲) زوجین کے درمیان وراثت کا حق ثابت ہونا: جب شادی پوری ہو گئی اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے پہلے مر جائے تو ان دونوں کے درمیان وراثت کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ جب تک اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
ولكم نصف ماترك ازواجكم ان لم يكن لهن ولد فان كان لهن ولد فلكم الربع مماتركن من بعد وصية يوصين بها اودين ولهن الربع مماتركتم ان لم يكن لكم ولد فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية توصون بها اودين (النساء ۱۲) ”اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ کر مریں اگر ان کے اولاد نہ ہو تو اس میں سے نصف حصہ تمہارا، اور اگر اولاد ہو تو ترکے میں تمہارا حصہ چوتھائی (لیکن یہ تقسیم یعنی وصیت کی تعمیل کے بعد جو انہوں نے کی ہو یا قرض کے ادا ہونے کے بعد جو ان کے ذمے ہو جائے گی اور جو مال تم (مرد) چھوڑ کر مرو اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہاری عورتوں کا اس میں چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو ان کا آٹھواں حصہ یہ حصے تمہاری وصیت کی تعمیل کے بعد جو تم نے کی ہو اور اداء قرض کے بعد تقسیم کئے جائیں گے۔

(۳) المعاشرة بالمعروف۔ اس کی تفصیل گذر چکی۔

(۴) میاں بیوی کے درمیان دامادی رشتے کی حرمت کا ثبوت۔ ایسی صورت میں شوہر کے ساتھ اس کی ساس کا نکاح حرام ہوگا اور ساس کی لڑکی کے ساتھ بھی۔ اور شوہر پر یہ حرام ہوگا کہ وہ اپنی بیوہ کے ساتھ بیوی کی بہن یعنی سالی یا اس کی پھوپھی یا خالہ یا بھانجی یا بھتیجی اور اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح نیچے تک سب اس پر حرام ہونگی۔اسی طرح بیوی پر مرد کا باپ یعنی بیوی کا سسر۔اور شوہر کا بیٹا نیچے تک سب حرام ہیں۔

یہ زوجین کے مابین ایک دوسرے اور ان کے مشترکہ حقوق کا مختصر حصہ ہے جو میں نے بیان کر دیا ہے میں نے ان حقوق کو پورے طور پر نہیں بیان کیا ہے بلکہ ان حقوق کے اصول اور ان کی جنس ہی بیان کی ہے اور جو کچھ بیان کیا ہے یہ دراصل یاددہانی ان بیانات کی ہے جو میں نے چھوڑ دیا تھا اب ان میں جو درست اور صحیح ہوں وہ سب اللہ واحد فعال کی طرف سے ہیں اور اگر ان میں کچھ بھول چوک ہو تو وہ سب میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے والدین اور تمام مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہونچائے اور قیامت کے دن اسے میرے میزان حسنات میں رکھ کر میری نیکیوں کا وزن بھاری کرے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سب سے بہتر ہیں جن سے دعا کی جائے اور انہیں سے سب اچھی امیدیں وابستہ ہیں۔

وصلی اللہ علی عبداللہ ورسولہ نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

MAKTABA
AL–DARUSSALAFIAH
6/8-HAZRAT TERRACE, SK. HAFIZUDDIN MARG,
BOMBAY - 400 008 (INDIA)
TEL:308 27 37/ 308 89 89, FAX: 306 57 10